

# غیر مقلدین کی ڈائری

انقلد، محمد ابوبکر غازی پوری

غیر مقلدین کے مسلک و مذہب اور ان کی تاریخ کے موضوع پر ایک نہایت دلچسپ کتاب، ایک ایسا آئینہ جس میں غیر مقلدین کا واقعی چہرہ دیکھا جاسکتا ہے

ناشر: مکتبہ اشریہ قاسمی منزل سید اڑہ

غازی پور، یوپی، انڈیا۔



# غیر مقلدین کی ڈائری



محمد ابو بکر غازی پوری

غیر مقلدین کے مسلک و مذہب اور ان کی تاریخ  
کے موضوع پر ایک نہایت دلچسپ کتاب، ایک ایسا آئینہ  
جس میں غیر مقلدین کا واقعی چہرہ دیکھا جاسکتا ہے۔

ناشر

مکتبہ اثریہ قاسمی منزل سکس واڑہ غازی پور



حمد حقوق بھی ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ غیر مقلدین کی ڈائری

مصنف \_\_\_\_\_ محمد ابو بکر غازی پوری

صفحات \_\_\_\_\_ ۲۶۰

سہ اشاعت \_\_\_\_\_ ۱۹۹۷ء

طبع اول \_\_\_\_\_ ایک ہزار

کتابت \_\_\_\_\_ شمس الحسن ادروی

ناشر \_\_\_\_\_ مکتبہ اتریہ قاسمی منزل سید وارہ غازی پور

قیمت \_\_\_\_\_ ۶۰/- روپے

طباعت \_\_\_\_\_ ربانی انسٹریٹرز لال کنواں دہلی

فون :- ۷۳۰۱۱۸



# فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
۱۲	مقدمہ - بقلم مولانا نور الدین نور اللہ الاعظمی
۱۴	مقدمہ از مصنف
۱۵	غیر مقلدین کی تحریفات قرآنیہ کے چند نمونے
۱۸	قرآن میں تحریف لفظی
۱۹	آیت قرآن کی غلط تفسیر
۲۰	غیر مقلدین حضرات کے چند فقہی مسائل
۲۸	زکوٰۃ کا بیسہ ان جگہوں پر لگایا جاسکتا ہے
۴۹	زکوٰۃ کا بیسہ صرف اپنے شہر کے فقراء پر صرف کیا جائیگا
۴۹	فرقہ الہادیث کے بارے میں ایک من گھڑت افتراء یا حقیقت
۵۹	غیر مقلدین پر انگریزی سرکار کا سایہ
۶۰	الاقتصاد فی مسائل الجہاد کا ذکر
۶۱	الاقتصاد رسالہ کا مقصد کیا تھا
۶۲	مسلمانوں سے بھی جہاد ہوتا ہے -
۶۲	جہاد اصل مطالب خداوندی نہیں
۶۴	اسلام و ایمان کا کمال جہاد پر موقوف نہیں
۶۵	لفظ کافر کی ایک دلچسپ تشریح
۶۷	سرکار برطانیہ کا ہندوستان دارالاسلام تھا



صفحہ	عنوان
۶۸	پنجاب کے اہلحدیثوں نے گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی و وفاداری کا عہد کیا تھا
۶۹	گورنمنٹ برطانیہ سے لڑنا یا اس سے لڑنے والوں کی مدد کرنا غدار و حرام ہے
۶۹	۱۸۵۷ء کی تحریک جہاد آزادی ملک میں جو شریک تھے وہ مشرک باغی و بدکردار تھے
۷۰	غیر مقلدوں کا اسلام کی تاریخ پر ایک زبردست حملہ
۷۲	خانصاحب بھوپالی اور ان کی ترجمان و بابیہ
۷۳	قریب قیامت کے اکثر ملکوں کے حاکم عیسائی ہو جائیں گے
۷۴	گورنمنٹ برطانیہ سے لڑنا سخت بیوقوفی ہے
۷۵	ہماری معلومات میں زبردست اضافہ
۷۶	آدم علیہ السلام کے زمانہ سے یکسر تازمانہ گورنمنٹ برطانیہ جو امن و آسائش انگریزی حکومت میں تھی کسی حکومت میں کبھی نہیں رہی
۷۷	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی تھے۔
۷۸	مجاہدین جنگ آزادی کے سلسلہ میں نواب حنا بھوپالی کا گناہ ارمی مارک
۸۰	جنت میں داخل ہونے کو فقط اسلام کافی ہے (نواب حنا کا فرمان)
۸۱	۱۸۵۷ء کا جہاد آزادی ہر بونگ تھا۔ بیوقوفوں کا جہاد تھا۔
۸۲	رعایا پروری میں حکام فرنگ کا مثل و نظیر نہیں
۸۳	اہلحدیث میں کبھی کوئی حاکم یا بادشاہ نہیں ہوا۔
۸۶	سرکار برطانیہ کی مخالفت کسی غیر مقلد نے نہیں کی
۸۸	انگریزوں کی مخالفت نقد دین کا کھونا ہے۔



صفحہ	عنوان
۹۱	انگریزوں کی خلاف تحریک جہاد احناف نے برپا کیا (نواب جتوئی کا اعتراض)
۹۲	مذہب حنفیہ ایک بڑی بلا ہے
۹۲	غیر مقلدین سب مذہبوں سے آزاد ہیں -
۹۴	غیر مقلدوں کی آزادی کی مذہب دہی ہے جو انگریزی سرکار کی مرضی تھی
۹۵	غیر مقلدین سرکار برطانیہ کی موافقت والے رسائل شائع کرتے تھے
۹۸	غیر مقلدین خالص اہلسنت والجماعت ہیں
۱۰۱	کتاب لکھنا دینی عمل نہیں ہے -
۱۰۳	اس دور میں جہاد نہیں ہو سکتا -
۱۰۶	جہاد کرنے والے بادشاہ محدث نہ تھے -
۱۰۷	گورنمنٹ برطانیہ کے سامنے غیر مقلدین کی سپردگی
۱۰۹	دیوبندی مدہم ہیں
۱۱۰	غیر مقلدین کی قدامت
۱۱۱	وہابیوں نے اہلحدیث کے مذہب ہندوستان سے لیا
۱۱۲	جو مسلمان ہندوستان میں پہلے آئے وہ اہلحدیث کے مذہب پر تھے
۱۱۳	صحابہ کرام میں بھی تصوف تھا
۱۱۴	حدیث پر عمل کرنے کے سلسلے میں غیر مقلدین کی ہیرا پھیری
۱۱۶	مولانا ذر حسین میاں مؤلف حیاۃ بعد الممات کی نظریں
۱۱۸	سید نذیر حسین میاں صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا نمونہ تھے
۱۱۹	میاں صاحب کی قابلیت کا نمونہ
۱۲۰	میاں صاحب نے ۱۲۲۶ھ میں ایک کتاب ۹ روپے میں بیچی



صفحہ	عنوان
۱۲۱	میاں صاحب کی طالب علمی کے بارے میں مؤلف حیاہ بعد المماۃ کی تضاد بیانی
۱۲۲	میاں صاحب حضرت شاہ اسماعیل صاحب کے باقاعدہ شاگرد نہیں تھے
۱۲۳	میاں صاحب نے بخاری کی سو مرتبہ پڑھائی
۱۲۵	ہندوستان میں کوئی شخص مجتہد و امام فن نہیں گذرا
۱۲۵	میاں صاحب بخاری شریف کی پہلی حدیث ۲۷ روز میں پڑھا گئے
۱۲۶	پوری جلالین میاں صاحب صرف ایک ہینڈ میں پڑھا دیا کرتے تھے
۱۲۷	میاں صاحب نے اُلو کے حلال ہونے پر ۲۸ سندیں نکالیں
۱۲۷	میاں صاحب گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار تھے
۱۲۸	انگریز کمشنر کی میاں صاحب کیلئے چٹھی
۱۲۸	میاں صاحب کے صاحبزادے نصف گھنٹہ میں نماز فرض ادا کرتے تھے
۱۲۹	میاں صاحب رمضان میں دو ختم قرآن سنتے۔ ایک تراویح میں ایک تہجدیں
۱۳۰	میاں صاحب پیری مریدی کو لے تھے
۱۳۱	میاں صاحب پیشین گوئی بھی فالتے تھے
۱۳۱	میاں صاحب کا سلسلہ نسب
۱۳۳	تقلید صرف غیر مجتہد کو جائز ہے
۱۳۳	مسلمان ہند کے بارے میں نواب صاحب کی رائے۔
۱۳۳	استوار علی العرش کی کیفیت معلوم نہیں
۱۳۴	آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں
۱۳۵	قیاس صحیح



# عنوان

صفحہ

۱۳۵	تقلید شخصی مطلقاً حرام ہے
۱۳۶	تقلید بلا دلیل حرام ہے
۱۳۷	علماء و مفتی و قاضی کی تقلید تقلید اصطلاحی نہیں ہے
۱۳۸	بخاری و مسلم کی تمام مرفوع روایتیں صحیح ہیں
۱۳۹	غیر مقلدین کے یہاں کھلے ستر نماز درست ہے
۱۴۰	صحابی کا فتویٰ حجت نہیں ہے
۱۴۰	عصر کا وقت مثلین تک ہے
۱۴۱	مس ذکر سے وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کی روایتیں
۱۴۳	اما بخاری کی مخالفت لوہے کے چنے چبانے ہے
۱۴۵	جب مختلف احادیث میں جمع کرنا ممکن ہو تو بعض کا رد کرنا جائز نہیں
۱۴۵	اعمال ایمان کا جز نہیں ہیں۔
۱۴۷	ضعیف حدیث سے جواز و استحباب ثابت ہوتا ہے۔
۱۴۸	مشرکوں کے فعل سے استدلال
۱۴۹	جموعہ کا خطبہ سنا فرض ہے۔
۱۵۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول صحیح ہونے کے باوجود قابل رد ہے
۱۵۱	غیر مقلدین کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہم پر عدم اعتماد
۱۵۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں غیر مقلدین کی جرات بیجا اور گستاخی
۱۵۲	قرآن کا اجرت دیکر سنا
۱۵۵	سنت صحابہ سے استدلال
۱۵۶	جب کی ضعیف راوی کے ضعف پر سب محدثین کا اتفاق ہو تو وہ روایت مردود ہے



صفحہ	عنوان
۱۵۶	راوی کا ضعیف حدیث کو روایت کرنا اسکو قابل اعتبار بنا دیتا ہے
۱۵۷	وتر ایک سے تیرہ رکعت تک
۱۵۸	تارکِ صلوٰۃ نہ مسلم ہے نہ کافر
۱۵۸	جمعہ کی اذان ثالث
۱۵۹	نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ زور سے پڑھنا
۱۶۰	مردہ پر مٹی ڈالنے وقت کچھ پڑھنا معلوم نہیں
۱۶۱	حنابلہ مالکیہ اور شافعیہ اہلحدیث نہیں
۱۶۲	تعویذ لکھ کر گلے میں لٹکانا جائز ہے
۱۶۳	قرآن وحدیث کے علاوہ سے جھاڑ بھونک جائز ہے
۱۶۴	جماعتِ محدثین کی پہلی کڑی اور آخری کڑی
۱۶۵	استوار علی العرش اور صفاتِ باری کے بارے میں مولانا امرتسری کا عقیدہ
۱۶۶	میں کسی امی کا امی نہیں ہوں میں تین جہتوں کا قائل ہوں (مولانا امرتسری)
۱۶۷	مولانا امرتسری دین میں جدید معنی پیش کرتے تھے
۱۶۸	صرف سود لینا حرام ہے سود دینا نہیں۔ (مولانا امرتسری کا ارشاد گرامی)
۱۶۹	مولانا امرتسری قیاس کرتے تھے
۱۷۰	اہلحدیث اجاب کے بارے میں مولانا امرتسری کا اظہار خیال
۱۷۱	تادیانی و شیعوہ بھی متقی ہیں
۱۷۲	مولانا امرتسری کا عقیدہ و مذہب
۱۷۳	صحیح حدیث سے مشرودعیت قیاس کی دلیل
۱۷۵	بیعت میں سنت کیا ہے۔



## عنوان

صفحہ

۱۷۶	اگر کوئی صحیح حدیث قواعد قطعیہ کی مخالف ہے تو وہ قابل التفات ہے
۱۷۷	غیر مقلدین کا تعارف مولانا محمد جونا گڑھی کے قلم سے
۱۷۸	اہلحدیث کے حق پر ہونے کی دلیل
۱۸۱	ہم محمدی توڑنے کے کی چوٹ کہتے ہیں
۱۸۲	حنفی اور اہلحدیث اصولاً ایک ہیں
۱۸۳	چاروں ائمہ کی عزت
۱۸۵	آنحضور کے روضہ کی زیارت
۱۸۶	ایمان نام قول فعل عقدے کا
۱۸۶	ہم عبدالوہاب نجدی اور نہ کسی زندے مردے کے مقلد ہیں۔
۱۸۷	ہم محمدی ہیں ہم اہلحدیث ہیں
۱۸۸	حضرت ابوبکر اور خلفاء راشدین کی شان میں مولانا جونا گڑھی کی گستاخی
۱۹۰	گمراہی کی دعوت
۱۹۱	خدا والوں اور اہل حق کی تقلید بھی گمراہی ہے۔
۱۹۲	قیاس کا ثبوت قرآن سے
۱۹۲	تمام صحابہ فقیہ تھے
۱۹۲	مصلحین عظام مذہب حنفی کے پیرو تھے
۱۹۷	غیر مقلدیت کے وجود کی ابتدا ہندوستان میں
۱۹۸	غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام ریڈار العلوم دیوبند کا علمی فیضان
۱۹۹	دیوبند کی سند امتحان میرے لئے باعث فخر میرے پاس موجود ہے
	(مولانا امرتسری)



صفحہ	عنوان
۲۰۱	مولانا میاں نذیر حسین کو فقہ حنفی پر حدیث سے زیادہ عبور تھا
۲۰۲	احادیث کو رد کرنے سے بہتر ہے کہ انکی تاویل کی جائے
۲۰۲	خانہ میں چار تکبیر پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا
۲۰۳	حدیث صحیح کو چھوڑ کر حدیث حسن پر عمل
۲۰۳	امام بخاری پر مولانا مبارکپوری کا شدید نقد
۲۰۴	عموم کی تخصیص
۲۰۵	مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کا طریقہ استدلال
۲۰۶	رسول اللہؐ کی اتباع بالاستقلال فرض ہے
۲۰۷	دلیل سے سوال کرنا چاہئے
۲۰۷	صحابہ کرام کو عسدی کہا جاتا تھا
۲۰۷	اہلحدیث کا لقب بھی صحابہ کے زمانہ سے جلا آتا ہے
۲۰۸	زرگوں کو مطاعن کا نشانہ نہیں بنانا چاہئے
۲۰۸	اہلحدیث کسی معین امام کی تقلید کی اجازت نہیں دیتے
۲۰۹	اہلحدیث کی نسبت
۲۱۰	یہ تقلید کا اقرار ہے کہ انکار
۲۱۲	حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تعریف یا تنقیص
۲۱۲	سب کے بڑا جھوٹ
۲۱۳	حدیث کے معتبر ہونے کا ایک اصول یہ بھی ہے
۲۱۵	ضعیف حدیث کو چھوڑنے قبول کیا ہے
۲۱۶	حیاء ابنیاء علیہم السلام کے بارے میں مولانا اسماعیل سلغی کا جھوٹ



صفحہ	عنوان
۲۱۷	قبر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم حیات پر قرآن کی آیت کے استدلال
۲۲۰	مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی عصبيت اور انکی امام ابوحنيفہ دشمني
۲۲۱	امام ترمذی کی شان میں مولانا مبارکپوری نے ہفتوں اول انکی تضاربانی
۲۲۰	امام بخاری پر مولانا مبارکپوری کا رد
۲۲۲	مولانا مبارکپوری کے تعصب کی ایک واضح مثال
۲۲۳	صحابہ کرام قیاس کرتے تھے
۲۲۴	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مذموم نہیں ہے۔
۲۲۵	سنت مؤکدہ چھوڑنے پر مواخذہ نہیں
۲۲۶	حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق ایک غیر مقلد کی بکواس
۲۲۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس غیر مقلد کی بکواس
۲۲۹	حضرت حسنین کو صحابہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا
۲۲۹	حضرت ابوذر غفاری کے بارے میں غیر مقلدین کا نظریہ
۲۳۰	تقلید شرعی اصطلاح اور لغوی مفہوم دونوں کی روشنی میں براہ عمل ہے
۲۳۱	میت سے تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کی دلیل
۲۳۲	تادیا نی عورت سے نکاح جائز ہے
۲۳۳	تادیا نی کے پیچھے نماز جائز ہے
۲۳۴	تادیا نی مسلمان ہیں
۲۳۵	مرزا غلام احمد تادیا نی کا نکاح میاں نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا
۲۳۶	غیر مقلدوں کے شیخ الکمل کے درس حدیث پر ایک صاحب علم کا تبصرہ
۲۳۶	مولانا سید نذیر حسین صاحب کا درس
۲۳۸	جماعت اہلحدیث کے متعلق اکابر غیر مقلدین کی رائے
۲۵۵	غیر مقلدوں کے اہلحدیث بننے کی تاریخی شہادت
۲۵۶	سرکارِ برطانیہ اہلحدیث نامہ لاطرائی کی درخواست کا متن



## مقدمہ

بقلم۔ مولانا نور الدین نور اللہ الاعظمیٰ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى  
اہل حق کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ باطل فرقوں اور شیطانی طاقتوں  
کا ایمانی طاقت کے سہارے پامردی و استقلال سے مقابلہ کرتے ہیں، مصلحین  
امت نے یہی کارنامہ انجام دیا تو آج اسلام اپنی پوری تاب و توانائی کے ساتھ  
دنیا میں موجود ہے اور انشاء اللہ اہل حق مجاہدین اسلام کی جماعت جب تک اپنا یہ  
فریضہ انجام دیتی رہے گی اسلام کا نور پوری قوت سے چمکتا و مکتار ہے گا اور شریعت  
کی سرحدوں میں کوئی چور نقب لگانے کی جرأت و ہمت نہیں کرے گا۔ اور اگر کسی  
نے ایسی جرأت کی بھی تو اس کا ہاتھ پکڑنے والے موجود ہوں گے۔

غیر مقلدیت غصہ حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے، قرآن و حدیث کا نام لیکر اس  
جماعت نے شریعت اسلام پر، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر فقہاء و محدثین  
پر اولیاء اللہ اور بزرگان دین پر شب خون مارنے کی تلک و دو میں اپنی پوری  
طاقت جھونک دی ہے، عربوں کی دولت ان کو بے تحاشا مل رہی ہے،  
جس کا یہ ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں، عرب بیچارے اپنی سادہ لوحی میں ان کو  
دین اسلام اور کتاب و سنت کا خادم سمجھے ہوئے ہیں اور انھوں نے اپنی دولت  
ان کے لئے انڈیل دی ہے۔

انھیں کیا پتہ کہ جن کو تم نے رہنما سمجھا ہے وہ ڈاکو ہیں وہ دین پر ڈاکہ ڈال  
رہے ہیں۔ شب خون مار رہے ہیں۔



ہندوپاک میں یہ فتنہ پھیلا اور پھیلتا جا رہا ہے، اس کی شدت کو اہل حق علماء محسوس کرنے لگے ہیں، اور سنتِ اشرکے مطابق اہل حق کی جماعت نے اس فتنہ کا پیچھا شروع کر دیا ہے، پاکستان میں یہ کام علماء دیوبند بڑے استقلال اور پامردی سے انجام دے رہے ہیں۔

ہندوستان کے علماء بھی اس فتنہ کے استیصال اور عوام کیلئے جو ان نام کے اہلحدیثوں نے دامِ ہمزنگ زمین بچھایا ہے انکو اس سے نکالنے کیلئے بیدار ہیں اور اشران سے دین کی حفاظت کا یہ کام لے رہا ہے، ہمارے ملک کی قابلِ قدر علمی شخصیت حضرت مولانا محمد ابو بکر غازی پوری مدظلہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے استیصال کے عمل کا زبردست داعیہ پیدا فرمادیا ہے۔

اس سلسلہ کی انکی دواہم کتابیں ”دقتہ مع اللامذہبیۃ“ عربی اور ”مسائل غیر مقلدین“ اردو میں طبع ہو کر قبول عام کی سند علمی حلقوں سے حاصل کر چکی ہیں۔ اس سلسلہ کے کئی مضامین بھی مختلف پرچوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ تیسری کتاب ”غیر مقلدین کی ڈاڑھی“ جو میرے خیال میں پہلا حصہ ہو ان کے قلم سے ناظرین کی خدمت میں پہنچ رہی ہے۔ یہ کتاب بھی بڑی اہم ہے اور اس میں اس جماعت کے تعلق سے اتنے تاریخی انکشافات ہیں کہ ناظرین حیران رہ جائیں گے۔

اور اسکے سوا جو باتیں ہیں وہ بھی اپنی جگہ ایسی ہیں کہ ان سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے، تاکہ اس جماعت کی فریب کاریوں سے محفوظ رہا جاسکے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مولف موصوف کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور ان کے علم و قلم میں برکت دے۔

نور الدین نور اللہ الاعظمی

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں جب اپنی کتاب "وقفہ مع اللامذہبیہ فی شبہ القارة الهندیہ" (عربی) اور مسائل غیر مقلدین کتاب وسنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں " (اردو) لکھ رہا تھا تو کچھ مزید باتیں سامنے آتی گئیں، جن کو میں نوٹ کرتا رہا اب انھیں باتوں کو بلا کسی ترتیب کے ناظرین کے سامنے "غیر مقلدین کی ڈائری" کی صورت میں پیش کر رہا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ اس ڈائری سے قارئین کو غیر مقلدین کے مذہب و عقیدہ کے سلسلہ میں مزید بصیرت حاصل ہوگی اور ان کی تاریخ کیاری ہے اس پر ایک اجمالی نظر پڑ جائے گی۔

غیر مقلدین حضرات کے عقیدہ اور ان کے مذہب سے پوری واقفیت حاصل کرنے کیلئے میری مذکورہ بالا عربی و اردو کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی پہلی دونوں کتابوں کی طرح قبولیت عطا فرمائے۔

محمد ابوبکر غازی پوری



# غیر مقلدین کی تحریفات قرآنیہ کے چند نمونے

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے، اللہ والے اس کلام مقدس کی توفیر کو جزو ایمان سمجھتے ہیں، قرآن کی تفسیر و توضیح اور اس کا مطلب بیان کرنے میں اس کا خیال رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کی تفسیر یا اس کا ترجمہ کرنے میں اپنی رائے کا دخل نہ ہو، اور صحابہ کرام اور سلف امت نے قرآن آیات کا جو مطلب بیان اور سمجھا ہے اس سے تجاوز کرنے سے بچا جائے، قرآن کی آیات کا ایسا مطلب بیان کرنا جو مراد خداوندی نہ ہو بہت بڑا گناہ ہے اور قصداً اور عمداً ایسا کرنا تو "یفترون علی اللہ الکذب" کے ضمن میں آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ محفاظ علمائے کرام نے قرآن مقدس کی ترجمانی کے بجائے اس کے لفظ لفظ کی پابندی کے ساتھ ترجمہ کرنے کی اجازت دی ہے، اور تفسیر بالرائے تو مطلقاً حرام ہے "۱" اور ایسے مفید کاٹھکانا جہنم ہے، غرض قرآن کا

(۱) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من تکلم فی القرآن براہ فاصاب فقد اخطا۔ یعنی جو شخص قرآن کریم کے بارے میں اپنی رائے کے کچھ گفتگو کرے تو اگر صحیح بات بھی کہے تو اس نے غلطی کی۔

ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من قال فی القرآن بغیر علم فلیست بواقد من النار یعنی جو شخص قرآن کریم کے معاملہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔



معاملہ عام کتابوں سے اور انسانی کلام سے بالکل الگ ہے۔ جن لوگوں نے اس کا لحاظ نہیں کیا انھوں نے فضیلت کا بیج بویا، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور امت میں فتنہ و شر کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ کی بنیاد ڈال دی۔

ہمیں بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن پاک کی ترجمانی و تفسیر کے سلسلہ میں غیر مقلدین علماء کے طبقہ میں یہ احتیاط بہت کم نظر آتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کی تحریفات کا ایک پورا سلسلہ ان کی کتابوں اور تحریرات میں نظر آتا ہے، میں عیون زمرم مصنف مولانا عنایت اللہ اثری کی بات نہیں کر رہا ہوں جس میں قرآن کی کھلی تحریف کی گئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام سے متعلقہ آیتوں کی من مانی تفسیر کر کے اس غیر مقلد عالم نے اپنا ایمان برباد کیا ہے، اور بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے باپ اور حضرت مریم علیہا السلام کیلئے شوہر ڈھونڈ نکالنے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اسی طرح میں غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام مرکزی جمعیت اہلحدیث کے بانی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم کی عربی تفسیر کی بابت بھی نہیں کہہ رہا ہوں جس میں مولانا امرتسری مرحوم نے معتزلہ و خوارج اور یہودیوں کے مسلک و عقیدہ کی ترجمانی کی ہے، اور معتزلہ و دھریلوں کے انداز میں معجزات و کرامات و خرق عادات کا انکار کیا ہے، اللہ کی صفات کی معتزلانہ و گمراہانہ تفسیر کی ہے۔

میں ان کتابوں پر اس ڈائری میں اس لئے گفتگو نہیں کر رہا ہوں کہ

غیر مقلدین علماء نے ان دعویداروں سے سبق حاصل کئے بغیر قرآن کے معاملہ میں بڑی جرأت اور جسارت کا مظاہرہ کیا ہے جیسا کہ ناظرین کو آئندہ معلوم ہوگا۔



اس کے لئے بڑا دقت چاہئے، اور یہ ڈائری کسی ایک موضوع پر طویل گفتگو کی تحمل نہیں، میں نے اپنی عربی کتاب وقفة مع اللامذہبیۃ میں اس پر قدرے تفصیلی گفتگو کی ہے۔

میں یہاں کتاب اللہ کے ترجمہ اور اس کی تفسیر کے سلسلہ میں غیر مقلدین کی بداحتیاطیوں کے صرف چند نمونے مولانا محمد اسماعیل سلفی کی کتاب حرکت الانطلاق الفکری اور مولانا محمد جونا گڑھی کی کتاب طریق محمدی سے پیش کروں گا اور پھر قیاس کن زگلستان من بہار مرا، کہ کہ آگے بڑھ جاؤنگا۔ چونکہ قرآن کریم کا مسئلہ بڑا اہم اور بڑا نازک ہے اس لئے میں ناظرین سے گزارش کروں گا کہ براہ کرم سنجیدگی سے میری معروضات پر غور کریں اور ان آیتوں کا ترجمہ و تفسیر خود کسی ترجمہ والے قرآن اور کسی معتبر عالم دین کی تفسیر سے ملا کر دیکھ لیں کہ مولانا جونا گڑھی جو غیر مقلدیت کے زبردست وکیل اور اس جماعت کے اونچے درجہ کے عالم تھے اسی طرح مولانا محمد اسماعیل سلفی جو عصر حاضر میں اس جماعت میں امامت کے درجہ پر فائز تھے ان دونوں عالموں پر جو میری گرفت ہے وہ صحیح ہے یا غلط، اسی سے اندازہ ہوگا کہ قرآن پاک کے ساتھ غیر مقلدین علماء کیسا کھلواڑ کرتے ہیں اور افسوس یہ ہے کہ یہ سارا کھلواڑ دین کے نام پر اور اللہ و رسول کا نام لے کر یہ غیر مقلدین کہتے ہیں بلکہ دین کے بارے میں اسی بے راہ روی اور آزادی و عدم جمود کو غیر مقلدیت کی معراج تصور کرتے ہیں اور بڑے رنگ سے اقبال مرحوم کا یہ شعر گاتے ہیں

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خود کشتی

اب ذیل کی سطور میں ناظرین قرآن پاک کے سلسلہ میں غیر مقلدین جماعت کے ان دونوں علماء کی گمراہیوں اور بداحتیاطیوں کے نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

و بالله التوفیق



# (۱) قرآن میں تحریف لفظی

حرکت الانطلاق الفکری مولانا محمد اسماعیل سلفی پاکستانی مشہور غیر مقلد عالم کی کتاب جامعہ سلفیہ بنارس نے اس کو شائع کیا، اہملاً یہ کتاب اردو میں تھی مولانا مقتدی حسن ازہری جامعہ سلفیہ کے استاد نے اس کا عربی ترجمہ کیا ہے، اس کتاب کے صفحہ پر یہ عبارت ہے :

وهذه الآية من سورة المزمل وقد جاء فيها ذكر صلوة الليل

فقال -

فاقرأوا ما تيسر من القرآن في صلوة الليل (التہجد)  
یعنی یہ آیت سورہ مزمل کی ہے اور اس میں صلوة اللیل کا ذکر ہے پس  
اللہ نے فرمایا :

فاقرأوا ما تيسر من القرآن في صلوة الليل (التہجد)  
سورہ مزمل انتیسویں پارہ کی سورہ ہے عموماً غیر حافظ لوگوں کو بھی یہ سورہ  
یاد رہتی ہے۔ کوئی غیر مقلد عالم انھیں الفاظ کے ساتھ یہ آیت ہمیں دکھلا دے  
”فی صلوة اللیل“ کا پورا جملہ اس آیت میں مولانا محمد اسماعیل سلفی اور مولانا  
مقتدی حسن ازہری کا اضافہ شدہ ہے (۱)

(۱) مترجم جو خود ایک فاضل ہے وہ اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہو سکا، اور وہ  
اس تحریف میں برابر کا شمار ہوگا، ناظرین غور فرمائیں کہ ”التہجد“ کا لفظ بریکٹ میں  
لا کر اپنی اس تحریف لفظی پر مزید مہر لگا دی ہے۔

میں عرض کروں گا کہ اگر قرآن میں یہ تحریف لفظی کا عمل خطا دنیا ناہوا ہے تو آپ



اس اضافہ کی کیا ضرورت پڑی بظاہر اس کی وجہ جو بھی ہو مگر کلام اللہ میں اپنی طرف سے گھٹانا بڑھانا ہے یہ بڑی جرأت کی بات۔

## (۲) آیت قرآنی کی غلط تفسیر

مولانا محمد اسماعیل سلفی مذکورہ کتاب الانطلاق الفکری میں اس آیت "یا ایہا الذین امنوا اتقوا توما غضب اللہ علیہم قد یثبوا من الآخرة کما یثب الکفار من اصحاب القبور" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

معنی الآیۃ واضح فمن بیانہ والکفار بیان لاصحاب القبور ای یوجب الایمان فی الحیاة وكذلك یتعلق الامل باسباب اُخری لرحمة اللہ ولكن لیس هناك معقدا مل للکفار بعد الموت۔

فالمسلمون الذین یتصلون بالکفار بعد الاسلام علیہم ان یأسوا من رحمة اللہ . . . . . وقد اتفق جمیع المفسرین فی تفسیر الآیۃ علی الاسلوب المذكور، ص ۲۷۲

اس پوری عبارت کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ مولانا اسماعیل سلفی فرماتے ہیں کہ "آیت کا معنی واضح ہے، آیت میں من بیانہ ہے اور کفار اصحاب قبور کا بیان ہے، مطلب یہ ہے کہ زندگی میں تو ایمان متوقع ہے اور خدا کی رحمت کے دوسرے اسباب کا سہارا مل سکتا ہے مگر مرنے کے بعد کافروں کے لئے کوئی امید باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو بھی جو باوجود مسلمان ہونے کے کافروں کے

اپنی اس غلطی کا اعتراف کر لیجئے اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جس طرح سے آپ سے ایسی فاحش غلطی خطا و نسیان ہو سکتی ہے تو وہ دوسروں سے بھی ہو سکتی ہے، خطا و نسیان بشری خاصہ ہے شرط یہ ہے کہ انسان اپنی واقعی غلطی کو تسلیم کرنے اور اعتراف قصور سے شرائے نہ۔



تعلق رکھتے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا چاہیے۔ . . . .  
تمام مفسرین کا (قرآن کی اس آیت کی) اس تفسیر پر اتفاق ہے۔

ان غیر مقلد مجتہد صاحب نے اس آیت کی اپنی اس من مانی تفسیر میں کیا  
گل کھلایا ہے اور کیسا غم کھایا ہے اسکو میں بتلاتا ہوں۔

فرماتے ہیں کہ ”من“ بیانہ ہے، اور ”کفار“ اصحاب قبور کا بیان ہے  
یہ ان غیر مقلد مجتہد صاحب کی قابلیت کا پہلا نمونہ ہے، نحو میر اور ہدایتہ النخوڑی  
والا عربی مدرسہ کا درجہ اول و دوم کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ جو بیان ہوتا ہے  
وہ بعد میں ہوتا ہے اور وہ جس امر کا بیان ہوتا ہے وہ پہلے ہوتا ہے، یہاں  
”اصحاب القبور“ بعد میں ہے، اور ”الکفار“ پہلے ہے تو الکفار کو اصحاب القبور  
کا بیان بتلانا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر کفار اصحاب قبور کا بیان ہوتا تو  
کفار کو بعد میں اور اصحاب قبور کا لفظ پہلے ہونا چاہیے تھا۔

نحو کا جن کو یہ معمولی مسئلہ بھی معلوم ہو ان کو دعویٰ ہوتا ہے مجتہد بننے کا،  
اور یہ اپنے سینوں میں علم کا وہ پہاڑ رکھتے ہیں کہ قرآن و حدیث خود سمجھ لیں گے، انکو  
کتاب و سنت کو سمجھنے کیلئے کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں ہے۔

اور پھر مجتہد صاحب ر. جو اثنائے سفر غیر مقلدوں میں ”امامت“ کے درجہ پر  
فائز تھے، فرماتے ہیں:

”اسلئے مسلمانوں کو بھی جو کافروں سے تعلق رکھتے ہیں اللہ کی رحمت سے  
مایوس ہو جانا چاہیے۔“

یہ قرآن کی اس آیت کی تفسیر ہے یا جہالت کا پشتارہ اور حماقت کی انتہا ہے،  
خداوند قدوس تو مسلمانوں کو یہ خوشخبری سناتا ہے۔

”اے بندویرے جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر اس مت توڑو  
اللہ کی ہر بانی و رحمت سے بیشک بخشا ہے اللہ بگناہ، یقیناً ہی؟“



گناہ معاف کرنے والا ۛ

یعنی اللہ کی رحمت سے بڑے سے بڑے گناہ گار کو بھی مایوس نہ ہونا چاہئے  
اللہ اپنے بندوں کو یہی سکھلاتا ہے اور قرآن میں اسی کی تعلیم ہے، اور یہاں  
غیر مقلد مجتہد صاحب فرماتے ہیں :

”اس لئے مسلمانوں کو بھی جو کافروں سے تعلق رکھتے ہیں اللہ کی رحمت  
سے مایوس ہو جانا چاہئے۔“

ان امام زماں صاحب کی اس تفسیر پر عقل انگشت بدنداں ہے کہ اتنی غلط بات  
ان سے آخر صادر کیسی ہوئی، کیا کافروں سے تعلق رکھنا کفر ہے، ایمان اس سے  
باقی نہیں رہتا؟ کیا کافروں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے؟  
اللہ رحیم و کریم تو یہ فرمائے کہ بڑے بڑا گناہ بھی ہو جائے تو بھی اللہ کی  
رحمت سے مایوس نہ ہو، اور ہمارے امام زماں صاحب غلط اور جھوٹ خدا کی  
طرف یہ بات منسوب کر رہے ہیں کہ اس آیت میں خدا یہ فرماتا ہے کہ جو کافر سے  
تعلق رکھے اس کو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا چاہئے۔

یہ اس آیت کی تفسیر ہے کہ گمراہی ہے، یہ احادیث و آثار کی روشنی میں تفسیر ہے  
یا تفسیر بالرائے ہے؟ اور پھر ان غیر مقلد سلفی مجتہد مفسر صاحب کی یہ کتنی بڑی جرات  
اور کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ کہتے ہیں کہ تمام مفسرین نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔  
جھوٹ بولنا غلط کہنا مبالغہ کرنا اور لمبا چوڑا دعویٰ کرنا ان غیر مقلدوں  
کی فطرت ہے، بیش کر دیں صرف ایک ہی حوالہ جی ہاں صرف ایک ہی حوالہ اپنی اس  
غلط اور باطل تفسیر کی تائید میں کسی مفسر اور تفسیر کا، تمام مفسرین کی طرف اس  
غلط تفسیر کی نسبت کرنا تو بہت بڑا دعویٰ ہے۔

بات فی الاصل یہ ہے کہ ان غیر مقلد صاحب نے اس آیت کا خالص اردو  
ترجمہ بھی سمجھا نہیں ہے نہ ان کو یہ پتہ ہے کہ قَوْمًا غَضِبَ اللہ علیہم سے مراد



کون لوگ ہیں نہ ان کو یہ معلوم ہے کہ خدا کہنا کیا چاہتا ہے، آئیے سنئے اس آیت کا صحیح ترجمہ اور اس کی صحیح تفسیر

حضرت شیخ الہند علیہ الرحمہ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں :  
 ”اے ایمان والو مت دہشتی کہ وہ ان لوگوں سے کہ غصہ ہوا ہے اللہ ان پر  
 وہ اس توڑ پھٹ کے ہیں پھلے گھر سے جیسے اس توڑی منکروں نے قبر والوں سے“  
 اس صحیح ترجمہ کے بعد اب اس کا صحیح مطلب سنئے، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ  
 فرماتے ہیں :

”یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبرے کوئی ایٹھے گا اور پھر دوسری زندگی  
 میں ایک دوسرے سے ملیں گے، یہ کافر بھی ویسے ہی ناامید ہیں“  
 پھر فرماتے ہیں :

بعض مفسرین کے نزدیک من اصحاب القبور کفار کا بیان ہے، یعنی جس طرح  
 کافر جو قبر میں پہنچ چکے ہیں وہاں کا حال دیکھ کر اللہ کی مہربانی و خوشنودی  
 سے بالکل مایوس ہو چکے اسی طرح یہ کافر بھی آخرت کی طرف سے  
 مایوس ہیں۔“

دیکھا آپ نے اس آیت میں مومنین کے مایوس اور عدم مایوس ہونے کی کوئی بات  
 ہی نہیں ہے مایوسی کا تعلق یہود اور کفار سے ہے، مگر یہ غیر مقلد مجتہد صاحب  
 فرماتے ہیں کہ جو مسلمان کافر سے تعلق رکھے اس کو اللہ کی رحمت سے مایوس  
 ہو جائے یا پلے مئے اور اس غلط بات اور غلط تفسیر کو تمام مفسرین کی طرف منسوب  
 کرتے ہیں۔ کچھ تک ہے اس لئے تنگی کا۔

خیر یہ تو مولانا شبیر احمد صاحب علیہ الرحمہ کی تفسیر سے صحیح معنی اور مطلب  
 اس آیت کا بتلایا گیا، ان سے متقدم اور مشہور مفسر و محدث اور فقیہ حضرت تاحی  
 ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں۔



”قوما غضب اللہ علیہم“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں اور بعض لوگوں نے اس سے عام کفار کو مراد لیا ہے، اور قدیسوا من الآخرة کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ :

”اگر اس مراد یہود ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی شقاوت اور بد بختی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت و حسد کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے مایوس ہو چکے ہیں، اور ان کو یقین ہو گیا ہے کہ آخرت میں اب ان کا کچھ حصہ نہیں ہے۔“

”اور اگر اس سے مراد عام کفار ہوں تو وہ اس وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے محروم ہیں کہ وہ ایمان بالغیب کی دولت سے مشرف نہیں ہیں اور نہ آخرت کے عذاب و ثواب پر ان کا ایمان ہے۔“

”کما یبئس الکفار من اصحاب القبور“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جیسے وہ کافر جو قبر میں جا چکے ہیں اس بات سے مایوس ہو چکے ہیں کہ ان کیلئے آخرت میں ثواب کا کچھ حصہ ہو اسی طرح یہود حالت زندگی میں آخرت کے ثواب سے مایوس ہو چکے ہیں، امام مجاہد امام سعید بن جبیر وغیرہ نے یہی تفسیر کی ہے۔“

غرض کسی مفسر نے اس آیت کی وہ تفسیر نہیں کی ہے جو ان غیر مقلد مجتہد مفسرین مولانا محمد اسماعیل سلفی نے کی ہے، یہ محض ایجاد بندہ ہے اور ”تقول علی اللہ“ ہے۔

اور یہ تو سراسر افتراء اور بہتان ہے کہ تمام مفسرین نے بالاتفاق یہی تفسیر کی ہے جو ان غیر مقلد مجتہد صاحب نے کی ہے، اس قابلیت پر انکو شوق ہے اجتہاد کرنے اور مجتہد بننے کا اور ائمہ فقہ و حدیث کے منہ آنے کا، اللہ تعالیٰ مولانا سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی اس شدید چوک کو معاف کرے۔



علم کا غرور اسے لوگو

آدی کو ذلیل کرتا ہے

اور تعجب تو یہ ہے کہ اس کتاب کو عربی کا جامہ پہنانے والے وہ فاضل  
ڈاکٹر صاحب جو ماشاء اللہ ازہری بھی ہیں ان کو بھی اس بھیانک غلطی کا ادراک  
واحساس نہ ہو سکا۔

میں اہل علم سے پوچھتا ہوں بلکہ خود غیر مقلدین میں انصاف پسند لوگوں سے  
پوچھتا ہوں کہ کیا اپنے مطلب کو حاصل کرنے کے لئے کچھ الفاظ کا بڑھا دینا ہی گمراہی  
اور ضلالت ہے؟ اپنے کسی مطلب کو حاصل کرنے کے لئے قرآن کی کسی آیت کی معنوی  
تحریف اور تفسیر بالرائے سراسر ہدایت قرار پائے گی؟ اب غیر مقلدین سوچتے  
ہوں گے اور دل میں کہتے ہوں گے۔

یہ خود اپنی قیمتی تھی جس سے کٹے

میرے دونوں بازو میرے بال و بیر

بہتر ہے کہ غیر مقلدین حضرات ہوش کا ناخن لیں اور انکمہ و مجتہدین اور صحابہ  
کرام اور انشور رسول کے بارے میں اپنا زاویہ فکر درست کر لیں ورنہ

یہ وہ لمحہ ہے کہ اب کبھی نہ اگر ہوش آیا

موت کو سلسلے پاؤں کے جدھر جاؤ گے

(۳) مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم قرآن پاک کے سلسلہ میں اپنی من مانی  
بات کہنے کے سلسلہ میں غالباً بڑے جری تھے اور غالباً اس کو وہ غیر مقلدیت  
کی سب سے اہم خصوصیت سمجھتے تھے، دیکھئے درج ذیل آیت کے سلسلہ میں  
اکھنوں نے کیا گل کھلا یا ہے خدا کے اس ارشاد کے بارے میں  
اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان فرماتے ہیں

وهذا المیزان قد نزل مع الکتاب ولا یزاد بہ المیزان الذی



یوزن بہ الاشیاء المادیۃ الجسمیۃ ص ۶۲ (الانطلاق الفکری)

یعنی اللہ کی وہ ذات ہے جس نے حق کے ساتھ قرآن اتارا اور میزان، یہ میزان کتاب اللہ کے ساتھ نازل ہوئی ہے، اس میزان سے مراد وہ ترازو نہیں ہے جس سے مادی اشیاء تولی جاتی ہیں۔

تو اس میزان یعنی ترازو سے کیا مراد ہے، فرماتے ہیں،

بل هو میزان یساعد فی فہم الکتاب والسنة.....

وقد سمی ذلک فی اصطلاح الفقہاء بالقیاس :

بلکہ اس میزان سے مراد وہ میزان ہے جو کتاب و سنت کے سمجھنے میں معاون بنتی ہے اور اسی کو فقہاء کی اصطلاح میں قیاس کہا جاتا ہے۔

اس وقت مجھے اس سلسلہ میں مزید تک کی بات پر گفتگو کرنی ہے۔ (۱) میری گزارش ہے کہ مولانا محمد اسماعیل سلفی کا قطعیت کیساتھ یہ کہنا کہ میزان سے مراد یہاں قیاس ہے بالکل غلط ہے، کسی سلفی مفسر کے حوالہ سے کوئی غیر مقلد عالم مولانا سلفی کی اس بات کی تائید پیش کر دے، یہ قرآن کی من مانی تفسیر ہے، یہ تفسیر بالرائے ہے جو عمل حرام ہے، اور جس کا وبال اور جس کا گناہ بڑا سخت ہے۔

لفظ میزان سے مراد عام مفسرین نے یا تو وہی میزان یعنی وزن کرنے کا ترازو لیا ہے یا عدل، کہ اس کے ذریعہ بھی لوگوں کے درمیان برابری کا معاملہ ہوتا ہے۔ یا کسی نے وہم و خیال کے درجہ میں پوری شریعت بھی لفظ میزان سے مراد لی ہے، مگر قطعیت کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں میزان سے قیاس مراد لینا ہم نے کسی بھی معتبر تفسیر کی کتاب میں نہیں پایا، اگر غیر مقلدین اہل علم کے نزدیک اور ان کے

(۱) ناظرین اس آیت پر اور مولانا سلفی کی اس تفسیر پر پوری گفتگو اسی کتاب میں "قیاس کا ثبوت قرآن سے" کے عنوان میں ص ۶۷ پر دیکھ لیں۔



علم میں یہ بات ہو کہ اس "میزان" سے سلف میں سے کسی نے قیاس مراد لیا ہو تو وہ ثابت کریں تاکہ ہم بھی اس سے استفادہ کریں۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی اس جماعت غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم تھے اور بقول ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری کتاب وسنت میں انکو امامت کا درجہ حاصل تھا، مولانا سلفی مرحوم کی علمیت کا ہمیں انکار نہیں، رہے ہوں گے جماعت غیر مقلدین کے "امام زماں" مگر قرآن کے سلسلہ میں جو ان کی قرآن فہمی کے دو ایک نمونے انکی کتاب حرکت الاطلاق الفکری میں ہمیں ملتے ہیں ان کے ان غیر مقلد امام صاحب کے بارے میں ہم کوئی اچھی رائے قائم نہیں کر پا رہے ہیں، ویسے علامہ ہونا تو آج کل بائیں ہاتھ کا کھیل ہے جس نے تقلید کے خلاف دوچار نعرہ لگا دیا اور دو ایک کتاب لکھ دی، اسلاف گو کھری کھری سنادی صحابہ کرام کے بارے میں بے باکانہ اظہار خیال کیا وہ "علامہ" بن گیا جیسے مولانا مودودی اور آگے بڑھا تو "امام زماں" بن گیا جیسے مولانا محمد اسماعیل سلفی۔

رہز نوں سے کرد رہبری کی امید

ایں خیال بست و محال ست و جنوں

مولانا محمد علی جو نا گڈھی غیر مقلدوں کے زبردست عالم غیر مقلدیت کے زبردست وکیل اور رد تقلید میں خاص امتیاز کے حامل شخص کا نا ہے، قرآن کے سلسلہ میں انکی جرأت و بے باکی اور تفسیر بالائے میں ان کی پیش قدمی کے چند نمونے ہم یہاں ذکر کریں گے۔

(۴) سورہ حدید میں ایک جگہ ان تختع قلوبہم آیا ہے، اس کا ترجمہ

جو نا گڈھی صاحب بگھل جائے ان کا دل کر رہے ہیں۔ (طریق محمدی ص ۷)

حالانکہ قرآن میں ایک جگہ نہیں لفظ شروع متعد و جگہ آیا ہے کہیں اس کا ترجمہ

کسی مترجم نے بگھلنا نہیں کیا ہے



## (۵) سورہ نور کی آیت

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ انْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ

يُصِيبَهُمْ عَذَابُ الْيَمِّ، کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

یعنی ہمارے بنی کا خلاف کرنے والے ڈرتے رہا کریں انھیں ضرور کوئی  
زبردست فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے گا۔ (طریق تہذیب ص ۱۷)  
میری گزارش ہے کہ یہ ترجمانی ہے نہ ترجمہ بلکہ قرآن کی معنوی تخریف ہے،  
ناظرین کرام صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

سو ڈرتے ہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا کہ آپڑے ان پر  
کوئی فتنہ یا پہنچے انکو عذاب دردناک۔

اس آیت کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی  
جو مخالفت کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں اس مخالفت  
کے نتیجہ میں وہ کسی فتنہ یا دردناک عذاب سے دوچار نہ ہو جائیں۔  
کسی بھی تفسیر میں آپ دیکھ لیں اس آیت کا اس کے سوا کوئی دوسرا  
مطلب آپ کو نہیں ملے گا مگر یہ غیر مقلد عالم نہا جب فرماتے ہیں جو اللہ کے  
رسول کی مخالفت کرے گا وہ ضرور کسی فتنہ میں یا دردناک عذاب میں پڑے گا  
قرآن کے مفہوم اور اللہ کی مراد کو بالکل الٹ دیا۔ ذرا کوئی ان غیر مقلد صاحب  
سے پوچھے یہ ضرور کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

ایک جگہ یہی غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں :

تمام لوگ قرآن و حدیث کے خلاف کر کے اپنے فعل کی دلیل تقلید  
کو بتلاتے رہے، قرآن ان کے اس مذموم فعل (یعنی تقلید) کی  
نذمت ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے وَاِذَا فَعَلُوا اَنَاسَةً قَالُوا  
وَجَدْنَا عَلَیْهَا اَبَانًا خُلَانِ شَرَعِ کر کے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے



بڑے بھی یہی کیا کرتے تھے ، (ص ۱۱۵)

ان غیر مقلد صاحب پر تقلید کے انکار کا بھوت سوار ہے اور ان کے دل سے خدا کا خوف ایسا نکل گیا ہے کہ قرآن کا جو چاہا مطلب بیان کر دیتے ہیں فاحشہ سے مراد ان کے نزدیک تقلید ہے اور اس کا ترجمہ خلاف شرع کر کے زبردستی اس لفظ کو تقلید پر فٹا کر رہے ہیں ۔

مولانا امرتسری مرحوم کا بھی اردو ترجمہ اور تفسیر ہے کوئی غیر مقلد نہیں دکھلا دے کہ انھوں نے فاحشہ سے مراد یہاں تقلید لیا ہے یا اس کا ترجمہ خلاف شرع کیا ہے ۔

فاحشہ سے مراد یہاں برا کام بے حیائی کا کام، گندا کام ہے، مشرکین خانہ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے عورتیں بھی برہنہ ہوتی تھیں اور مرد بھی جوڑنہ ہوتے تھے، اور ایک ساتھ مل کر مرد و عورت طواف کیا کرتے تھے ان کے اسی بڑے کام کا یہاں تذکرہ ہے مگر اس کو یہ غیر مقلد عالم صاحب تقلید پر چسپاں کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ فاحشہ سے مراد یہاں خلاف شرع کام یعنی تقلید ہے ۔

اس کے بعد واللہ امرنا بہا کا بھی لفظ ہے یعنی مشرکین کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے اس بے حیائی کے کام کا حکم دیا ہے، ان کے اس کہنے پر اس کے بعد ہی اللہ کا یہ ارشاد بھی ہے قل ان الله لا يامر بالفحشاء ۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ بڑے کام کا حکم نہیں دیتا یہاں فحشاء کا لفظ لا کر اس فاحشہ کی پوری وضاحت کر دی گئی کہ جو مشرکین مکہ کیا کرتے تھے وہ فحشاء میں داخل تھا ۔

اس غیر مقلد نے فاحشہ کا ترجمہ خلاف شرع کام کر کے اپنے علم اپنی دینیت کا جنازہ نکال دیا ہے، اس مترجم سے کوئی پوچھے قبر پر خا در چڑھانا خلاف شرع کام ہے کہ نہیں، مگر کیا وہ اسے فاحشہ کہے گا، اوقات مکر وہ یہیں نماز پڑھنا



خلاف شرع کام ہے کہ نہیں، کیا یہ غیر مقلد اس کو بھی فاحشہ کہے گا، نماز کے بعد زور سے دعا، ثانی کرنا خلاف شرع کام ہے کہ نہیں کیا یہ غیر مقلد عالم اس کو بھی فاحشہ کہے گا۔ غیر مقلدوں کے نزدیک قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرنا خلاف شرع کام ہے کیا وہ اس کو فحشاء میں داخل کرے گا۔  
غیر مقلدیت آدمی کو کتنا دیوانہ اور خدا کی شان میں کتنا بے باک بنا دیتی ہے یہ ترجمہ یا ترجمان اس کا ایک نمونہ ہے، خدا سوسے فہم سے محفوظ رکھے۔  
خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

(۷) قرآن کی اس آیت کا ترجمہ دیکھئے۔

ان عندکم من سلطان بهذا (سورہ یونس آیت نمبر ۶۸ طبری ص ۱۲)  
کیا تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟  
یہ اس آیت کا ترجمہ ہے یا کلام ربانی کی تحریف ہے، کیا قرآن کا یہ پورا جملہ کوئی سوال ہے؟ یہ ہے ان غیر مقلدوں کی قرآن فہمی اور ایمان داری اور اسلام پسندی۔

اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔

نہیں ہے سند تمہارے پاس کوئی اس کی، یہ جملہ خبریہ سوال انشا ہوتا ہے (یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والو جو تم یہ دعویٰ کر رہے ہو کہ عیسیٰ مہذا اللہ خدا کے بیٹے ہیں، تمہارے پاس اس کی کوئی سند اور کوئی دلیل نہیں ہے۔  
اس آیت کو غیر مقلد جو ناگہمی صاحب مقلدین کے رد میں پیش کر رہے ہیں، بات کہاں کی ہے اور فٹ کہاں کی جا رہی ہے اسی کو کہتے ہیں مارو گھٹنا پھوٹے سر۔

(۸) قرآن کی آیت

ولا تجہروا بالقرآن کجہر بعضکم لبعض ان تعبط اعمالکم



وانتم لا تشعرون کا ترجمہ جو ناگڈھی صاحب نے یہ کیا ہے  
 جیسے آپس میں اونچی اونچی باتیں کرتے ہو خبردار میرے نبی کے سامنے  
 یہ بے ادبی نہ کرنا ورنہ تمام نیکیاں غارت ہو جائیں گی (ص ۱۶ ایضاً)  
 قرآن کے الفاظ میں اپنی طرف سے الفاظ بڑھا دینا جناب باری میں بہت بڑی  
 گستاخی ہے، میں اہلحدیثوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ یہ خبردار  
 جو اتنے گرجدار و گونجدار آواز میں کہا گیا ہے، یہ قرآن کی اس آیت کے کس  
 لفظ کا ترجمہ ہے۔ ؟

(۹) ذرا اس آیت کا ترجمہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں :

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى

غیر مقلد مترجم اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں :

یعنی ہمارے نبی زبان بھی نہیں ہلاتے جب تک کہ ان کے پاس

ہمارے طرف سے وحی نہ آجائے۔ (ص ۲۵ ایضاً)

اگر یہ ترجمہ ہے تو غلط اور اگر ترجمانی ہے تو بھی غلط ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ  
 ملاحظہ فرمائیں۔

اور نہیں بولتے ہیں اپنی نفس کی خواہش سے، یہ تو حکم ہے کھجا ہوا۔  
 ہر مسلمان کے گھر میں مترجم کلام پاک ہوگا، ذرا ملا کر دیکھ لیں کہ میں نے جو ترجمہ  
 کیا ہے وہ صحیح ہے یا اس جو ناگڈھی غیر مقلد عالم نے ترجمہ یا جو ترجمانی کی  
 ہے وہ صحیح ہے۔

خط کشیدہ عبارت پر غور کریں کیا یہ ان ہوالا وحی یوحی کا ترجمہ  
 یا ترجمانی ہے اور "جیتک کہ" اس آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

(۱۰) اس آیت کا ترجمہ بھی ملاحظہ ہو۔

ربنا اطعنا مسادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیل



یعنی اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور بڑوں کے پیچھے لگ گئے  
 انکی ملتے رہے اور راہ حق سے بھٹک گئے ص ۴۴  
 ذرا کوئی ان غیر مقلد عاشق قرآن و حدیث سے پوچھے کہ میاں صاحب اس آیت  
 میں وہ کون سا لفظ ہے جس کا ترجمہ آپ نے پیچھے لگنا کیا ہے۔  
 پھر راہ حق سے بھٹک گئے، یہ فاضلونا البیل کا ترجمہ ہے  
 یہ نواب صاحب بھوپالی اور میاں صاحب دہلوی کی کوئی کتاب نہیں ہے کہ  
 جو چاہا مطلب بیان کر دیا، جو چاہا ترجمہ کر دیا یہ خدا کی کتاب ہے، اور خدا کے  
 کلام میں اپنی طرف سے من گھڑت باتیں ملانے والوں کا انجام، جی ہاں انجام یہ  
 ہے، خدا کا ارشاد سنو۔

اگر گڑھ لیتا (اپنی طرف سے) ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑ لیتے اسکا  
 دامن ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اسکی گردن پھر تم میں کوئی نہیں جو اسے بچائے  
 (الحاقہ)

اب مذکورہ بالا آیت کا صحیح ترجمہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔  
 اے رب ہم نے اپنے بڑوں اور سرداروں کا کہا مانا تو انھوں نے  
 ہم کو راستہ سے بھٹکا دیا۔

قارئین کرم دونوں ترجموں کا فرق ملاحظہ کر لیں۔  
 (۱۱) مولانا جو ناگڈھی فرماتے ہیں:

قرآن پاک خداوند تعالیٰ کی وحی قرآن و حدیث کو ماننے اور اسکی ہوا  
 کسی اللہ کے نہ ماننے کے کھلے الفاظ میں منادی کرتا ہے، فرماتا ہے  
 اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء  
 اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیز قرآن و حدیث کی تابعداری کرو ص ۴۴  
 میں کہتا ہوں کہ ما انزل الیکم من ربکم کی تفسیر یا ترجمہ میں قرآن و حدیث



کہنا یہ مولانا جونا گڑھی کی انتہائی جرأت ہے۔

حدیث کا مقام چاہے جتنا بلند کرو مگر خدا کے کلام میں تحریف تو نہ کرو،  
حوادث جہاں تک ہو اس سے آگے بڑھنا اور وہ بھی مراد خداوندی بتلاتے وقت  
گمراہی اور ضلالت ہے۔ کیا بخاری و مسلم یا احادیث کی دوسری کتابوں میں جو کچھ  
ہے وہ آسمان سے اترا ہوا کلام خداوندی ہے؟ کیا حدیث ما انزل الیکم من  
ربکم میں داخل ہے؟ یہ قرآن کی معنوی تحریف نہیں ہے؟

(۱۲) یہی مولانا جونا گڑھی دیکھتے درج ذیل آیت میں اپنی طرف سے  
من گھڑت بات بڑھا کر کس طرح اس آیت کے مضمون کو مقلدین پر فٹ کر رہے ہیں  
فرماتے ہیں :

وقال الرسول یارب انی قومی اتخذوا هذا القرآن مہجوراً  
یعنی یہ نبی کہیں گے خدایا میری امت کی اس جماعت نے تیری پاک کتاب  
چھوڑ رکھی تھی۔ ص ۴۵

میں اہل علم سے پوچھتا ہوں کہ قرآن کی اس آیت کا یہ ترجمہ ہے، ترجمانی ہے یا  
تحریف؟ یہ غیر مقلدین ایسے دیوانے ہو گئے ہیں، خدا کے کلام کا معنی اور مفہوم  
بیان کرنے میں اس قدر جرأت و بیباکی، نہ جیانا شرم، عدم تعلید کا بھوت  
سریہ سوار ہے۔

میں کہتا ہوں کہ میری امت اور اس جماعت کے الفاظ بڑھا کر اس غیر مقلد  
عالم نے جو مفہوم اخذ کرنا چاہا ہے اس آیت میں اس کا کہیں دور دور نشان بھی  
ہے؟ قرآن اور خدا کا نام لے کر خلق خدا کو گمراہ کرنے کی ایسی ذلیل حرکت کرنا کیا اہل  
ایمان کا کام ہو سکتا ہے؟

آیت کریمہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔

اور کہیں گے رسول کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔



دیکھئے قرآن کہنا کیا جاتا ہے اور اس غیر مقلد نے قرآن کا مفہوم کیا سے کیا بنا دیا۔

(۱۳) مہی جو ناگڈھی صاحب اس کتاب کے صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں :

واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله، قالوا بل نتبع ما الفينا  
عليه ابائنا۔ یعنی جب انھیں قرآن و حدیث کی تابعداری کرنی کو  
کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ ہم سے اپنے بڑوں کی تقلید نہیں  
چھوڑی جاسکتی۔

اس آیت میں وہی تحریف کے ما انزل اللہ میں حدیث کو بھی داخل کر دیا، اور  
نتیجہ کا ترجمہ تقلید سے کر کے قرآن کی اس آیت کا مفہوم ہی مسخ کر دیا۔ اتبعوا  
کا ترجمہ تابعداری سے کیا اور جب یہی لفظ نتیجہ کی شکل میں آیا تو اس کا ترجمہ  
تقلید کر دیا، تقلید اور عدم تقلید کا بھوت ایسا سوار ہے کہ انکی عقل ماؤف ہو چکی  
ہے۔ اور پھر کمال تو یہ ہے کہ

قالوا بل نتبع ما الفينا عليه ابائنا کا ترجمہ فرمایا جا رہا ہے  
کہ ہم سے اپنے بڑوں کی تقلید نہیں چھوڑی جاسکتی۔ کیا ٹھکانا ہے اس  
عقل کا، ناظرین ترجمہ والا قرآن پاک اٹھا کر دیکھ لیں کہ اس آیت کا ترجمہ کیا ہے،  
اگر اتباع اور تقلید دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے تو پھر غیر مقلدین یہ کیوں کہتے  
ہیں کہ شریعت میں اتباع جائز ہے اور تقلید حرام؟

(۱۴) مولانا جو ناگڈھی طریق محمدی کے صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں۔

خداوند عالم فرماتا ہے لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من  
خلفہ تتریل من حکیم حمید یعنی یہ قرآن پاک ہے جو  
حکمت والے تعریفوں والے خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے نہ تو اس کے  
سامنے سے باطل آسکے نہ پیچھے سے، ٹھیک یہی بشارت حدیث شریف



کی نسبت بھی وارد ہوئی ہے سورہ جن میں فرمان ہے ۔ فانہ  
 یسلک من بین یدیک ومن خلفک رعد الیعلم  
 ان قد ابلغوا رسالات ربہم ۔ یعنی رسول نے رسالت  
 پہونچادی اس کے معلوم کرنے کو اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر  
 ہوتے ہیں ۔

اہل علم غور فرمائیں یہ کسی پڑھے لکھے کی بات معلوم ہوتی ہے یا کسی مجذوب کی بڑ،  
 یہ قرآن کے ساتھ کھیل کیا جا رہا ہے یا قرآن کی آیات کی ترجمانی اور تفسیر یا  
 ان آیات کا ترجمہ کیا جا رہا ہے، حدیث کو وحی الہی کا درجہ دیے اور قرآن کے  
 ہم مرتبہ بنانے کی یہ کوشش دین دایمان کی کون سی قسم ہے؟ ان آیات سے  
 جو معنی اور جو مفہوم ہمارے یہ غیر مقلد صاحب اخذ کرنا چاہ رہے ہیں اس کا  
 ان آیات میں کہیں دور دور بھی پتہ ہے؟ مضامین قرآن کی یہ تحریف انا  
 للہ وانا الیہ راجعون ۔

میں غیر مقلدین حضرات ہی سے گزارش کروں گا کہ اگر انصاف و دیانت کا  
 ان کے یہاں کچھ نام و نشان ہے تو بتلائیں کہ مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد صاحب  
 کا یہ کلام ان آیات قرآنیہ کے مضامین کی تحریف ہے کہ نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً  
 ہے تو پھر غیر مقلدین علماء نے اپنے کالوں میں آج تک انگلی کیوں ڈال رکھی ہے  
 صرف دوسروں ہی کی تحریفات انھیں نظر آتی ہیں، یہ جو تحریفات کے بڑے  
 بڑے شہسیر ہیں ان کی نگاہ سے کیوں غائب رہتے ہیں ۔

یہاں ۔ رسول ۔ کی نہیں ۔ رسولوں کی بات کی جا رہی ہے، اور یہ  
 صاحب صرف رسول کا ذکر کر کے لوگوں کا ذہن نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں تاکہ کسی طرف ۔ حدیث ۔ کا وہ غلط مفہوم  
 اخذ ہو سکے جس کی کوشش میں یہ مولانا صاحب قرآن کی تحریف میں



لگے ہوئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد

(۱۵) مولانا محمد صاحب جو ناگدھی فرماتے ہیں :

ناظرین یہ ہے لغتہ آپ کے سامنے اب ایک شخص جو صرف ابو حنیفہ نام سن کر ہی دم بخود ہو جانے والا ہو وہ غور تو کرے کس ابو حنیفہ کا کلام مجھے لوگ پہنچا رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کہا جائے ماتعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموہا انتم وایاؤکم من انزل اللہ بہا من سلطان، یعنی نام کی پکار

وہ چیز ہے جس پر کوئی دلیل نہیں، (طریق محمدی ص ۶۵)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دشمنی میں یہ صاحب قرآن میں سخت قسم کی تحریف معنوی کے مرتکب ہوئے ہیں، قرآن کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں ماتعبدون من دونہ کا لفظ دیکھئے اور ان قابل مفسر یا مترجم کا ترجمہ دیکھئے، فرماتے ہیں کہ یعنی نام کی پکار وہ چیز ہے جس پر کوئی دلیل نہیں، کوئی صاحب ان سے پوچھیں کہ کیا یہ ماتعبدون من دونہ کا ترجمہ ہے؟ قرآن کی یہ تحریف انا للہ وانا الیہ راجعون پوری آیت کا ترجمہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

تم لوگ نہیں پوجا کرتے ہو (عبادت کرتے ہو) اللہ کے سوا مگر کچھ ناموں کی جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیا ہے اللہ نے ان کے ساتھ کوئی دلیل نہیں اتاری۔

کسی بھی لغت میں عبادت کا ترجمہ پکارنا نہیں ہے، مگر یہ غر متعلہ عالم صاحب امام ابو حنیفہ اور احناف کی دشمنی میں یہاں عبادت کا ترجمہ نام کا پکارنا کر رہے ہیں۔ خدا کی پناہ قرآن کا نام لے کر اور قرآن کے ساتھ یہ برأت و گستاخی قرآن کی جس آیت کو جہاں جا ہافٹ کر دیا، جو چاہا اس کا معنی بیان کر دیا اور ابی



من مانی جو چاہا آیت قرآنیہ کی تفسیر کر دی، کچھ ٹھکانا ہے اس ضلالت بگڑی۔  
(۱۶) یہی جو ناگڈھی صاحب فرماتے ہیں :

حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم خدا ہوتا ہے یا داؤد انا جعلناک  
خليفة فی الارض فاحکم بین الناس ولا تتبع الهوی  
(ص آیت ۲۶)

پس یہاں بھی تقسیم انھیں دونوں قسموں کی طرف ہے یعنی یا تو حق جو وحی الہی  
ہے یعنی قرآن و حدیث یا ابتلع ہوئی یعنی اسکے سوا جو ہے (طریق محمدی)  
یہ قرآن کی آیت کا مطلب بیان ہو رہا ہے یا مار و گھٹنا پھوٹے سردالاکام انجام دیا جا رہا  
ناظرین غور فرمائیں کہ اس آیت کا تعلق حضرت داؤد سے ہے خدا کا ارشاد ہوتا ہے  
کہ اے داؤد ہم نے زمین میں تم کو حاکم بنایا ہے، پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ  
فیصلہ کیا کرنا اور خواہش کی ابتلع مت کرنا۔

اس آیت میں تو حاکموں کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ مقدمات کے فیصلہ کرتے  
وقت حق کی رعایت ملحوظ رہے اور کسی معاملہ میں اپنی خواہش کی پیروی نہ کی جائے  
کہ جس سے کسی صاحب حق کا حق مارا جائے۔

مگر ان غیر مقلد صاحب کو جن پر رد تعلید کا بھوت سوار ہے، حضرت داؤد  
علیہ السلام کے زمانہ میں قرآن و حدیث نظر آتا ہے، کیا داؤد علیہ السلام پر قرآن نازل  
ہوا تھا، یا داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں حدیث بھی کہ داؤد علیہ السلام کو قرآن و حدیث  
پر عمل کرنے کا پابند بنایا جا رہا ہے۔

یہ سچ ہے اللہ والوں سے دشمنی عقل کو الٹ دیتی ہے، اور جن کی عقل  
الٹ جائے تو اگر ان کو حضرت داؤد کے زمانہ میں قرآن و حدیث نظر آنے لگے تو  
کچھ تعجب نہیں۔

(۱۷) یہی مولانا جو ناگڈھی صاحب جو بیچارے رد تعلید کے جوش میں اپنا



ہوش کھو بیٹھے ہیں۔ فرماتے ہیں :

.. اور جبکہ فرماتا ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا

من دونہ اولیاء . (اعراف آیت ۳) مسلمانو! صرف اسی کی

اتباع کرو جو تمہاری جانب تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے

اس کے سوا اپنی فرضی مقتداؤں کی۔ مابعداری میں نہ لگو (طریق محمدی ص ۵)

اولیاء کا ترجمہ مولانا جو ناگٹھی فرضی مقتداؤں کر رہے ہیں، ناظرین آپ قرآن

کھولیں آٹھویں پارہ میں سورہ اعراف کی تیسری آیت کسی بھی ترجمہ والے قرآن

میں دیکھ کر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کس مترجم نے اولیاء کا ترجمہ فرضی مقتداؤں سے

کیا ہے۔

یہ غیر مقلدین قرآن کو میاں صاحب دہلوی اور لؤاب صاحب بھوپالی کی کوئی

کتاب سمجھ رہے ہیں کیا کہ جس لفظ کا جو چاہا مطلب بیان کر دیا۔

یہ شریعت کے خدام ہیں، قرآن و حدیث پر فریفتہ ہونے والے اور حبان

چھڑکنے والے ہیں، اور حال یہ ہے کہ قرآن کو اپنی خواہش کا تابع بنا رکھا ہے جو چاہا

ترجمہ کر دیا، جو چاہا مطلب بیان کر دیا، اور یہ بھول گئے کہ قرآن پاک کا اپنی رائے

سے مطلب بیان کرنا سیّدھا جہنم میں لے جائے گا۔

غیر مقلدیت خدا و رسول کی شان میں انسان کو کتنا جبری بنا دیتی ہے ناظرین

اس کا اندازہ کر رہے ہوں گے۔ (۱)

(۱۸) مولانا جو ناگٹھی فرماتے ہیں :

یہی لفظ ذکر اس آیت میں بھی ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا الہ

(۱) میری کتاب . تحریفات قرآنیہ اور غیر مقلدین علماء میں مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیے گا۔

انشاء اللہ یہ کتاب بہت جلد طبع ہوگی۔



لحافظون یعنی اس ذکر کو ہم نے اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں  
مسلمانو! ایمان سے بتلاؤ کیا اس لفظ ذکر سے سوا قرآن و حدیث  
کے کچھ اور بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ۱۴

یہاں بھی وہ تحریف، اور وہی قرآن کے برابر حدیث کو کرنے کی سعی ناپاک میں  
عام مسلمانوں سے گذارش کروں گا، چودھواں سیپارہ کا پہلا صفحہ کھولیں اس پر لکھو  
یہ آیت مل جائے گی پھر کسی بھی ترجمہ والا قرآن یا کوئی بھی عام فہم تفسیر میں دیکھ لیں  
سلف میں سے کسی صحابی یا تابعی نے الذکر سے مراد یہاں قرآن کے سوا حدیث  
کو بھی لیا ہے؟

خدا تو دشمنان اسلام سے مخاطب ہو کر یہ کہتا ہے کہ:  
یاد رکھو اس قرآن کو اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اسکی ہر قسم کی حفاظت  
کا ذمہ لیا ہے۔

اور مفسرین تو یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت  
حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الہی ہے  
اور جو ناگڈھی صاحب تحریف کرتے ہوئے نہایت بے شری سے یہ کہہ رہے ہیں  
کہ اس سے مراد قرآن کے ساتھ حدیث بھی ہے، اور جس طرح اللہ نے قرآن کو  
آسمان سے اور لوح محفوظ سے نازل کیا اسی طرح حدیث بھی نازل کی گئی ہے  
اور جس طرح قرآن کی حفاظت کا وعدہ الہی ہے اسی طرح حدیث کی حفاظت کا بھی  
وعدہ الہی ہے۔

قرآن کے الفاظ سے یہ کھلیاؤ ذکر کرنے والے اپنے ایمان کی خیر مثالیں اور دوسرے  
پر تحریف قرآن کا انفرادی کرنے والے اور بھول چوک کو تحریف کا نام دیکھو پروسیگنڈہ  
کرنے والے اپنے گریبان میں بھی ذرا منہ ڈال کر دیکھ لیں۔  
ناظرین کرام یہ چند مثالیں میں نے غیر مقلدین علماء کی صف کے دو بڑے علماء



کی قرآن کے سلسلہ میں تحریف لفظی و معنوی کی پیش کی تہ، آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ غیر متدین علماء کے نزدیک قرآن کے سلسلہ میں کس درجہ بد احتیاطی برتی جاتی ہے، ان کے نزدیک قرآن کے مفہوم کے توڑ مڑور کا سلسلہ کس قدر زور و شور سے قائم ہی جاری رہا ہے، ان کے نزدیک خدا و رسول کا درجہ برابر ہے، ان کے نزدیک قرآن و حدیث کا درجہ برابر ہے، ان کے نزدیک حدیث بھی آسمان سے اتری ہوئی چیز ہے، ان کے نزدیک جس طرح قرآن کی یہ صفت ہے کہ لا یتبدل الباطل من بین یدینہ دلائل خلفہ بالکل یہی صفت حدیث کی بھی ہے کیا یہ گمراہی نہیں ہے؟ کیا یہ دین و شریعت کو بدلتا نہیں ہے؟ کیا یہ بد دینی نہیں ہے؟ آج تک سلف و خلف میں سے کس نے حدیث کو قرآن کا درجہ دیا، کس نے کہا کہ قرآن کی طرح حدیث بھی آسمان سے اتری ہے، کس نے کہا ہے کہ انا منحن نزلنا النہا کر میں ذکر سے مراد حدیث بھی ہے؟ (۱)

اور جب غیر متدین کی ان گمراہیوں پر ان کو متنبہ کیا جاتا ہے تو یہ اپنی اصلاح حال کیا کرتے دوسروں کو سب و شتم کرتے ہیں فانا للہ وانا الیہ راجعون اس طرح خلق کو گمراہ کیا کرتے ہو غیبت حق کو چیلنج دیا کرتے ہو

(۱) ہمارے ایک کرم فرما فرماتے ہیں "تقلید اور جمود سے باہر نکلنے، یہ ذہنیت آج کے دور میں مقبول نہیں ہو سکتی" (محدث بنارس اگست ۱۹۷۷ء) یہ غیر متدین حضرات جو تقلید اور جمود سے باہر نکل گئے ہیں قرآن کے ساتھ یہ معاملہ کر رہے ہیں، قرآن کی تحریف کر رہے ہیں، غلط معنی بیان کر رہے ہیں، غلط تفسیر کر رہے ہیں، اور یہ سب ماٹار اللہ مقبول ذہنیت کے ساتھ کر رہے ہیں۔



## غیر مقلدین حضرات کے چند فقہی مسائل

غیر مقلدین حضرات کا ایک رسالہ ہے جس کا نام "تعلیم الصلوٰۃ" ہے اسکے ٹائٹل پر درج ذیل عبارت ہے۔

رسالہ "تعلیم الصلوٰۃ" جس میں اسلام کے رکن اعظم (نماز) کے متعلق تمام ضروری مسائل (جن کا جاننا تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر لازم ہے) سادہ اور سلیس اردو میں بیان کئے گئے ہیں۔

بنجاب : اہلحدیث کانفرنس دہلی بمطوری اراکین مجلس شوریٰ۔  
اس رسالہ کے اس تعارف سے کتاب کی قیمت کا اندازہ لگتا ہے، غرض یہ رسالہ باتفاق علمائے اہلحدیث معتبر اور مستند ہے۔ اب اس رسالہ کے مندرجہ ذیل مسائل دیکھئے۔

(۱) نواقض وضو کے سلسلہ میں لکھا ہے :

پیشاب یا خانہ ہوا نکلنے سے اور لیٹ کر سو جانے سے اور اونٹ کا گوشت کھانے سے اور قے ہو جانے سے اور ذکر کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ص ۵

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قے مطلقاً ناقض وضو ہے خواہ اس کی مقدار کھوڑی ہو یا زیادہ۔

نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کا چھونا بھی مطلقاً ناقض وضو ہے خواہ پردہ کے ساتھ ہو یا بلا پردہ۔

(۲) موجبات غسل کے سلسلہ میں لکھا ہے :



اس طرح صحبت کرنے سے جب منی شہوت کے ساتھ نکلتی (یعنی

غسل واجب ہوتا ہے) ۵

اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی نے جماع کیا اور اس کو منی بھی نکلی مگر یہ منی شہوت کے ساتھ نہیں نکلی تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔  
جی ہاں اجتہاد اور تفقہ فی الدین اسی کا نام ہے۔

(۳) نیز موجبات غسل کے سلسلہ میں لکھا ہے :

یاد دونوں (یعنی میاں بیوی) کے ستر ملنے سے ۵

اوپر لکھا ہے کہ صحبت کرنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوگا تا آنکہ منی کا خروج ہو اور خروج بھی شہوت کے ساتھ ہو، اور یہاں فرمایا جارہا ہے کہ اگر میاں بیوی کا محض ستر بھی مل گیا تو بھی غسل واجب ہوگا۔ عورت کا ستر پورا بدن ہے چہرہ اور کف اور قدم کو چھوڑ کر مرد کا ستر گھٹنے سے زیر ناف تک ہے۔

اب ان غیر مقلدین حضرات سے پوچھئے کہ اگر مرد کی ران عورت کی پیٹھ پر یا اس کی ران پر یا اس کے پیٹ پر پڑ جائے، اور دونوں کی ستر اس طرح سے چھو جائے تو کیا محض اس چھو جانے سے بھی مذہب غیر مقلدین میں غسل واجب ہوتا ہے؟ مجتہد صاحبوں کے کیا کہنے؟

(۴) نیز موجبات غسل کے بیان میں یہ بھی لکھا ہے :

اسی طرح مسلمان مرنے سے اور مسلمان ہونے سے غسل کرنا لازم

آتا ہے۔ ۵

یعنی اب مردے بھی غسل کیا کریں گے، اور جب وہ مرجائیں گے تو مردوں سے کہا جائے گا، زندہ ہو جاؤ اور غسل کرو تم پر غسل واجب ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب وہ مردہ غسل کر کے پھر مرے گا تو پھر اس پر غسل واجب ہوگا



اور زندہ ہونے اور مرنے کا یہ سلسلہ جاری رہے گا آخر اس کو کفنا یا اور دفن یا کب جائے گا۔ ؟

اور رہا یہ سوال کہ مردہ زندہ کیسے ہوگا تو اس کا آسان نسخہ یہ ہوگا کہ کسی بھی چلتے پھرتے عالم جاہل غیر مقلد کو پکڑ لایا جائے گا اور وہ ابن قیم مددے - قاضی شوکان مددے

کا ایک نعرہ موصد انہ مارے گا اور مردہ دم کی دم میں اٹھ کر بیٹھ جائے گا غرض اس طریقہ سے مردہ کا زندہ ہونا تو آسان ہے مگر اصل مسئلہ وہی ہے کہ آخر وہ مردہ پھر مرے گا تو پھر اس پر غسل واجب ہوگا آخر اس تسلسل سے نجات کی کیا شکل ہے ؟

غیر مقلدین حضرات بس اسی کا حل بتلا دیں  
اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی

(۴) اسی رسالہ میں لکھا ہے :

پھر مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے یہ نماز

اہل حدیث کے نزدیک واجب ہے ۹

مگر اس واجب پر عموماً اہل حدیث حضرات کا عمل نہیں۔

(۵) اسی کتاب میں لکھا ہے :

پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم (پڑھے) یہ ہر سورت قرآن کی ایک آیت

ہے نماز جہری میں جہر سے اور نماز سری میں سر سے کہنا بہتر ہے ۱۱

جب بسم اللہ کا جہری میں جہر سے کہنا بہتر ہے تو آئین کی طرح غیر مقلدین کی مساجد میں یہ سنائی کیوں نہیں دیتا، کم سے کم ہمارے اطراف کے غیر مقلدین کی مسجدیں اس شور سے نا آشنا ہیں اور کہیں ہو تو ہو۔

ذرا غیر مقلدین حضرات یہ بھی بتاتے چلیں کہ بسم اللہ جہر نمازیں کہنے کی



کوئی حدیث صحیح بھی ہے !

(۶) اسی کتاب میں ہے :

اور فجر و مغرب و عشاء میں پکار کر اور جیسے تشہد اوسطاً کو جلد پڑھ کر  
کھڑا ہو جائے ۛ

اس "جیسے" کا کیا مطلب ہے یعنی فجر اور مغرب اور عشاء میں جن طرے پکار کر  
قرأت کرنی ہے اسی طرح "تشہد اوسطاً" کو بھی پکار کر پڑھنا جائے گا ،  
جن کو صحیح عبارت لکھنے کا ڈھنگ نہیں انھیں جو صلہ ہوتا ہے کہ وہ مجتہد  
نہیں اور قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کریں ۔

پھر تشہد کو جلد پڑھنے کا کیوں حکم ہے ، نماز تو اطمینان سے پڑھی جاتی  
ہے کیا یہ تشہد اوسطاً ، نماز سے باہر ہے کہ اس کو جلد پڑھنا ضروری ہے ، یا  
اس وجہ سے اس کو جلد پڑھنا چاہیے کہ اس میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر  
سلام پڑھا جاتا ہے ؟

سنجھل کے رکھنا قدم دشت خاریں مہینوں

کہ اس نواح میں سودا برہمتہ پا بھی ہے

(۷) اسی کتاب میں لکھا ہے :

پھر تشہد اخیر کے بعد جو نسی دہا چاہے ماثور یا غیر ماثور مانگے ، ۛ  
یہ رسالہ مسلمان مرد اور عورتوں کو نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے لکھا گیا ہے  
اور حدیث کا تفسیر اور ان کی بس تشریح کے اراکین کی متفقہ منظوری کے  
بعد مشاع کیا گیا ہے ، اس میں تو نماز کے ہر عمل کا وہ طریقہ بتلانا چاہیے تھا  
جو ماثور ہو ، غیر ماثور طریقہ بتلانا خصوصاً ان لوگوں کو جو ہم بلحدیث ہیں برادر  
کا نعرہ لگاتے ہیں زیب نہیں دیتا ۔ تشہد اخیر کے بعد ماثور دعائیں ہی مانگنا  
بہتر ہے ، غیر ماثور دعائیں تو صرف جواز کی حد تک ہیں



اور جب "غیر ماثور" دعائیں مانگنے کا ذکر آہی گیا تھا تو پھر اس غیر ماثور کی پوری تفصیل بیان کرنی ضروری تھی کہ کون سی غیر ماثور دعائیں جائز ہیں اور کون سی نہیں، کیا ہر غیر ماثور دعا مانگی جاسکتی ہے یا اس میں کچھ تفصیل ہے؟ (۸) اسی کتاب میں ہے:

ف حضرت نے ایک شخص کو جس نے بڑی طرح نماز پڑھی تھی اور اچھی طرح رکوع و سجدہ وغیرہ نہیں کیا تھا اس طرح نماز پڑھنا سکھایا تھا کہ پہلے تو اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ رخ ہو کر اشراکبر کہ پھر جو قرآن پڑھ سکے وہ پڑھ پھر رکوع کر ساتھ اطمینان کے پھر سیدھا کھڑا ہو برابر پھر سجدہ کر اطمینان سے پھر سر اٹھا کر چین سے بیٹھ جا پھر دوسرا سجدہ باطمینان تمام کر پھر بیٹھ کر اٹھ اور برابر کھڑا ہو جا پھر اسی طرح ساری نماز پڑھ جس طرح کہ اس رکعت کا طریقہ تجھ کو سکھا دیا ہے، اس حدیث کو حدیث مسیٰ کہتے ہیں اصل کیفیت نماز میں یہی ایک حدیث ہے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ غیر مقلدین حضرات کی متفق علیہ جماعت جس میں تمام علماء رہی ہیں ان کی طرف سے منظور شدہ اس نماز کے رسالہ میں بڑے کھلے الفاظ میں بغیر کسی اسچ بیچ کے یہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ "اصل کیفیت نماز میں یہی ایک حدیث ہے۔"

اور اس حدیث میں جو اصل کیفیت نماز کی واحد حدیث ہے، نہ اس کا بیان ہے کہ تجھ کو سورہ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے اور نہ اس کا بیان ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا بھی ہے۔ مگر یہ غیر مقلدین حضرات ہر مصلیٰ کے لئے سورہ فاتحہ بھی ضروری بتلائیں اور رفع یدین کرنے پر بھی اصرار کریں گے، اور جو یہ نہ کرے اسکی نماز کو ناقص بتلائیں گے۔



چار رکعت نفل میں چاروں قل پڑھے اور دو رکعت میں قلیا اور

قل هو اللہ احد ص ۱۸

یہ "قلیا" کیا چیز ہے کیا عام لوگ اس قلیا کو سمجھ لیں گے، یہ غیر مقلدین حضرات کی عام فہم زبان ہے۔  
(۱۰) اسی کتاب میں ہے :

قیام شہر رمضان کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن تعداد رکعات کی ثابت نہیں غالباً مع وتر نماز تہجد سے زیادہ نہ تھی مگر بیس بیس چالیس رکعت بھی جائز ہیں ص ۲

اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ قیام رمضان یعنی تراویح کی رکعات غیر مقلدین کے یہاں ثابت نہیں ہے، غیر مقلدین جو ۸ رکعت پڑھتے ہیں وہ محض شکل سے پڑھتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ نماز تراویح الگ ہے اور تہجد کی نماز الگ ہے، اب جو غیر مقلدین حضرات نماز تہجد ہی کو رمضان میں تراویح کہتے ہیں ان کا یہ کہنا اس عبارت کی روشنی میں صحیح نہیں ہے۔

کس سے محرومی قسمت کی شکایت کیجئے  
دوست سمجھے تھے جے جان کا دشمن نکلا

(۱۱) اسی کتاب میں تراویح کے بارے میں لکھا ہے :

اور یہ نماز گھر میں بہ نسبت مسجد کے افضل ہے ص ۲

آج کل عام طور پر غیر مقلدین حضرات مسجد میں تراویح پڑھتے ہیں اور باصراراً ہی غیر افضل طریقہ کو اپنائے ہوئے ہیں، بلکہ بعض حضرات مسجد ہی میں تراویح باجماعت کو سنون کہتے ہیں، غیر افضل عمل کو سنون کہنا جیسا کچھ ہے وہ ظاہر ہے۔  
(۱۲) اسی کتاب میں ہے۔

(۱۱) ناظرین اس غائبہ کو نوٹ کر لیں، کل کو غائبہ آج حرف ہو کر علم قطعی بن گیا ہے، اب آٹھ ہی رکعت تراویح غیر مقلدین کے یہاں سنت ثابت ہے۔  
marfat.com



امام کی نماز میں شامل پڑنے سے مقتدی کی نماز نہیں جاتی ہے بلکہ  
سو جاتی ہے، منہ

اب مثلاً کسی غیر مقلد امام صاحب نے نماز میں گوز مار دیا تو گو کہ امام کی نماز میں  
خلل پیدا ہو گیا ہے مگر غیر مقلد بن مقتدی اس گوز مارنے والے امام کے پیچھے  
نماز پڑھتے رہیں گے اور ان کی نماز بلا کسی خلل کے تام اور کامل ہوگی۔  
ایک طرف تو یہ مسئلہ ہے اور دوسری طرف اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔

(۱۲) جب امام سجدہ (سہو) کرے تو مقتدی بھی کرے منہ

جب یہ بات غیر مقلدین کے یہاں مسلم ہے کہ امام کی نماز میں خلل پڑنے  
سے مقتدی کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو امام کے سجدہ سہو کرنے سے مقتدی  
پر کیوں سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا، امام کا سجدہ سہو کرنا کسی نفل کے واقعہ ہی  
ہونے سے ہوگا، اور امام کی نماز کا فساد اور اس کی نماز میں خلل کا واقعہ ہونا  
مقتدی کی نماز کو کسی درجہ میں متاثر نہیں کرتا تو پھر یہ مقتدی سجدہ سہو کیوں  
کرے؟ بریں عقل و دانش بیاید گریخت

(۱۳) اسی کتاب میں لکھا ہے:

جو نماز عمدًا ترک ہوئی ہے اس کی قضا پڑھے منہ

یعنی کیا مطلب؟ کیا جو نماز بلا عمد و قصد ترک ہوئی ہو اس کی قضا نہیں  
پڑھے گا؟ اگر نہیں پڑھے گا تو کیوں؟ کتاب و سنت سے اسکی دلیل  
پیش کی جائے۔ آپ تو یہ کہتے ہیں اور کثیر الحقائق میں نواب وحید الزماں  
غیر مقلد عالم فرماتے ہیں جو نماز قصدًا چھوڑی گئی اس کی قضا نہیں ہے، ان دونوں  
میں سے کون سا مسئلہ صحیح ہے جماعت غیر مقلدین فیصلہ کرے۔

(۱۵) اسی کتاب میں ہے

خطبہ منجد شاعر دین کے ہے یہ خطبہ عربی زبان میں بہتر ہے منہ



افسوس کہ غیر مقلدین حضرات اس بہتر پر عمل کیا کرتے جو اس بہتر پر عمل کرتا ہے اور جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں پڑھتا ہے اس پر یہ حضرات لعن طعن کرتے ہیں۔

نگاہیں جب بدلتی ہیں حیرت کھٹکتی ہیں کسی کی خوبیاں تک (۱۶) اسی کتاب میں یہ مسئلہ بھی ہے۔

خان اور قاتل نفس اور کافر اور مرتد و شہید کے لئے نماز جنازہ نہیں ہے ص ۲۲

اب معلوم نہیں خان اور قاتل نفس پر نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی جائے گی۔ کیا یہ دونوں اپنے گناہوں کی وجہ سے ایمان سے خارج ہو چکے ہیں؟ کیا اہل سنت کا یہی مذہب ہے؟

اور پھر شہید کو کافروں اور مرتد کے ساتھ ذکر کرنا غیر مقلد حضرات کی صحت دماغی کا کافی پتہ دیتا ہے۔

(۱۷) اسی کتاب میں یہ بھی ہے :

مردہ بچہ اگر پیدا ہو نماز نہیں مگر جب کہ وہ (یعنی مردہ بچہ) روئے جائز ہے۔ ص ۲۳

”وہ“ کا اشارہ مردہ بچہ ہے، غیر مقلدین کے یہاں مردہ بچہ بھی روتا ہے یہ نیا انکشاف ہے۔

### تنبیہ

یہ رسالہ تعلیم الصلوٰۃ کے بارے میں مصنف رسالہ لکھتا ہے :

اس رسالہ میں بچوں کے لئے ترکیب وضو و غسل و نماز لکھی گئی ہے ص ۲

اپنے اسلوب تحریر اور اپنی زلدیہ بیانی کی وجہ سے اس لائق نہیں ہے کہ بچے اس سے فائدہ اٹھائیں بلکہ اس سے بڑے کا بھی فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔



## زکوٰۃ کا پیسہ ان جگہوں پر بھی لگایا جاسکتا ہے

المحدیث کا نفرنس نے بالاتفاق مجلس شوریٰ جمعیتہ اہل حدیث ایک دوسرا رسالہ "تعلیم الزکوٰۃ" کے نام سے مسلمان بچے اور بچیوں کو مسائل زکوٰۃ سکھانے کے لئے شائع کیا تھا اس رسالہ کا یہ مسئلہ ملاحظہ فرمائیں :

(زکوٰۃ کے مصارف میں سے ایک مصرف قرآن نے فی سبیل اللہ بیان کیا ہے، جمہور کے یہاں اس سے مراد غازیانِ اسلام ہیں یعنی وہ لوگ جو اللہ کے راستہ میں کافروں سے جہاد کرنے والے ہوں، اس مسئلہ کی پوری تفصیل میری کتاب "مسائل غیر مقلدین" میں ہے۔ اس فی سبیل اللہ کے بارے میں اس رسالہ "تعلیم الزکوٰۃ" میں ہے)

(۱۸) میں کہتا ہوں اگرچہ غالباً مراد راہِ خدا سے جہاد ہوا کرتا ہے لیکن

لفظ عام ہے تو جس چیز پر عرفاً و شرعاً و لغتاً لفظ فی سبیل اللہ صادق

آئے گا وہ جگہ بھی مصرف زکوٰۃ ہو سکتی ہے..... جیسے

عمارت مساجد سرائے و مدارس پل و کنوئیں کھدوانا اور قرآن مجید کا

پھیلانا و کتب تفسیر و حدیث " ص ۹

اب معلوم نہیں میاں نذیر حسین دہلوی شیخ الكل فی الكل رحمۃ اللہ علیہ کو اس عرفاً و شرعاً و لغتاً کا پتہ کھایا نہیں، انھوں نے فتاویٰ نذیریہ میں زکوٰۃ کا مال مذکورہ بالا جگہوں میں خرچ کرنے کو جائز نہیں رکھا ہے۔



## زکوٰۃ کا بیسہ صرف اپنے شہر کے فقرا پر خرچ کیا جائیگا

(۱۹) اسی رسالہ میں یہ مسئلہ بھی ہے :  
امام پر واجب ہے کہ ہر جگہ کے تو نگروں سے زکوٰۃ لیکر اسی جگہ کے  
فقرا کو دے ۔ ص ۷

مگر غیر مقلدین حضرات اپنی زکوٰۃ کے پیسے باہر بھینتے بھی ہیں اور باہر سے  
لاتے بھی ہیں، ان کے نزدیک اس ممنوع شرعی کا ارتکاب بڑے زور و شور  
سے جاری ہے، ان کے مدرسوں کی شاندار عمارتیں ان کے اداروں کی آسمان  
سے چھوٹی ہوئی بلڈنگیں سب اسی ممنوع اور ناجائز اموال زکوٰۃ سے بنی ہوئی  
ہیں، جہاں دین کا کام اور کتاب و سنت کی بزرگم خود تعلیم اور خدمت ہو رہی ہے۔

## فرقہ اہلحدیث کے بارے میں

### ایک من گھڑت افتراء یا حقیقت ؟

(۲۰) مولانا شارح القرآن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ”اہلحدیث  
کا مذہب“ کے صفحہ پر فرماتے ہیں :

فرقہ اہلحدیث کی نسبت کسی ایک من گھڑت افتراء لگائے گئے ہیں  
اور لگائے جاتے ہیں، بڑا افتراء جس نے اس فرقہ کو سب کی نظروں  
میں حقیر اور مطعون کر رکھا ہے (اور واقعی وہ افتراء در صورت  
ثابت ہونیکے اسی ذلت اور حقارت کو مستلزم ہے) یہ ہے کہ یہ  
لوگ انبیاء اور اولیاء کی توہین کرتے ہیں۔ ص ۷

اس عبارت میں کسی باتیں قابل ملاحظہ ہیں :

اولاً یہ کہ یہ ہندوستان کا فرقہ اہلحدیث اپنے وجود کے زمانہ ہی سے



برصغیر ہند میں ذلیل و حقیر رہا ہے۔ مولانا امرتسری خود اسکا اعتراف کر رہے ہیں  
 ثانیاً یہ کہ لوگوں کی نگاہوں میں اس کے حقیر و ذلیل ہونے کی وجہ یہ تھی  
 کہ عام طور پر یہ بات لوگوں میں مشہور تھی کہ یہ فرقہ انبیاء اور اولیاء کی توہین  
 کرتا ہے۔

(اگرچہ مولانا امرتسری مرحوم اس بات کو افتراء بتلاتے ہیں مگر آخر کچھ  
 تو وجہ رہی ہوگی کہ فرقہ اہلحدیث کے بارے میں برصغیر ہند و پاک میں یہ بات  
 زبان زد عوام ہوئی، زبان خلق کو (تبارہ خدا سمجھو)

مثلاً یہ کہ اگر فی الواقع کسی فرقہ کے بارے میں یہ بات ثابت ہو جائے  
 کہ وہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتا ہے تو وہ اس لائق ہے  
 کہ لوگ اسکو حقیر و ذلیل جانیں، اور یقیناً وہ فرقہ حقیر و ذلیل ہوگا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فرقہ اہلحدیث کے  
 بارے میں یہ بات غلط اور افتراء ہے کہ وہ انبیاء اور اولیاء کی توہین کرتا ہے  
 میں یہاں پر صرف چند ہی باتیں ذکر کرتا ہوں اور ناظرین کرام کو حکم بنا کر  
 فیصلہ چاہوں گا کہ وہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر فیصلہ فرمائیں کہ ان باتوں  
 سے انبیاء و اولیاء کی توہین لازم آتی ہے یا نہیں،

(۱) اہلحدیث کا نفرنس نے بمستور مجلس شوریٰ اہلحدیث ایک رسالہ  
 تعلیم الصیام کے نام سے بچے اور بچیوں کیلئے لکھا ہے اس میں حضرت نوح  
 علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے :

نوح علیہ السلام کا مزاج سخت سخت تھا ۱۱

میں پوچھتا ہوں کہ کسی نبی کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کا مزاج سخت سخت تھا یہ  
 اس کی تعظیم کی بات ہے یا عدم تعظیم کی، اور کیا کسی بھی مسلمان کو زیب  
 دیتا ہے کہ وہ اس طرح کا کلمہ کسی نبی معصوم کے بارے میں اپنی زبان سے



ادا کرے ۔

ممکن ہے کہ غیر مقلدین حضرات کہہ دیں کہ ہمارے نزدیک یہ کلمہ تو ہین کا نہیں ہے، تو میں نے حکم ان کو نہیں بنایا ہے، میں اپنا یہ مقدمہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے عوام کی عدالت میں پیش کر رہا ہوں، کیا واقعی عام مومنین کا یہی فیصلہ ہوگا کہ کسی بی کے بارے میں اس طرح کے کلمات موجب توہین نہیں ہیں؟

اور پھر میں غیر مقلدین حضرات سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہی کلمہ ان کے اکابر کی شان میں استعمال کیا جائے تو اس کا کیا رد عمل ہوگا۔ مثلاً میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے بارے میں یا حافظ عبد اللہ محدث غازی پوری کے بارے میں یا حافظ عبد الرحمن مبارکپوری کے بارے میں یہ کہا جائے کہ دہلوی صاحب کا مزاج بڑا سخت تھا غازی پوری صاحب کا مزاج بڑا سخت تھا مبارکپوری صاحب کا مزاج بڑا سخت تھا۔ تو کیا یہ کر ڈاگھونٹ غیر مقلدین آسانی سے پی جائیں گے۔  
مزاج کی سختی یہ انسان کی محمود صفت نہیں ہے۔ یہ اس کی صفت غیر محمود ہے اور اسی وجہ سے قرآن میں آنحضور کے بارے میں ارشاد ہے :

فما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب  
لا نفذوا من حولك ، ( آل عمران )

یعنی سو کچھ اللہ کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو اور اگر ہوتا سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سخت مزاجی تند خوئی اور سخت دلی وغیرہ انسان کی مذہب صفتیں ہیں، ان صفات سے انبیاء علیہم السلام پاک ہوتے ہیں اسلئے کسی نبی کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کا مزاج سخت تھا بڑی توہین کی بات ہے، ایک عام آدمی بھی اپنے حق میں اس کہنے کو توہین سمجھتا ہے اور خود غیر مقلدین



حضرات بھی اس کو کلمہ توہین ہی سمجھتے ہیں اسی لئے وہ اپنے اکابر کے بارے میں اس کو سننا گوارہ نہیں کریں گے۔

(۲) مولانا محمد جوناگڑھی کا ایک رسالہ ”ملت محمدی“ کے نام سے ہے اس میں موصوف رقم طراز ہیں:

”پس اہلحدیث پر وہی اعتراض عائد ہو سکتا ہے جو قرآن اور صحیح

حدیث پر ہو۔“

اس عبارت میں یہ دعویٰ موجود ہے کہ اہلحدیث حضرات اپنے کو ہر خدا و رسول جانتے ہیں کہ جس طرح خدا و رسول پر اور خدا و رسول کی کسی بات پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا ہے اسی طرح اہلحدیث پر بھی کسی طرح کا اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ میں کہتا ہوں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی خدا و رسول کی شان میں گستاخی ہو سکتی ہے کہ آدمی اپنے کو خدا و رسول کے منصب پر فائز ہونے کا مدعی بن جائے۔؟ اور رہا غیر مقلدوں کا یہ کہنا کہ اہل حدیث پر وہی اعتراض عائد ہو سکتا ہے جو قرآن اور صحیح حدیث پر ہو۔ اس کی ہوا یوں نکل جاتی ہے کہ قرآن پر یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ اسکی کسی بات میں کوئی شک شبہ یا غلطی کا امکان ہے۔ کیا اہلحدیث حضرات اپنے بارے میں بھی یہ دعویٰ کریں گے کہ انکی بات قرآن کی طرح شک و شبہ اور غلطی کے امکان سے بالاتر ہوتی ہے۔

بہر حال میں اس بات کو بہت زیادہ طول نہیں دینا چاہتا ورنہ میں بتلاتا کہ ملت محمدی کا مذکورہ بالا کلام اللہ و رسول کے حق میں کس قدر توہین آمیز ہے۔ میں نے یہاں صرف اشارے کر دیئے ہیں۔

(۳) یہی مولانا محمد جوناگڑھی صاحب اپنی ایک دوسری کتاب طریق محمدی میں فرماتے ہیں:

”تشریعت اسلام میں تو خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے



بغیر وحی الہی کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں ہے ص ۲

مزید لکھتے ہیں :

تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے

آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے ص ۳۱-۳۰

ختم رسل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس طرح کا اظہار خیال چاہے غیر مقلدین اس کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھیں مگر مقام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ شناسا بھی اس اسلوب بیان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں گستاخانہ ہی سمجھے گا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ نے روزہ فرض کیا

.. و سنت لکم قیامہ .. اور میں نے تمہارے لئے رمضان کا قیام سنون کیا ، غیر مقلدین حضرات یہ بتلائیں کہ آنحضور کا یہ ارشاد گرامی دین ہے یا نہیں اور غیر مقلدین اس کو مانیں گے یا نہیں ؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں پچاس لوگوں کو ایک بڑی پرکافروں سے حفاظت کی خاطر مقرر کیا تھا، یہ آنحضور نے اپنی قائدانہ فراست سے کیا تھا یا قرآن کے حکم سے ؟ کیا ان پچاس صحابہ کرام میں سے کسی کے لئے جائز تھا کہ آپ کی اس رائے کا یہ کہہ کر انکار کر دیتا کہ اے رسول یہ آپ کی رائے ہے اور آپ کی رائے ہم پر حجت نہیں ؟

غزوہ خندق میں خندق کھودنے کا کام حضرت سلمان فارسی کی رائے

سے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا تھا اور صحابہ کرام کو خندق کھودنے پر مامور کیا تھا ، کیا کسی صحابی کی یہ مجال تھی یا اس کیلئے جائز تھا کہ وہ آپ کے فرمان سے روگردانی کرتا اور غیر مقلدوں کے الفاظ میں یہ کہتا کہ حضور یہ سلمان فارسی کی رائے ہے اور آپ نے دین کے معاملہ میں ایک



فارسی کی رائے پر عمل کیا ہے ہم آپ سے اس بارے میں اتفاق نہیں کرتے۔  
 اس طرح ایک نہیں پچاسوں مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ آپ نے بحیثیت  
 نبی جب بھی کسی بات کا حکم فرمایا خواہ خدا کے حکم سے خواہ اپنی رائے سے  
 صحابہ کرام نے اس پر سر اطاعت خم کر دیا اور اس کو ایجاباً و نرضائاً بل عمل  
 جانا کسی نے یہ کہہ کر انکار نہیں کیا کہ نبی کی رائے دین میں حجت نہیں ہوتی۔  
 اللہ اللہ کس درجہ جسارت کی بات ہے یہ کہنا کہ

شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے  
 بغیر وحی الہی کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں۔ اس میں رسول کے بالاستقلال  
 مطاع ہونے کا صریحاً انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سوئے فہم اور اس بددینی  
 اور جناب نبوت میں اس گستاخانہ انداز کلام سے محفوظ رکھے۔

(۴) یہی مولانا جونا گڑھی صاحب اپنی اسی مایہ ناز کتاب طریق محمدی  
 میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

پس آؤ سنو! بہت صاف صاف موئے موئے مسائل ایسے ہیں  
 کہ حضرت فاروق اعظم نے ان میں غلطی کی ..... ان مسائل  
 کے دلائل سے حضرت فاروق بے خبر تھے ص ۴۱

نیز لکھتے ہیں :

ان موئے موئے مسائل میں جو رد مزہ کے ہیں دلائل شرعی آپ

سے مخفی رہے ص ۴۱ - ۴۲

اس عبارت کو ناظرین کرام غور سے پڑھ کر اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں  
 کہ کیا حضرت عمر فاروق کے بارے میں یہ کلام گستاخانہ نہیں ہے؟  
 جو لوگ دین اسلام میں اور صحابہ کرام کی جماعت مقدسہ میں حضرت  
 عمر کے مقام بلند سے واقف ہیں کیا وہ کسی بھی درجہ میں حضرت فاروق اعظم



کے بارے میں اس قسم کے اظہار خیال کو پسند فرمائیں گے؟  
مگر یہ غیر مقلدین اپنی اس بد شرمست صفت کے باوجود یہ کہیں گے  
کہ ہم انبیاء و اولیاء کی توہین اور تحقیر نہیں کرتے۔ اور ہم کو جو اسلامی سوچاٹیں  
ذیل و حقیر سمجھا جا رہا ہے وہ ہم پر ظلم ہے۔

یہ رسالہ مولانا انوار اللہ صاحب مرحوم کی حیات میں طبع ہو کر شائع ہو چکا  
تھا، کیا وہ اس سے بے خبر تھے کہ انکی جماعت اہل حدیث میں کیسے کیسے سمجھ رہا  
اور علامہ پیدا ہو چکے ہیں جو حضرت عمر فاروق کی مسائل دینیہ میں غلطیاں  
نکالا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا امیر تسری مرحوم ہوتے تو یہ ان سے یہ پوچھتا کہ اللہ آپ ہی  
بتلائیں کہ جو ناگہمی کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمانا کہ  
”صاف صاف اور موٹے موٹے مسائل میں انھوں نے غلطی کی تھی اور  
وہ ان مسائل کے دلائل سے بے خبر تھے۔“

یہ بارگاہِ فاروقی میں گستاخی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کیوں؟ اور اگر ہے  
یقیناً ہے تو پھر اہل حدیث حضرات کا امہ مسلمہ میں ذیل و حقیر ہونا چننا تعجب خیز  
کیوں ہے، اور اس سے مولانا امیر تسری مرحوم کو تکلیف کیوں تھی، جیسا بوڑھے  
دیس کا لوگ یہ تو قانونِ نظرت اور قانونِ قدرت ہے۔“

غیر مقلدین حضرات کا صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ مسلک کیا ہے اور ان  
نفوسِ قدسیہ پلانڈہ نبوت کی شان میں ان کی جسارت و گستاخی کس حد تک  
بہ سوچنی ہوتی ہے اس کی مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے میری عربی کتاب  
وقفۃ مع اللامذہبیات اور اردو کتاب مسائل غیر مقلدین کتاب سنت اور مذہب  
مجموعہ کے آئینہ میں دیکھیں۔



(۵) صوفیائے کرام سے اللہ نے دین کی جو خدمت لی ہے وہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ان اللہ والوں نے اپنی اپنی جھونپڑیوں میں بیٹھ کر اور اپنی اپنی کٹیوں میں رہ کر لاکھوں کرڑوروں انسانوں کی زندگیاں بدل دی ہیں ان کے وجود سے گمراہیوں کے بادل چھٹتے رہے ہیں اور اسلام کی آب و تاب میں چار چاند لگتا رہا ہے۔

ان اللہ والوں نے اپنے فقیرانہ لباس میں رہ کر اور اپنی فقیرانہ زندگی کے راستے سے وہ کام کیا اور ایسے کارنامے انجام دیے کہ شاہوں کے محلات سے وہ کاغذ نہ ہو سکا۔

یہ وہ حقیقت ہے کہ تاریخ اسلام کا ہر واقعہ اس کا اعتراف کرے گا مگر یہ غیر مقلدین جو ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے اپنے من کی دنیا میں مست رہتے ہیں، ان صوفیاء کرام اور اللہ والوں کے بارے میں بے انتہا گستاخی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس کے غمنس اللہ کے غضب اور دنیا والوں کی تحقیر و تذلیل کا نشانہ بنتے ہیں۔ ایک صاحب تصوف اور اہل تصوف کے بارے میں لکھتے ہیں :

جب سے شریعت مطہرہ میں تصوف و سلوک کو جگہ دی گئی اس وقت سے سو فیت نے بڑے بڑے اکابرین امت کے شرعی ہوش و حواس مضمحل کر کے غیر شعوری طور پر شریعت کے جادہ ستقیم سے ہٹا دیا۔

(اہل توحید کیلئے اہل فکر ص ۲۱)

ایک صاحب فرماتے ہیں :

تصوف اس قدر خطرناک چیز ہے جتنا نقصان اسلام کو ان صوفیوں سے پہونچا ہے اس تصوف کے چکریں جتنے مسلمان برباد ہوئے ہیں جتنا اسلام کے اندر اس کے ذریعہ پلیدی شامل ہوئی اتنا کسی چیز نے بھی اسلام کو برباد نہیں کیا۔



یہ ہے تصوف اور اہل تصوف کے بارے میں غیر مقلدین حضرات کا تاثر اور ان کی رائے، ان اہل تصوف کے بارے میں بلا استثناء اس گستاخانہ اظہار خیال کے باوصف مولانا انصار اللہ صاحب مرحوم کا یہی خیال تھا کہ الحمد للہ انبیاء و اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی نہیں کرتے ہیں، معلوم نہیں ان اہل حدیث کے یہاں گستاخی کس چیز کا نام ہے۔

جن اہل تصوف کے بارے میں مذکورہ بالا عبارتوں میں مذکورہ بالا خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان میں جنید شبلی بھی ہیں اور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی بھی خواجہ معین الدین چشتی بھی ہیں اور نظام الدین اویار بھی شاہ ولی اللہ بھی ہیں اور ان کے صاحبزادگان بھی سید اسماعیل شہید اور سید احمد بریلوی بھی ہیں اور مولانا فضل رحیم گنج مراد آبادی اور مولانا رشید احمد گنگوہی بھی۔

یہ وہ اللہ والے ہیں کہ فرشتوں کو بھی ان پر رشک آئے، ان کے ورع تقویٰ طہارت پابندی شرع کی بات نہیں بلکہ ان اللہ والوں کے ذریعہ کڑور ہا نفوس نے ہدایت پائی اور ان کے دلوں میں توحید و اسلام کی شمع روشن ہوئی انھوں نے کلمہ حق عند سلطان جائز کا نمونہ پیش کیا توحید کا پرچم حق بلند کیا سنتوں کو زندہ کیا بدعتوں کو مردہ کیا قلوب میں ایمان کی حرارت پیدا کی لوگوں کو راہ حق سے لگایا، ان پاکباز اللہ والوں کے بارے میں غیر مقلدوں کا اور آج کے زبانی قرآن و سنت پر فدا ہونے والوں کا جن کی زندگی میں ایمان و اسلام کی کوئی بوجھ نہیں۔ جن کے چہرہ پر اسلام کا نور نہیں جن کے دلوں میں ایمان کی حرارت نہیں جن کے دلوں میں اسلام کی غیرت نہیں جن کی زندگی میں ورع و تقویٰ کا نام نہیں، جن کو عبادات سے لگاؤ نہیں اور جن پر نوافل کے چند بجدے بھی گراں ہیں، جن کی زندگی میں صرف دنیا کی حرص و طمع ہے۔ اور جن کی زبان پر اللہ والوں کے بارے میں گندے کلمات ہیں۔۔۔ یہ کہنا



کہ ان سے دین اسلام برباد ہوا اور ان کے ذریعہ سے اسلام میں پلیدی مثال  
 ہوئی یہ گستاخی اور انتہائی گستاخی نہیں تو اورد کیا ہے، اور اس گستاخی کی  
 یاد اش میں خدائے تعالیٰ جو اپنے دلیوں سے کسی کی عداوت و دشمنی برداشت  
 نہیں کر سکتا اور خود اس کو دشواری و سخت جنگ دے دیتا ہے اگر ان گستاخوں  
 کو ہمیشہ کھلے ذلیل و خوار کر دے تو مولانا شتار اللہ صاحب امرتسری جیسے  
 لوگوں کو آخر برا کیوں لگتا ہے، برائی کا بدلہ تو برائی ہی ہے۔

مولانا شتار اللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں کہ یہ اہلحدیث پر افترا ہے  
 کہ وہ اینیاری اور اویاری اللہ کی توہین کرتے ہیں، میں نے یہ چند مثالیں جو ذکر  
 کی ہیں ان سے ہر شخص کے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا کہ اہلحدیثوں  
 پر یہ افترا ہے یا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی  
 ہمو دیکھنا تو دیدہ و دل دا کرے کوئی



## غیر مقلدین پر انگریزی سرکار کا سایہ

(۲۱) مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم اپنے رسالہ مذہب الہدیت کے حاشیہ میں والی افغانستان امیر حبیب اللہ خاں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :

”ایمان جماعت الہدیت زیر سایہ سرکار انگریزی با من وعافیت

ہستیم“

یعنی ہم اہل جماعت الہدیت کے لوگ ”انگریزی سرکار کے زیر سایہ بڑے امن وعافیت کے ساتھ ہیں۔

اس پر یہ چبھتا ہوا سوال کوئی بھی ان الہدیتوں سے کر سکتا ہے کہ زیر سایہ سرکار انگریزی امن وعافیت کی یہ زندگی صرف الہدیتوں ہی کو کیوں حاصل تھی اور اسکے مزاحم خسروانہ کی صرف یہی جماعت کیوں مستحق قرار پائی۔ آخر کوئی تو

(۱) جی ہاں جماعت الہدیت کے لوگ حنفی نہیں شافعی نہیں کیونکہ یہ بیچارے تو زیر سایہ سرکار انگریزی ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ کوئی جس دوام کی سزا بھگت رہا تھا۔ کوئی کالا پانی کی ہوا کھا رہا تھا، کوئی پھانسی کی سولی پر لٹکایا جا رہا تھا کوئی شہر بدر کیا جا رہا تھا کسی کی املاک کی ترقی ہو رہی تھی، اور ان کا جرم یہ تھا کہ وہ انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کئے ہوئے تھے۔ اور زیر سایہ سرکار انگریزی امن وعافیت کے ساتھ رہنے والے اور پر عیش زندگی کا مزہ مارنے والے یہ جماعت الہدیت کے لوگ تھے اسلئے کہ برٹس سرکار ان کیلئے رحمت خداوندی تھی، اور ان پر اسکے مزاحم خسروانہ تھے۔



خاص بات ہوگی غیر مقلدین حضرات اس میں خاص بات سے پردہ نہیں اٹھائی گے  
ورنہ ان کی تاریخ بڑی گندی بڑی سازشی نظر آئے گی، مگر ہم اس پردہ کو  
اٹھا دیں گے، اس لئے کہ تاریخ تاریخ ہے اور ہر مسلمان کو اور خصوصاً نئی نسل  
کو اپنی تاریخ سے واقف ہونا ضروری ہے۔ آئندہ سطور میں دیکھتے جائے  
یہ پردہ کس طرح اٹھتا ہے۔

## الاقتصاد فی مسائل الجہاد کا ذکر

(۲۲) مولانا محمد حسین بٹالوی  
غیر مقلدین کی سرکار برطانیہ سے وفاداری کے رسالہ "الاقتصاد فی  
مسائل الجہاد" (۱) میں اس کے دوسرے صفحہ پر "التماس" کے عنوان کے  
تحت درج ذیل عبارت ہے۔  
ناظرین باتمکین سے جو اصل اصول مسائل رسالہ "الاقتصاد" کی

(۱) یہ رسالہ سرکار برٹس کی عنایت سے طبع ہو کر مختلف زبانوں میں شائع ہوا تھا پنجاب  
کے انگریز گورنر نے اپنے نام نامی سے اس کا ڈیڈیکٹ ہونا منظور فرمایا تھا۔ اور اسی رسالہ  
کے تفصیل میں جماعت غیر مقلدین کا نام سرکاری دفاتر اور رجسٹرڈ میں بجائے دہابہ کے  
لکھا جانے لگا (دیکھو وقفہ مع اللامذہبیہ) اس رسالہ کا موضوع ہے کہ گورنمنٹ  
برطانیہ کے خلاف جو لوگ جہاد کر رہے تھے ان کا یہ عمل سراسر غیر اسلامی تھا، برطانیہ سرکار میں بڑا امن  
تھا بڑی عافیت تھی، یہ سرکار خدا کی رحمت تھی، اس سرکار کے خلاف جہاد کا نعرہ بلند کرنا قطعاً حرام  
تھا، پوری تفصیل اس رسالہ میں دیکھو، غیر مقلدین کی سیاہ تاریخ معلوم کرنے کا یہ رسالہ بڑا  
ذریعہ ہے اور دوسرا بڑا ذریعہ نواب بھوپالی کی کتاب "ترجمان دہابہ"، ہے جس کا  
ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔



نسبت بجواب استناد مند رجہ نصیمہ اشاعت السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ مشہور  
نومبر ۱۸۸۶ء توافق رائے ظاہر فرما چکے ہیں اب اسکے تفصیلی مسائل  
اور اس کے دلائل کی نسبت اپنا توافق رائے ظاہر کریں اور اپنے نام ان کی  
بخط واضح پوری تفصیل مقام و خطاب و عہدہ سے تحریریں لا کر ہمارے  
پاس بھیج دیں ہم ان ناموں کو بشمول رسالہ اقتصاد یا بذریعہ اشاعت السنہ  
گورنمنٹ میں پیش کریں گے اور سلطنت انگلشیہ کی نسبت ان کی وفاداری  
و اطاعت شعاری کو خوب شہرت دیں گے۔ ص ۲

جب ہندوستان کی آزادی کے پروانے اس ملک کو انگریزوں کے پنجہ ظلم و استبداد  
سے آزاد کرانے کے لئے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھے، غیر مقلدوں کے  
اکابر سرکار برطانیہ سے اپنی وفاداری اور اطاعت شعاری ثابت کرنے میں لگے  
ہوئے تھے۔

## الاقتصاد۔ رسالہ کا مقصد کیا تھا

(۲۳) مولانا حسین بٹالوی نے یہ رسالہ جن اغراض کے پیش نظر لکھا تھا ان میں  
سے ایک غرض یہ تھی کہ۔

”حاکم و محکوم اور عام رعایا اور خاص اہل اسلام میں رابطہ اتحاد پیدا ہو اور

ملک میں ہمیشہ امن و امان قائم رہے۔“ ص ۲

جب غیر مقلدوں کی سرکار برطانیہ کی تنہا یہی کوشش تھی تو ان کیلئے سرکار برطانیہ  
رحمت نہیں ثابت ہوگی تو کیا رحمت ثابت ہوگی، اور امن و امان اور عافیت  
کی زندگی زیر سایہ سرکار برطانیہ ان غیر مقلدوں کی قسمت نہیں ہوگی تو کس کی  
قسمت ہوگی؟



## مسلمانوں سے بھی جہاد ہوتا ہے

(۲۴) مولانا محمد حسین بٹالوی اپنے اس رسالہ میں لکھتے ہیں :  
ملکی وہ جہاد ہے جس سے ملک گیری مقصود ہو مذہب مخالفین سے  
اس کا کوئی تعلق نہ ہو وہ مسلمانوں سے بھی ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسا

کہ مخالفین اسلام سے ۔ ص ۲

جہاد ۔ ایک شرعی اصطلاح ہے ہم نے آج تک اس کا جو شرعی مفہوم سمجھا تھا وہ یہ تھا کہ جہاد محض اشتر کی خاطر اس کا دین پھیلانے اس کا کلمہ بلند کرنے کیلئے کافروں سے کیا جاتا ہے ، یا اسلامی حکومتوں کی سرحدوں کو کفار کے غلبہ و تسلط سے آزاد کرنے کے لئے ہوتا ہے ، یا مسلمانوں پر جب طاغوتی طاقتیں حملہ آور ہوں اور ان کا دین و ایمان خطرہ میں پڑا ہو (جیسا کہ یہی صورت حال مسلمانوں کے لئے گورنمنٹ باطنیہ کے اندر رکھتی جس کی وجہ سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا) اس وقت مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے ، لیکن غیر مقلد کے اس بڑے عالم نے ہمیں یہاں جہاد کے ایک نئے مفہوم سے آشنا کیا کہ جہاد ملک گیری کیلئے اور مسلمانوں سے بھی ہوتا ہے ۔

ضمیر زر کی تراز میں تل ہے یہاں  
کہاں کا زہر و تقدس کہاں کا علم دہنر

## جہاد اصل مطالب خداوندی نہیں

(۲۵) مولانا بٹالوی لکھتے ہیں :

مذہبی جہاد اصول متناصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہیں ہیں ص ۵



میں غیر مقلدوں سے گزارش کروں گا کہ کتاب و سنت یا کسی امام حدیث و فقہ کے قول سے مولانا بٹالی کے اس کلام کی دلیل پیش کر دیں۔  
 سرکارِ برطانیہ کی پاپیوسی میں اس حد تک آگے چلے جانا کہ دین کی تقسیم و تشریح بھی طبع زاد ہونے لگے انتہائی ضلالت کی بات ہے۔  
 بخاری و مسلم نے اللہ کے رسول کا یہ ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے نقل کیا ہے

عن ابن مسعود قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم أي الأعمال أحب إلى الله قال الصلوة لوقتها قلت ثم أي قال بر الوالدين قلت ثم أي قال الجهاد في سبيل الله - رواه الشيخان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خدا کو سب عملوں سے زیادہ پیارا عمل کون سا ہے آپ نے فرمایا، اپنے وقت پر نماز کی ادائیگی پھر آپ نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل اللہ کو پیارا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ سے نیک سلوک کرنا، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون سا عمل اللہ کو سب عملوں سے زیادہ محبوب ہے تو آپ نے عرض کیا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔

اندازہ لگائیے جس جہاد کی شریعت اسلامیہ میں یہ اہمیت ہے اس کی اہمیت کو غیر مقلدین کے اکابر یہ کہہ کر گھٹاتے ہیں کہ :  
 ” مذہبی جہاد اصل مطالب خداوندی نہیں ہیں “

اور جن مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے اللہ کے رسول کی یہ بشارت ہے ان فی الجنة مائة درجة أعدّها الله للمجاهدين رواه البخاری

یعنی جنت میں سو درجے ہیں جو مجاہدین کیلئے اللہ نے تیار کئے ہیں ان مجاہدین کے جہاد کے عمل کو فتنہ و فساد، شور و شغب اور ہنگامہ خیزی بتلاتے



رہے ہیں۔ یہ محض اس لئے کہ سرکارِ برطانیہ کے مراحم خسروانہ سے انکافیض  
اٹھانا باقی رہے اس کی نظر عنایت ان سے نہ پھرنے پائے اور جماعت  
غیر مقلدین کو سرکارِ برطانیہ کے زیر سایہ جو امن و امان اور عاقبت میسر کھتی وہ  
ان سے ختم نہ ہو

پر واز ہے دونوں کی اسی ایک جہان میں  
شاہیں کا جہاں اور بے کر گس کا جہاں اور

## (۲۶) اسلام و ایمان کا کمال جہاد پر موقوف نہیں

مولانا بیٹالوی لکھتے ہیں :

اس سلسلہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام و ایمان کا کمال اور مسلمانوں  
کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہیں مسلمانوں کو اگر دین سے روک نہ ہو  
تو صرف عبادت سے ان کی نجات و کمال ایمان مقصود ہے۔ ۹  
یہ جو ”صرف عبادت“ ہے کیا جہاد اس سے خارج ہے، اللہ کے رسول تو جہاد کو  
افضل اعمال اور احب اعمال فرمائیں اور آپ اس احب اعمال کو محض گورنمنٹ  
برطانیہ کی چابیلوسی میں عبادت ہی سے خارج کر رہے ہیں، دین کی تحریف  
کرتے ہوئے شرم نہیں آتی بنو گے اہل حدیث اور موصد اور متبع سنت اور قوالی  
گاؤ گے مابیلان نالاں گلزارِ محمد کی اور دعویٰ کرو گے کہ ہم اہلحدیث و نبی کا سر  
قرآن و حدیث کے سامنے جھکا ہوا ہے۔ اور تمہارا عمل یہ ہو گا؟

اللہ کے رسول یا صحابہ کرام کے زمانہ میں جو جہاد ہوئے ہیں کیا ان تمام  
جہاد کا باعث یہی تھا کہ مخالفین مسلمانوں کو ان کے دین سے روک رہے تھے؟  
افریقہ سے مسلمانوں کو ان کے دین سے روکنے کے لئے عرب کی سرزمین  
میں کون مخالف اسلام در آیا تھا، یورپ میں اسلام کا جھنڈا طارق بن زیاد



نے جو گڑا تھا اس کی وجہ کیا یہی تھی کہ کوئی مخالف اسلام مسلمانوں کو ان کے  
 دین سے روک رہا تھا۔ مصر میں جہاد کا جھنڈا تو حضرت عمر کے زمانہ میں بلند  
 ہوا تھا کیا اس مشہور تاریخی جہاد کے اسباب سے بھی اب تم بے خبر ہو۔  
 دین کی تحریف بھی کرتے ہو اور اسلام کی تاریخ بھی بگاڑتے ہو؟ اور  
 یہ محض اس لئے کہ سرکار برطانیہ تم سے خوش رہے، اور دہابی سے تم اہل حدیث بن جاؤ  
 دفاتر سرکار برطانیہ میں تمہارا نام دہابی کے بجائے اہل حدیث لکھا ہوا اور  
 ہوس یہ ہے کہ تم کو سب سے بڑا مسلمان بھی سمجھا جائے اور تم کو اسلام کا سب  
 سے بڑا ٹھیکیدار بھی مان لیا جائے۔

تو ہی ناداں چند کیوں پر قناعت کر گیا  
 ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی تھا

(۲۷) لفظ کافر کی ایک دلچسپ تشریح

”مسلمان بھی کافر حتیٰ کہ معاذ اللہ براہیم علیہ السلام بھی کافر“  
 لفظ کافر کا شریعت اسلامیہ میں ایک خاص مفہوم ہے، یعنی مذہب اسلام میں  
 کافر اس کو کہتے ہیں جو دین اور ضروریات دین کا منکر ہو، اور جس کا ایمان  
 خدا پر نہ ہو جب بھی کافر کا شرعی و دینی گفتگو میں ذکر آئے گا تو یہی خاص مفہوم  
 ذہن میں آئے گا۔ اب لفظ کافر کے سلسلہ میں مولانا بٹالوی مرحوم اہل حدیث عالم  
 کی یہ تشریح بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے تو مولانا نے جہاد کے سلسلہ میں اپنا یہ غیر مقلدانہ خود ساختہ اصول  
 بیان کیا،

”منہی جہاد نہ اس غرض سے مشروع ہے کہ کافروں کو دنیا میں کفر کی  
 سزا دیں“ (۱) ص ۹

(۱) ذرا اہل حدیث کی جماعت بتلائے کہ جہاد کی مشروعیت کس وجہ سے ہے اس جہاد کے



مولانا نے جھٹکے میں "کافروں" کا لفظ لکھ تو دیا مگر پھر خیال آیا کہ مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو کافر کہنے سے جس میں سرکار برطانیہ بھی اور سفید چٹری والے بھی آجاتے ہیں ہو سکتا ہے کہ عافیت دامن کی جو زندگی اہل مدینہ شوں کو نصیب ہے اس کا بیڑا غرق ہو جائے چنانچہ انھوں نے اسی اندیشہ کے تحت لفظ کافر کی تشریح حاشیہ میں کرنی ضروری سمجھی ہے، جو یہ ہے، فرماتے ہیں :

"کافر بمعنی منکر ہے اور یہ لفظ اس معنی کو نسبتی اور ایسا وسیع ہے کہ ہر ایک فرقہ کو بلحاظ اس مذہب کے جس کا وہ منکر ہو کافر کہا جاسکتا ہے حتیٰ کہ مسلمان خود اپنے کو دوسرے مذاہب کا کافر یعنی منکر کہتے ہیں حضرت ابابہم اور ان کے اصحاب نے اپنے مخالفوں کو کہا ہے کہ ہم تمہارے کافر

یعنی منکر ہیں" (کفرنا بکم کا یہ ترجمہ ہے) ص ۹

کبھی کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی لفظ کافر اور کفر کی یہ اچھوتی نزالی البسی تفسیر کیوں سوچھی ہوگی، یہ تو غیر مقلدین کے لئے انکی عدم تقلید کی یاداش میں خصوصی

ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے مجاہدین بندوں کے ہاتھوں کفر کو ختم کر کے اس کی جگہ اسلام کا کلمہ حق ہی تو بلند کرنا چاہتے ہیں، اور فتنہ کفر کا استیصال ہی تو اس جہاد سے مقصود ہے یا جہاد کی مشروعیت دین اسلام میں اسلئے ہے کہ کافروں کے ہاتھوں میں دودھ کا پیالہ دیا جائے اور ان کو قند کا شیریں ٹکڑا کھمایا جائے آنحضرت نے خیر میں کیا کیا تھا، حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف شمشیر برہنہ کیوں کی تھی، قرآن میں ہے :  
 فاذا القیسم الذین کفروا فضراب الرقاب یعنی جب تم کافروں کے مقابلہ ہو تو مارو گردنیں، یہ گردنیں مارنا کافروں کو ان کے کفر کی سزا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟  
 سرکار برطانیہ کا "طل عافیت" غیر مقلدین کے سروں سے سمٹ نہ جائے محض اس کی خاطر جہاد کی یہ فترت عافیت کی تفسیر کی جا رہی ہے۔



عطیہ غیبی ہے۔

البتہ غیر مقلدین کے ایمان کے لئے بھلا یہ ہوتا کہ اس لفظ کافر کو اپنے ہی لئے پسند کر لے کسی دوسرے مسلمان کیلئے اور خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے اس کا استعمال وہ نہ کرتے، کسی نبی کے لئے اس لفظ قبیح کا استعمال انتہائی جرأت انتہائی بے غیرتی اور انتہائی بددینی اور انتہائی گتھکا ہے۔ ہمارے رہنے والے مسلمانوں کی دایماں کی بربادی وہ معتبر ہی نہیں سجدہ بندگی کیلئے کیجی کسی کے لئے ہو کبھی کسی کیلئے

## (۲۸) سرکارِ برطانیہ کا ہندوستان دارالاسلام تھا

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں :

اس مسئلہ اور اسکے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان بادجوکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے ..... اس پر کسی مسلمان بادشاہ کا لڑائی و چڑھائی کرنا جائز نہیں ہے۔ ۲۵ دین کی یہ فہم جو اہلحدیثوں کے اس عالم کو حاصل رہی ہے وہ نہ شاہ عبدالعزیز کو حاصل تھی جنہوں نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا تھا نہ ان تمام علمائے اسلام کو جو گورنمنٹ برطانیہ سے برسہا برس تک اور ہندوستان کی آزادی کے لئے جان و مال کی بازی لگائے ہوئے تھے۔



(۲۹) پنجاب کے اہل حدیثوں نے گورنمنٹ برطانیہ کی

خیر خواہی و وفاداری کا عہد کیا تھا

مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ اعتراف ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں :

بعض اشخاص کا تو صریح لفظی و حقیقی عہد ہو چکا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو تحریراً و تقریراً حاضر و غائب خیر خواہی و وفاداری گورنمنٹ کا دم بھرتے ہیں

اور انکی خدمت و معاونت میں سرگرم ہیں ان لوگوں میں پنجاب کے

اہل حدیث داخل ہیں جنہوں نے سرسری دیوس صاحب بہادر کے عہد

لفٹنٹ گورنری میں بذریعہ ایک عرضداشت کے اس عہد کا اہلار کیا تھا

جب اہل حدیثوں نے گورنمنٹ برطانیہ اور سفید چٹری والوں سے عہد وفاداری

تسلیم کر لیا تھا اور حاضر و غائب انکی خدمت میں سرگرم رہے تو انکا مقدر ہوگا

اور جو عافیت سرکار برطانیہ کے زیر سایہ ان کی قسمت کا حصہ ہوگی اس سے دوسرے

بیچارے مسلمان اور خصوصاً احناف کیوں کہ حصہ پاسکتے تھے اور ان کی قسمت اتنی

زوردار کہاں تھی کہ وہ سرکار برطانیہ کے زیر سایہ امن و عافیت کی زندگی بسر کرتے

خصوصاً جب کہ یہ احناف گورنمنٹ برطانیہ سے برسرِ بیکار بھی تھے اور انگریزوں

کی نیند حرام کئے ہوئے تھے۔

البتہ اہل حدیثوں کو یہ جو زیر سرکار برطانیہ امن و عافیت کی زندگی حاصل

تھی اس کے لئے ان کو ایک بڑی قربانی دینی پڑی تھی اور یہ قربانی ایمانی

و اسلامی غیرت کو نذر سرکار برطانیہ کر دینے کی قربانی تھی دین کے مسلمات میں

اس کے لئے انکو بڑا کثرتِ بیونت کرنا پڑا تھا۔

پرچم ملت بیضا، گرایا کس نے ؟



(۳۰) گورنمنٹ برطانیہ سے لڑنا یا اس سے

لڑنے والوں کی مدد کرنا غدر اور حرام ہے

مولانا حسین ثالوی کا گورنمنٹ برطانیہ سے ٹکرائے والوں کے بارے میں جن میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ اور اولیاء اللہ بھی تھے یہ فتویٰ بھی ناظرین ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں :

اس گورنمنٹ سے لڑنا یا ان سے لڑنے والوں کی رائے بھائی مسلمان

کیوں نہ ہوں (کس نوع سے مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے۔ ص ۴۹)

نور شمس عندلیب نے روح چین میں پھونک دی

(۳۱) ۱۸۵۷ء کی تحریک جہاد و آزادی ملک میں جو شریک تھے

وہ مفسد باغی و بدکردار تھے

اب ذرا سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس غیر متعلقہ اور اہلحدیث عالم کا ان مجاہدین اور سرفروشان اسلام اور آزادی ملک کے متوالے اور ایمان و اسلام پر فدا ہونے والے راہ حق میں سرکٹانے اور محض دین کی سربلندی کے لئے تکتہ دار پر چڑھ جانے والے اور باطل قوتوں سے ٹکرائے والے اللہ والوں کے بارے میں یہ فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں اور ان غیر متعلقہ و اور نام کے اہلحدیثوں کی بے غیرتی دینی بے حمیت اور گورنمنٹ برطانیہ سے وفاداری کی داد دیں مولانا ثالوی مرحوم لکھتے ہیں :

غزوہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہ گار

اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی و بدکردار تھے، اکثر ان میں ہوام کالانعام تھے جو خواص و علماء کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین و قرآن

و حدیث سے بے بہرہ تھے یا نا فہم و بے سمجھ ص ۴۹



یہ ہے غیر مقلدوں کی شرافت و کردار کا ایک نمونہ، یہ مفسد و بدکردار اور قرآن و حدیث سے بے بہرہ نا فہم و بے سمجھ ان علماء کو کہا جا رہا ہے جن کی علوم دینیہ میں امامت اور کتاب و سنت پر گہری نظر جن کے تقویٰ و طہارت اور جنگی ایمانی غیرت و حرارت پر ہندوستان کی علمی و اسلامی تاریخ گواہ ہے اور جس کے جذبہ ایمانی کی مثال عہد قریب کی دو چار صدیوں میں ملنی مشکل ہے۔

مفسد و باغی کا یہ خطاب ان سرفروشان اسلام اور ناموس دین کی حفاظت کی خاطر اپنی جان و مال کی بازی لگا دینے اور سامراجی استعمار کی طاغوتی طاقت سے ٹکرائے والے مجاہدین اسلام کو دیا جا رہا ہے جنہوں نے تختہ دار پر چڑھ کر اور جام شہادت پی کر اور سینوں پر گولیاں کھا کر آگ کے بھڑکتے شعلوں میں جل کر جناب و بلاں رضی اللہ عنہما کا نمونہ پیش کیا اور لوح تاریخ پر جاں فردوسی و جاں سیاری کا نقش قائم کیا تھا۔ ثبت است بر جریۃ عالم دوام ما

دین فردوسی، ضمیر فردوسی ایمان فردوسی کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہو سکتی ہے اس قسم کا نمونہ ہمیں جگہ جگہ "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" مصنفہ مولانا محمد حسین بٹالوی اہلحدیث عالم کے اس رسالہ میں نظر آتا ہے، اس پر بھی ایک غیر مقلد صاحب بطور فخر فرماتے ہیں "انگریزوں کے خلاف جہاد کے تعلق سے جماعت اہلحدیث کی تاریخ بے حد روشن ہے۔ (محدث جولائی ۱۹۹۶ء)

## (۲۲) غیر مقلدوں کا اسلام کی تاریخ پر ایک زبردست حملہ

مولانا محمد حسین بٹالوی کی یہ تحقیق بھی ملاحظہ فرمائیے، اور غیر مقلدین کا طائفہ اسلام کی روشن تاریخ سے کس درجہ بدظن ہے اور برطانوی سامراج کی کالیسی میں غیر مقلدین علماء کہاں تک جا چکے تھے اس کا اندازہ بھی لگائیے فرماتے ہیں:

شرعی جہاد تب ہی سے مقصود ہے جب سے شرعی امامت و خلافت



دنیا سے مفقود ہوئی ہے، بنا علیہ پچھلے سلاطین اسلام جو تشریفات  
نہ تھے اور نہ دوسری شرائط و اوصاف امامت ان میں پائے جاتے تھے  
کی لڑائیوں کو جو بنام مہاد جہاد انھوں نے کیس ہیں شرعی جہاد نہیں  
کہا جاسکتا۔ (ص ۳۳)

یعنی حضرت علی کے زمانہ کے بعد سے مسلمانوں نے جتنے جہاد کئے اور کافروں سے  
جتنی لڑائیاں لڑیں اور صلیبی طاقتوں سے جوان کی جنگیں رہیں صلاح الدین ایوبی  
اور نور الدین زنگی کی باطل قوتوں سے جو معرکہ آرائیاں تھیں وہ تمام اور مسلمانوں کی  
وہ تمام کاوشیں جو ملت بیغناہ کی حفاظت کیلئے اور اسلام اور مسلمانوں کی عزت و  
آبرو بچانے کیلئے تھیں اور اسلامی ممالک کی سرحدوں کی حفاظت کی خاطر جتنی گروہیں  
کھیں یہ سب کچھ مقصدہ تھا بغاوت تھی، غیر اسلامی لڑائیاں تھیں اور بلا وجہ کا  
خون و خرابہ تھا، اور حضرت علی کے بعد سے اسلام کی راہ میں جتنے سرکٹے وہ بیکار  
عمل تھے ان سرکٹانے والوں کو مجاہد کہا جاسکتا ہے نہ غازی نہ شہید، یہ ہے  
اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ ان غیر مقلدین کے نزدیک۔

مگر میں ان غیر مقلدین کو آگاہ کرتا ہوں

سناجکے جذب کلیمانہ رہے گا خاموش

شیطن در پے آزار رہے گی کبتک

تم نے تمہارے علماء و مشائخ نے نواب صدیق خاں صاحب نے، مولانا ذریعہ حسین  
دہلوی نے مولانا محمد حسین بٹالوی نے اور تمہاری جماعت کے بڑے بڑے چغادریوں  
نے محض سرکار انگریزی کی خوشامد میں جو اسلامی تاریخ کا چہرہ مسخ کیا ہے تاکہ ان کی  
اور ان کی جماعت "اہل حدیث" کی امن و عافیت کی زندگی میں فرق نہ پڑے  
پائے۔ سرکار برطانیہ کا زمانہ لد گیا، مجاہدین حریت کی قربانیاں رنگ لائیں  
اور برصغیر ہند آج برطانوی سامراج کی غلامی سے آزاد ہو چکا ہے اب تمہارا



یہاں کوئی حمایتی نہیں اب تیار رہو کہ تمہارے چہرہ سے تمہارے عزیز اور  
نفاق کا نقاب الٹ دیا جائے گا اور تمہاری اسلام دشمنیاں بے نقاب ہونگی  
اور تم نے ماضی میں جو علماء رحق کے کردار کو بد نما کرنے کی کوشش کی ہے یا اب بھی  
کر رہے ہو اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا ہوگا تم پہلے بھی ذیل تھے اور اب بھی  
ذیل رہو گے۔

اپنے دامن کھلئے خار چنے خود تم نے !  
اب یہ چھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا

## خاں صاحب بھوپالی اور انکی "ترجمان وہابیہ"

گورنمنٹ برطانیہ کی ہوا خواہی اور وفاداری غیر مقلدوں کی جماعت کا  
اپنے وجود کے زمانہ ہی سے شیوہ رہا ہے، جس کا کچھ نمونہ آپ نے اوپر ملاحظہ  
کیا، مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی سے پہلے کا زمانہ نواب صدیق حسن خاں صاحب  
کا ہے، نواب صاحب موصوف بھی اپنی پوری زندگی گورنمنٹ برطانیہ کی ہوا خواہی  
وفاداری کا راگ الاپتے رہے اور مختلف طریقوں سے اپنی اور اہلحدیث جماعت  
کی گورنمنٹ برطانیہ سے وفاداری کی شہادتیں فراہم کرتے رہے، انہیں مساعی  
جمیہ کے طفیل میں نوابی کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا تھا، اور ان کو بڑے بڑے  
معزز القاب سے سرکار برطانیہ نے نوازا تھا۔

نواب صاحب کی مذکورہ "مساعی جمیہ" ہی میں کا ایک نمونہ ہمارے  
سامنے "ترجمان وہابیہ" نام کے رسالے کی شکل میں ہے، اس رسالہ میں  
نواب صاحب نے مختلف انداز میں برٹش گورنمنٹ کے عدل و انصاف اور اس کی  
رعایا پروری کے گن گائے ہیں، برطانوی استعمار میں ان کو بھی بڑا امن و امان  
نظر آ رہا تھا چاروں طرف ان کو خیر سی خیر دکھائی دے رہی تھی، اور مسلمانوں



کی تحریک آزادی کی جو کوششیں اور قربانیاں تھیں یہ قربانیاں ان کو بھی بناوٹ  
نقہ اور فساد ہی دکھلائی دے رہی تھیں، ترجمان دہلیہ کتاب بڑی معلومات  
افزار اور اہل حدیث جماعت کی ہندوستان میں تاریخ کیا رہی ہے اس کا  
ایک مستند ذریعہ اور معتبر شہادت ہے، ہم ذیل میں ترجمان دہلیہ سے چند  
اقتباس ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں۔

مزید معلومات کیلئے اصل کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔ آگے بڑھنے سے  
پہلے ایک غیر مقلد صاحب کا یہ "کلام مبارک" بھی پڑھ لیجئے۔ لکھتے ہیں :  
"نواب صدیق حسن بخاری اور محمد حسین بٹالوی رحمہما اللہ نے کن

حالات میں کیا لکھا اور کہا۔ (محدث جولائی ۱۹۶۶ء)

میں کہتا ہوں جن حالات میں جو لکھا اور کہا ہو لکھا اور کہا وہی ہے جو یہاں  
پیش کیا جا رہا ہے۔ غیر مقلدوں کو معلوم ہونا چاہئے ارباب عزیمت حالات  
کے سامنے سیر اندازی اختیار نہیں کرتے اور خود سیر دگی ان کا شیوہ نہیں ہوتا،  
اس لئے اس بارے میں غیر مقلدین کا کوئی عذر مسموع نہیں ہوگا۔

(۲۳) قریب قیامت کے اکثر ملکوں کے حاکم

عیسائی ہو جائیں گے

(غیر مقلدوں کی پیشین گوئی)

نواب صاحب بھوپالی ترجمان دہلیہ میں فرماتے ہیں :

"قریب قیامت کے اکثر ملکوں کے حاکم عیسائی لوگ ہو جائیں گے یہ

ہم تو اب تک یہ سمجھتے رہے کہ عالم الغیب صرف خدائے تعالیٰ ہے مگر اس  
اقتباس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین علما کو بھی اس صفت خاص بذات خداوندی  
سے کچھ نہ کچھ ضرور ملا ہے۔



اور اگر ناں صاحب نے یہ مضمون کسی حدیث سے اخذ کیا ہے تو براہ کرم اسکا نشان و پتہ بتا کر سند و متنا اس کی صحت ثابت کریں، اس لئے کہ غیر مقلدین جو اپنے اہلحدیث ہونے کے مدعی ہیں، صرف صحیح حدیث کو قبول کرتے ہیں ضعیف حدیث ان کے نزدیک ردی کی ٹوکری میں ڈال دی جاتی ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری میں غیر مقلدین کے علماء اس حد تک جاسکتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

## (۲۳) گورنمنٹ برطانیہ سے لڑنا سخت بیوقوفی و نادانی ہے

خاں صاحب فرماتے ہیں کہ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ قریب قیامت کے اکثر ملکوں کے حاکم عیسائی لوگ ہو جائیں گے تو :

” فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھادیا جائے سخت نادانی و بے وقوفی کی بات ہے۔“

جی ہاں ساری عقل اور خرد مندی تو قسم ازلی نے غیر مقلدوں ہی کی قسمت میں رکھی تھی اور مذہبی احکام سے اگر کچھ واقف تھا تو غیر مقلدین کا یہی مختصر سا ٹوڈ جس کے ہندوستان میں وجود کے گنتی کے چند دن ہوئے تھے۔

ظلمتیں حد ادب سے جو بڑھیں خیر نہیں  
عصمت شمس و قمر کے نگراں ہیں ہم لوگ



## (۳۵) ہماری معلومات میں زبردست اضافہ

خاں صاحب مرحوم و مغفور نے اللہ انکی قبر کو اپنی رحمتوں کے جھنڈوں سے ٹھنڈا رکھے ہماری معلومات میں ایک زبردست اضافہ فرمایا ہے۔  
اور وہ یہ ہے :

”شعبہ ۹۲ میں ایک ہزار آٹھ سو پچاس سال پہلے طوفانِ نوح سے وفات آدم علیہ السلام کی ہوئی اس وقت چالیس ہزار آدمی انکی اولاد سے موجود تھے۔“

یقیناً خاں صاحب نے اس متعین عدد کی قطعیت کا علم کہیں سے حاصل کیا ہوگا جب ہی وہ بلا کسی تردد و ریب کے اس قدر پختہ لب و لہجہ میں اس چالیس ہزار عدد کا ذکر کر رہے ہیں۔

ہمارے ایک دوست نے خاں صاحب کے اس بیان پر ایک شبہ ظاہر کیا ہے اسکو ہم یہاں ذکر کر دیتے ہیں۔

ان کا فرمانا یہ ہے کہ قبل بعثت نبوی کے وقائع کے قطعی علم کا ذریعہ صرف دو چیزیں ہیں وحی الہی یا فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، خاں صاحب نے اتنے قطعی لب و لہجہ میں مذکورہ بالا قبل بعثت نبوی کی تاریخ اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں چالیس ہزار لوگوں کی موجودگی کا متعین عدد جو بیان کیا ہے اس کا ذریعہ معلومات ان کے پاس کیا ہے۔ اگر کوئی نص قرآن ہے تو اس کی نشان دہی کی جائے کہ اس کا ذکر قرآن کی کس سورت اور کس پارہ میں ہے۔ اور اگر ان کا ذریعہ معلومات کوئی حدیث نبوی ہے تو اس سے باخبر کیا جائے۔  
اور رہی اسرائیلی روایات اور تورات و انجیل کی بات تو اس کے بارے میں ہماری شریعت کا یہ حکم ہے۔



” نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو۔“

اس لئے یہ چیزیں مسلمانوں کے لئے علم کا ذریعہ نہیں بن سکتی ہیں، ہمارے دوست کے اس شبہ کا کوئی جواب اگر ہمارے غیر مقلدین دوستوں کے پاس ہے تو براہ کرم وہ ان کو مطمئن کریں۔

ناملے کرنے پڑے، حشر اٹھانا پڑا  
سورہاتھا زمانہ جگنا بڑا

(۲۶) آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر تازمانہ گورنمنٹ برطانیہ جو  
امن و آسائش انگریزی حکومت میں کبھی کسی حکومت میں کبھی نہیں

نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی مرحوم جو طبقہ غیر مقلدین کے مجدد  
اور عظمائے اسلام میں سے تھے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر گورنمنٹ  
برطانیہ تک کے زمانہ کی ایک اجمالی تاریخ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:  
”کتاب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادی  
اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی ہے کسی حکومت میں  
نہ کبھی۔“

اسلام کا بڑے سے بڑا دشمن بھی اسلام کی تاریخ پر اس سے زبردست حملہ نہیں  
کر سکتا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدوں کے دل دب دیا مراج انگریزی کے  
ایسے مرعوب تھے کہ وہ ان کی خوشنودی و رضامندی حاصل کرنے کیلئے بڑے  
سے بڑا جھوٹ بولنے سے بھی مار نہیں محسوس کرتے تھے۔

یہ تھا خادمان قوم و ملت اور اسلام کے اوپر فدا ہونے والوں کا حال  
غیر مقلدوں میں اگر شرم و حیا ہو تو چلو بھر پانی میں ڈوب کر مر جائیں۔ عہد صدیقی  
اور عہد فاروقی کی یہ زبردست توہین۔ استغفر اللہ و معاذ اللہ۔

سکایہ بیوگے جو مل جائیں صنم سحر کے



## (۲۷) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی تھے

آج کل غیر مقلدین کا طائفہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی نسبت جوڑے اور اس طرح وہ ہندوستان میں اپنے وجود کی تاریخ کو حضرت شاہ صاحب کے زمانہ تک لے جائے، اور اس سہارے سے لوگوں میں یہ شہسور کرے کہ "اہلحدیثوں" کا احیاء کتاب و سنت میں بڑا حصہ رہا ہے اور انھوں نے بواسطہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ابنار و تلامذہ تجدید دین کا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے آج کل ان غیر مقلدوں کی نئی مطبوعات میں اس جھوٹ پر ویسگنڈہ کی کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث تھے۔ اور غیر مقلد تھے، تقلید کے سخت مخالف تھے، پورے زور و شور سے اشاعت ہو رہی ہے، اور اس کی وجہ محض غیر مقلدوں کا احساس کمتری ہے، ان کے سامنے یہ حقیقت ہے کہ ان کا وجود اس ہندوستان میں بالکل نیا ہے، میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے زمانہ سے اس فرقہ کی شناخت قائم ہوئی ہے اپنے اس احساس پر پردہ ڈالنے کیلئے اور اپنے وجود کی تاریخ کو کچھ آگے بڑھانے کیلئے غیر مقلدین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر یہ کوشش اس زمانہ کے غیر مقلدوں کی ہے جن کو اپنی اسلامی اور علمی خدمات اُجاگر کرنے کا بلاوجہ کا بہت زیادہ شوق ہے، ان کے پہلے کے علماء جن کا زمانہ حضرت شاہ صاحب سے قریب ہے اور وہ آج کے "طائفہ غیر مقلدہ" سے زیادہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جاننے والے تھے انھوں نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت کا کبھی انکار نہیں کیا ہے، چنانچہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی اسی کتاب ترجمان دہلیہ میں فرماتے ہیں :



شاہ ولی اللہ محدث جو بڑے عالم حنفیوں میں بڑے متبع کتاب  
وسنت تھے ۷۱۱

کہاں ہے آج کا ، طائفہ غیر متقلدہ ، جو حقیقت کو مسخ کرنے پر تلا ہوا ہے اور  
اسلام کی دینی و مذہبی و علمی تاسیخ کے ساتھ کھلواڑ کر رہا ہے ۔  
حنفیوں کے دامن میں پناہ لے کر حنفیوں ہی پر تیر برسالتے ہو، کچھ تو شرماؤ  
جیا کھاؤ اور احسان فراموش مت بنو ۔

نہ ہو جو غم کا طلبگار وہ جگر کیا ہے  
نہ ہو جو حق کی طرفدار وہ زباں کیا ہے

## (۲۸) مجاہدین جنگ آزادی کے سلسلہ میں نواب صاحب بھوپالی کا گزہ ریمارک

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں جو مسلمان شریک تھے، جن میں عوام بھی  
تھے اور علماء رب بھی اویار اللہ بھی تھے اور عارفین بھی شب تنہائی میں اللہ اللہ  
کرنے والے بھی تھے اور سند درس و تدریس کے فضلاء بھی، ان کے سینوں میں  
اسلام کی تڑپ تھی، وہ دیکھ رہے تھے کہ انگریزوں کی حکومت میں اسلام مٹا جا رہا  
ہے، اسلامی شعائر کے ساتھ استہزاء کیا جا رہا ہے، اسلامی تہذیب و ثقافت  
پر انگریزوں کی یلغار ہے، مساجد اجاڑی جا رہی ہیں مساجد بند کی جا رہی  
ہیں، مسلمان نوجوانوں کا ذہن و مزاج بدلا جا رہا ہے، مسلمانوں کی آزادی  
ان سے چھین لی گئی ہے، ان کو دین سے بے گانہ کیا جا رہا ہے، انکی زبان  
کو آہستہ آہستہ ختم کیا جا رہا ہے، وہ ان تمام چیزوں کو اپنی کھلی آنکھوں مشاہدہ  
کر رہے تھے اور جب پانی سر سے اونچا ہو گیا اور بہادر شاہ ظفر کو قتل  
کرنے کے بعد انگریزوں کا پورے ہندوستان پر کامل قبضہ واقع ہوا تو



انھوں نے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے اسلامی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کے لئے اور غلامی کی ذلت سے نجات حاصل کرنے کے لئے انگریزوں سے جہاد کا عزم کیا اور اللہ کا نام لے کر میدان جہاد میں کود پڑے، اگرچہ اس وقت وہ بظاہر اپنے اس جہاد میں کامیاب نہ ہو سکے مگر انھوں نے تختہ دار پر چڑھ کر اور اپنی قیمتی جانیں قربان کر کے جو آزادی کا چراغ روشن کیا تھا اور مسلمانوں کے اور اہل وطن کے دلوں میں جو ملی و دینی و قومی اور وطنی غیرت و حمیت کا فانوس جلایا تھا وہ دھیرے دھیرے جلتا رہا اور اپنا کام کرتا رہا اور آخر وہ وقت آیا کہ انگریزوں کو یہ ملک چھوڑنا پڑا اور ان کو ذلت و ناکامی کے ساتھ جس سات سمندر پار سے آئے تھے پھر اسی سات سمندر پار واپس جانا پڑا۔

ان مجاہدین آزادی کے بارے میں نواب صاحب بھوپالیؒ، اہم حدیث کا یہ گندہ ریمارک ملاحظہ فرمائیے، خاں صاحب مرحوم فرماتے ہیں، فرماتے ہیں مسلمانوں کا کلیجہ جلاتے ہیں :

۔ غدر میں جو چند لوگ نادان عوام الناس فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر جہاد کا جھوٹا موٹ نام لینے لگے اور عورتوں اور بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ مار پر ہاتھ دراز کیا اور اموال رعایا و پرایا پر غصبا قابض و متصرف ہوئے انھوں نے خطائے فاحش کی اور قصور ظاہر . . . . . ہم نہیں جانتے مگر ان میں سے کس عفت اور شکر میں خلوص نیت اور پاک طینت اور انصاف و اجہی اور تبعیت مذہب اسلام ہو، ص ۱۳

میں خاں صاحب کے اس ریمارک پر کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا، ناظرین کرام خود فیصلہ فرمائیے سرکار انگریزی میں غلامی کی زندہ گی نے اہم حدیثوں کو



کس مقام پر لا کھڑا کر دیا تھا کہ انکی زبان اور ان کا قلم اور ان کا ضمیر گورنمنٹ  
برطانیہ کے ہاتھ سب بک چکا تھا، اور یہ اس لئے بک چکا تھا کہ ان کو اسی دنیا  
میں سب کچھ چاہئے تھا، امن، عافیت، بے چین و راحت، عزت، مال و دولت  
سب کچھ،

نظر کس قدر ان کی محدود ہے  
جنہیں آج سب کچھ یہ ہیں چاہئے

(۳۹) جنت میں داخل ہونے کو فقط اسلام اور ایمان کافی ہے  
نواب صاحب کل فرمان

مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد کی اسپرٹ اور روح ختم کرنے  
کے لئے غیر مقلدین علماء و زعماء دین و شریعت کی عجیب عجیب تشریح کیا کرتے  
تھے گزشتہ صفحات میں آپ نے دیکھا مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے جہاد  
کے بیان و تفسیر کے سلسلہ میں کیسے کیسے گھل بولے کھلائے ہیں اور وہ جہاد کے  
معنی کی شرعی تحقیق کرتے کرتے بالآخر اس حتمی نتیجہ پر پہنچے کہ انگریز گورنمنٹ  
عہد و ناداری کا نبھانا ضروری ہے اور انگریزوں سے جہاد حرام اور بڑی  
معصیت ہے۔

نواب صاحب بھوپالی مرحوم کا بھی کچھ اسی قسم کا انداز ہے، دین و شریعت  
کی من مانی تفسیر و تشریح میں نہ ان کے بڑوں کو شرم اور نہ بھوٹوں کو حیا، ذرا  
نواب صاحب کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیے :

”جنت میں داخل ہونے کو فقط اسلام اور ایمان کافی ہے اگرچہ

اپنے وطن میں ساری عمر بیٹھا رہے اور جہاد نہ کرے۔“

یہ ہے غیر مقلدوں کا مذہب اور عقیدہ، اور مسلمانوں سے اسلامی اسپرٹ اور



جہاد کی روح ختم کرنے کی ناپاک کوشش اور غلامانہ زندگی پر ان کو قانع بنانے کی سرکار برطانیہ کے ساتھ ملی بھگت اور غیر مقلدوں کی خطرناک سازش۔

ان غیر مقلدوں کے بڑوں نے ان کو یہی سکھایا ہے کہ اسلام و ایمان کا نام لیتے رہو جنت میں چلے جاؤ گے، چاہے تمہارا کردار کچھ بھی ہو، اور چاہے تم نے اپنی زندگی سے جہاد کا فریضہ نکال دیا ہو، اسلام رسوا ہو، دین بدنام ہو، مسلمان تباہ ہوتے ہوں، اسلامی شعار کو ختم کرنے کی ناپاک سازش ہو، تم کو شہزادین سے بیگانہ اور نا آشنا بنانے کی خطرناک خفیہ اسکیمیں ہوں، تم کو تمہاری تہذیب ثقافت اخلاق و اقدار سے تنگ کر دیا جائے، کچھ پرواہ مت کرو، اپنے حق کے لئے لڑائی مت لڑو، اپنے دین کی حفاظت کے لئے جہاد مت کرو، تم مسلمان ہو تم ایمان والے ہو، تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں بلا کچھ کئے دھرے تم سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے۔

میری سمجھ میں آگیا، ہر ایک راز زندگی  
جو دل پہ چوٹ پڑ گئی، تو دور تک نظر گئی

## (۴۰) ۱۸۵۷ء کا جہاد آزادی ہڑبونگ تھا، یوقون کل جہاد تھا

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کے بارے میں نواب صاحب بھوپالی غیر مقلد عالم کا یہ بیان بھی نگاہ میں رہے :

”یہ ہڑبونگ جاہلوں کا اور بہترے مقصدوں کا اور جھگڑا یوقونوں

کا جہاد ہے، معلوم نہیں ہوتا کہ انھوں نے یہ فتویٰ کس قرآن سے نکالا

اور کون سی حدیث سے ثابت کیا۔ ص ۱۶

شہدائے مجاہدین اسلام کے بارے میں غیر مقلدوں کا یہ سفریہ کا اندازہ ان کو بے وقوف اور جاہل کہنے کی یہ گستاخی ان کے ذہن و مزاج کی صحیح ترجمانی ہے۔



غیر مقلدوں کا اکابر امت، حتیٰ کہ صحابہ کرام تک کے بارے میں یہی انداز گفتگو ہوتا ہے۔

روز قیامت یہ شہداء اور مجاہدین ہوں گے اور غیر مقلدوں کا دامن ہوگا اور جب وہ شہداء، اور مجاہدین ان غیر مقلدوں کو کھینچ کر اپنے اور ان کے ظلم کے انصاف کی داد چاہنے کے لئے حضور خداوندی میں لے جائیں گے تب ان خون شہداء کا مذاق اڑانے والوں کو اپنا انجام معلوم ہوگا، اور حاضرینِ مشر دیکھیں گے کہ ان کو سرکارِ برطانیہ کا کون سا گورنر اور کون سا لفٹننٹ اور کون سا صاحبِ بہادری دکر نے کو آتا ہے۔

جو چپ رہے گی زبانِ خیر ہو پکارے گا آستیں کا  
شاید یہ غیر مقلدین، اہلِ حدیث، علماء کتاب و سنت اس حقیقت سے واقف نہیں  
دوسروں کو ذلیل کرنے سے  
آدی خود ذلیل ہوتا ہے

## (۴۱) رعایا پروری میں حکامِ فرنگ کا مثل و نظیر نہیں

غیر مقلدین حضرات کے اکابر سرکارِ برطانیہ اور سفید چٹری والوں کے ہمیشہ نمک حلال رہے اور نمک حلالی کا حق ادا کرتے رہے، ان کی خوبیوں کے گن گاتے رہے اور برٹش نظام اور برطانوی سامراج کی خیر و خوبی کی ڈھولک بجاتے رہے، برٹش نظام نے ان سے اپنے حق میں بڑا کام لیا اور ان کو اس کا بڑا انعام دیا، کسی کو نواب بنا دیا کسی کو جاگیر دی کسی کو عہدے اور خطابات دیے، اور رہی امن و امان کی عام زندگی تو سرکارِ برطانیہ میں ان کے ہر عام و خاص کو حاصل رہی، یہی وجہ ہے کہ نواب صاحب کو برٹش سرکار میں ہر طرف امن و امان ہی نظر آ رہا تھا اور رعایا پروری میں حکامِ فرنگ کا مثل و نظیر صرف



اُسی زمانہ میں نہیں بلکہ اکثر پچھلے زمانوں میں بھی جب ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومتوں کا پرچم لہرا رہا تھا ان غیر مقلدوں کو نظر نہیں آتا تھا، نواب صاحب بھوپالی کا یہ بیان پڑھئے، اور کسی کے نمک حلال بننے کا اس سے سبق سیکھئے فرماتے ہیں :

”درستی ملک اور صفائی راہ اور رفاه عوام اور امن خلافت اور امان مخلوق

اور راحت رسائی رعیت اور آرام دہی بریت میں حکماء فرنگ کا مثل اور نظیر

اس وقت میں بلکہ اکثر اوقات میں ہرگز نہیں۔ ص ۱۸

مسلمان حکومتوں کے زمانہ میں ہندوستان کیا اور کیسا تھا اس کے لئے ناظرین کرام ہندوستانی تاریخ کا مطالعہ کریں اور پھر اس بے غرضی دینی بے حمیہ اور قوی دلی شعور کے افلاس پر ماتم کریں جس میں یہ فرقہ غیر مقلدین گرفتار تھا، اور مسلمانوں کی روشن تاریخ پر چھینٹے اڑا رہا تھا، مسلمان جماعتوں سے کٹ کر ہائے اس فرقہ کا کیا حال ہو گیا تھا اور وہ کس پستی میں جا پڑا تھا، ناظرین کو اس کا اندازہ لگ رہا ہوگا۔

چھوڑ کر اس آستان کو یہ ملی مجھ کو سزا

در بدر کہ نی پڑی خم اپنی بیشانی مجھے

ممکن ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنے حق میں میرے قلم کے تیزی کو بہت زیادہ محسوس کرتے ہوں لیکن میں اپنے ان دوستوں کو کیا بتلاؤں اور انکو کیسے اپنا زخم جگر دکھلاؤں کہ جب وہ اکابر امت مجاہدین اسلام اور اسلام کے نام پر مرٹنے والوں کے خلاف زبان و قلم چلاتے ہیں اور اسلام کی تائید اور اسلام کی صورت کو سبک کرنے کی کوششیں کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کا نام لے کر قرآن و حدیث کی تعلیمات کا ٹھٹھا اڑاتے ہیں، قرآن و حدیث جن کے ذریعہ ہم تک پہنچا ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں حتیٰ کہ صواب کرام کی شان میں بکواس



کرنے تک سے باز نہیں آتے تو پھر میرے دل کا حال کیا ہوتا ہے، میرے جگر پر  
کیسی چوٹ پڑتی ہے، میں اپنے ان دوستوں کو اپنے جگر کا یہ گھاؤ اور یہ چوٹ  
کیسے دکھلاؤں، دکھلاتا بھی چاہوں تو نہیں دکھلا سکتا۔

بہ چوٹ پڑی ہے دل پر تو، آہ لبوں تک آئی ہے  
لوں ہی چھن سے بول ٹھٹھاتاوشیشے کا دستور نہیں

(۲۲) اہلحدیث تیرہ سو سال سے چلے آ رہے ہیں  
ان میں کوئی بھی کبھی حاکم یا بادشاہ نہیں ہوا  
خاں صاحب بھوپالی مرحوم کا یہ تاریخی بیان بھی ناظرین ملاحظہ فرمائیں  
فرماتے ہیں:

اہلحدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں اس کے کسی نے کسی ملک میں  
جھنڈا اس جہاد اصطلاحی حال کا کھڑا نہیں کیا اور نہ کوئی ان میں حاکم  
یا بادشاہ کسی ملک کا بنا بلکہ سب کے سب زاہد تارک دنیا تھے، ص ۲۱

اس بیان سے کئی باتیں ناظرین کو معلوم ہوئیں

(۱) اہلحدیث کا طائفہ تیرہ سو برس سے چلا آ رہا ہے

(۲) اہلحدیثوں نے کبھی جہاد نہیں کیا

(۳) اہلحدیثوں میں کبھی کوئی حاکم یا بادشاہ نہیں ہوا

(۴) اہلحدیث تیرہ سو برس سے خاں صاحب کے زمانہ تک سب کے سب

تارک دنیا و زاہد تھے۔

”یہ کس عالم کا ہے مذکور کس دنیا کی باتیں ہیں“

اہلحدیث اپنی اس تاریخ پر جتنا چاہیں فخر کر لیں مگر کم از کم یہ مسلمانوں کی تاریخ  
نہیں ہے، یہ صحابہ کرام اور تابعین ائمہ دین محدثین و مفسرین اور مجاہدین اسلام



اور اللہ کی راہ میں سرکٹانے والوں کی تاریخ نہیں ہے، یہ تاریخ کسی مصنوعی مذہب و ملت کی تاریخ ہے، اسلام کا اس تاریخ سے کوئی واسطہ نہیں، مسلمانوں کا اس مذہب و ملت سے کوئی علاقہ نہیں ہے، مبارک ہو اہلحدیثوں کو ان کی تاریخ

وقت بس گزار لینا ہی دوستو! کوئی زندگانی ہے؟

اور اس معتبر شہادت اور تاریخی بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خلفائے راشدین میں سے کوئی بھی اہل حدیث نہیں تھا، اسلئے کہ خلفائے راشدین سب مجاہدین تھے اپنے اپنے وقت میں مسلمانوں کے حاکم تھے ان میں کا کوئی صرف زاہد و تارک دنیا نہیں تھا، دین و دنیا دونوں کی یہ قیادت کرنے والے تھے، یہ امور سلطنت کے نگران بھی تھے اور اللہ کے حضور میں سر جھکانے والے بھی تھے،

اسلام کی تھی تاریخ بہت روشن روشن تاباں تاباں

اس طرح کوئی صحابی کوئی تابعی بھی اہلحدیث نہیں تھا، اس وجہ سے کہ کسی صحابی یا تابعی کی زندگی وہ نہیں تھی جو زندگی اہلحدیثوں کی خاں صاحب بیان فرما رہے ہیں۔ مسلمان محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے والے تو شروع ہی سے بزم رزم کے سپاہی رہے، کبھی وہ خالص زاہد و راہب نہ تھے اور نہ دنیا سے کٹ کر رہنے والے تھے، وہ زندگی سے فراری نہیں بلکہ گیسوئے زندگی سنوانے والے تھے۔

غیر مقلدوں کو اپنے جس زہد پر فخر ہے یہ زہد نہیں انسانوں کی زندگی کے لئے سم قائل ہے، اور اس کی جزا بقول ماہر القادری

وہ زہد جو کہ رضا مند ہو غلامی پر

ہے ایسے زہد پر آب و ہوائے خلد حرام

خاں صاحب کو حق ہے جہاں سے چاہیں اہلحدیثوں کا وجود ثابت کریں ان کی زبان و قلم پر کوئی پیرہ نہیں لگا سکتا، مگر خدا کے لئے مسلمان بن کر



یہ سب کچھ نہ کریں، اسلام پر اور مسلمانوں پر ان کا یہ برا کرم ہوگا، اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اس سے بڑھ کر کوئی دشمنی نہیں ہو سکتی کہ ان کی روشن تاریخ کو بدنام کیا جائے۔ خاں صاحب مرحوم اگر زندہ ہوتے تو میں ان سے بعد ادب عرض کرتا

وقت ہی کو جو بدلے وہ ہے انسان عظیم  
وقت کے ساتھ بدلنا کوئی کردار نہیں

## (۲۳) سرکارِ برطانیہ کی مخالفت کسی غیر مقلد نے نہیں کی

خاں صاحب مرحوم جن کو اپنی اور اپنی جماعت غیر مقلدین کی سرکارِ برطانیہ سے وفاداری اور اطاعت شکاری و خیر خواہی کا یقین دلانا حکامِ انگریزی کو ہر فرض سے بڑا فرض تھا تاکہ غیر مقلدوں کو جو امن و عافیت کی زندگی زمانہ گورنمنٹ برٹش میں میسر تھی اس میں فرق نہ پڑنے پائے۔ اس کے لئے بہر نوع ان کی کوشش تھی کہ غیر مقلدوں کی پوزیشن گورنمنٹ برطانیہ کے سامنے واضح کرتے رہیں چنانچہ ایک جگہ وہ اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں :

ایسا آج تک نہیں پایا گیا کہ جس نے دعویٰ اتباعِ قرآن و حدیث کے سرکار سے مخالفت کسی قسم کی شہر میں کی ہو یا خود جہاد کا ارادہ یا دوسروں کو اس پر آمادہ کیا ہو، ص ۲۱  
تیری آواز مٹے اور مدینے،

ایک غیر مقلد صاحب جو بنارس کے ایک مرکزی جامعہ کے غالباً ٹیچر ہیں بڑے طنطنہ سے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں :

”انگریزوں کے خلاف جماعتِ اہلحدیث کا کارنامہ تو ایسا کھٹوس اور قابلِ فخر ہے کہ بہت سے لوگ آج تک ان کا نالہ کر کھاپی رہے ہیں۔“

(ماہنامہ محدث شمارہ جون ۱۹۷۶ء)



ہیں ان ٹیچر صاحب کے کلام پر کوئی اعتراض نہیں مگر ان ٹیچر صاحب کو یہ بتانا ہوگا کہ تم جھوٹے ہو یا تمہاری جماعت کا یہ قابلِ فخر فرزند جماعت غیر مقلدین کا مجدد اور وہ جس کا شمار عظمائے اسلام میں تھا، وہ جھوٹا تھا، تم کہتے ہو اہلِ ہدایت نے انگریزوں کے خلاف بڑا کھوس کارنامہ انجام دیا، اور تمہارا مجدد کہتا ہے کہ اہلِ ہدایت جماعت ہمیشہ سے سرکارِ برطانیہ کی ہی خواہ رہی ہے تم دونوں میں سے کس کی بات صحیح ہے، اس کا فیصلہ تم خود ہی کرو۔

ان ٹیچر صاحب کی پیدائش کا زمانہ تو آج کا ہے، جبکہ نواب صاحب بھوپالی سامراجی عہد میں جی رہے تھے اور امن و عافیت کی زندگی بسر کر رہے تھے ان ٹیچر صاحب کے مقابلہ میں ناظرین کا فیصلہ یہی ہوگا کہ نواب صاحب بھوپالی ہی کا بیان زیادہ معتبر ہوگا۔

اس بات پر مستحب ہوں محفل میں کہ میں نے  
محفل کے ہر اک شخص کو پہچان لیا ہے (۱)

(۱) جب بات ان ٹیچر صاحب کی آگئی ہے تو تھوڑی سی ان کے بارے میں بھی گفتگو ہو جائے، آجکل یہ صاحب مرکزی دارالعلوم (سابقہ) جامعہ سلفیہ (حال کا) سے نکلنے والے محدث پرچے میں ایک مضمون "گنبد کی صدا" کے عنوان سے لکھ رہے ہیں، مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صاحب نے ٹیچر کے پیچھے ہی ہیں، عقل و فہم سے بالکل عاری قلم چلانے کی ابھی گویا مشق کر رہے ہیں۔ ان کے علم و عقل کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جس فاضل صاحب کے مضمون کا یہ رد لکھ رہے ہیں ان فاضل صاحب نے یہ بتلانے کیلئے کہ غیر مقلدین کا وجود صرف صدی ڈیڑھ صدی پہلے کا ہے اور ثبوت میں جامعہ سلفیہ کی مایہ ناز مبلوغہ کتاب الانطلاق الفکری مولانا اسماعیل سلفی کا حوالہ دیا اس پر یہ ٹیچر صاحب فرماتے ہیں:

یاد رہے جس کتاب سے آپ ہم کو الزام دے رہے ہیں اگر اسی سے ہم اپنا مدعا



## (۲۳) انگریزوں کی مخالفت نقد دین کا کھونا ہے

نواب صاحب بھوپالی کا ارشاد ہے

خاں صاحب نواب بھوپالی یہ فرماتے ہوئے کہ سرکار انگریزی کی مخالفت حرام ہے اور جہالت و بے دینی کا کام ہے، اہل حدیث اس قسم کی حرکتیں نہیں

ثابت کر دیں تو پھر آپ کو مقلدانہ اپج پیج کے بغیر اسے مان لینا ضروری ہوگا۔  
ہے کچھ ٹھکانا اس حماقت کا، ان ٹیچر صاحب کو یہ کون بتلائے کہ فاضل صاحب کو تو حق مزید ہے کہ وہ آپ پر آپ کی کتابوں سے حجت قائم کریں مگر آپ کو یہ حق نہ ہوگا کہ اپنی کتابوں ان فاضل صاحب پر حجت قائم کریں، جس کو یہ معمولی عام بات بھی معلوم نہ ہو اسے شوق ہوا ہے کہ کسی فاضل کے رد میں قلم چلائے اور ان سے بڑھ کر اصحاب عقل و خرد وہ لوگ ہیں جو اس طرح کے مضمون کو اپنے پرچہ میں قسطوار بڑے شوق سے چھاپ رہے ہیں، اس مضمون کی دو قسط اب تک اچکی ہے<sup>(۱)</sup>، اور اب تک اصل مضمون کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے، صرف ضمنی چیزوں کا رد کیا جا رہا ہے۔ طویل ممل کی حماقت کا یہ پوری دو قسط اعلیٰ شاہ کا ہے، مولانا اسماعیل سلفی اور دوسرے غیر مقلدین کی عبارتوں سے فاضل حنفی کو الزام دیا جا رہا ہے۔

بریں عقل و دانش بیاید گریست

اب قادیانیوں، آریہ سماجیوں، عیسائیوں کو کھلی چھوٹ مل گئی کہ وہ اپنی کتابوں سے اہل اسلام پر حجت قائم کریں، غیر مقلدوں کو اپنی اسی عقل اور اسی علم کے بوتے پر یہ شوق ہے کہ ہم تقلید نہیں کریں گے ہم خود مجتہد بنیں گے۔ ایک غیر مقلد کا یہ کلام ٹیچر صاحب نقل کرتے ہیں:  
”جامد مقلدوں کا یہ کہنا کہ ہر مجتہد صواب پر ہے مردود اور صحیح دلیل سے دور ہے۔“

یہ کون کہتا ہے؟ بلکہ مقلد اور غیر مقلد سب صرف ایک بات کہتے ہیں کہ المجتہد بخلفی و یصیب یعنی مجتہد کے کلام میں خطا اور صواب دونوں ہوتے ہیں اور پھر یہ کیا بے وقوفی کی بات ہے کہ اگر



کرتے ہیں، انگریزوں کے خلاف ساراقتہ فساد مقلدوں (یعنی اخاف) کا کام ہے  
وہی سرکار برطانیہ کے خلاف آمادہ پے کار ہیں، اس ضمن میں اپنی یہ رائے  
عالی ظاہر فرماتے ہیں :

جاء مقلد مذکورہ بات کہے تو مردود اور غیر جابہ مقلد اگر وہی بات کہے تو نامردود آخر یہ کون سی  
منطق اور فلسفہ ہے — ایک جگہ مولانا اسماعیل سلمیٰ کا یہ کلام نقل کرتے ہیں  
” فقہاء تقلید کو واجب سمجھتے ہیں اور یہ جو نہ مانے اسے کافر کہتے ہیں “  
کس قیہ نے تقلید کے واجب نہ کہنے والوں کو کافر کہا ہے بلا حوالہ بات کہنا ہوا میں فائر کرنا ہے  
اور اپنے علم کا مرتبہ پڑھوانا ہے — ایک جگہ لکھتے ہیں :  
” اہل حدیث کی نسبت تو حدیث رسول کی طرف ہے جب سے حدیث رسول  
موجود ہے اہل حدیث موجود ہیں “

ان عقل والوں سے کون بچے، یہی بات تو اہل قرآن بھی کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اہل قرآن  
کی نسبت تو قرآن کی طرف ہے جب سے قرآن موجود ہے اہل قرآن موجود ہیں، غیر مقلدوں کے  
پاس اس کا کیا جواب ہے، اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کا یہ غیر علمی اور مقلدانہ انداز اختیار کرنے  
پر بھی یہ ٹیچر صاحب اسی خوش فہمی میں ہیں کہ ہم گنبد کی صدالکھ کو بڑا فاضلانہ اور علمی کارنامہ  
انجام دے رہے ہیں۔ .. مجتہد صاحبوں کے کیا کہنے۔

دیوبندیوں کے بارے میں یہ صاحب ایک غیر مقلد کا یہ کلام بڑے فخر سے نقل کر کے  
دیوبندیوں پر اپنی دانست میں زبردست حجت قائم کرتے ہیں۔

ہاں مگر دیوبندی ۱۸۵۷ء سے پہلے یقیناً موجود نہ تھے..... یہ فرقہ

واقعتہً جدید ہے جس کی نسبت نہ خدا کی طرف نہ رسول کی طرف نہ قرآن کی طرف نہ حدیث کی  
طرف بلکہ ہندوستان کے ایک گاؤں کی طرف ہے ” دیکھا آپ نے کتنا فاضلانہ کلام ہے  
قلم جویم لیے کو جی جاہتا ہے۔



یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کی حرکات انھیں جاہلوں سے سرزد ہوتے  
 ہیں جو اپنے دین کے علموں سے غافل اور اسلام کی خوبیوں سے جاہل  
 ہیں اور اپنی شریعت سے کنارہ کر کے مقلد ایک مذہب کے ہو رہے ہیں  
 یہ لوگ تقلید کے نشہ میں مست و مدہوش ہو کر نقد دین اپنا مفت کھوتے  
 ہیں ۔ ۲۳ اپنا چہرہ اگر تم کبھی دیکھتے  
 پھر کسی میں نہ کوئی کمی دیکھتے  
 اس بیان سے خوب واضح ہے کہ اہل مہیشوں اور غیر مقلدوں کے نزدیک

غیر مقلدوں کے مجدد و نوب صاحب بھوپالی تھے، یہ بھوپال کون سا قرآن و حدیث ہے یہ آخر  
 کون سا خدا و رسول ہے، حب کی پاک سرزمین کا یہ کون سا مقدس شہر ہے؟ شیخ اکل فی اکل  
 میاں تدریس دہلی تھے، حافظ عبد اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ غازی پوری تھے، مولانا عبد الرحمن  
 مبارکپوری تھے، جامعہ سلفیہ بنارس کے شیخ الحدیث الطوی تھے، یہ دہلی، یہ غازی پور، یہ مبارکپور  
 یہ الملو خدا و رسول اور قرآن و حدیث کی کون سی قسم ہے یا نجد و حجاز کے یہ کون سے شہر ہیں،  
 اچھا یہ بتلائیے یہ امام بخاری جو بخاری کہلاتے ہیں تو یہ بخاری کون سا خدا و رسول ہے، کہاں کا  
 قرآن و حدیث ہے، بخاری حجاز کا کون سا شہر ہے۔؟

گنبد کی صدا کے عنوان سے اب تک جو دو قسط آئی ہے اسی قسم کی بکواس سے بھر پور ہے  
 اور حنفی فاضل مضمون نگار پر غیر مقلدوں کی کتابوں سے حجت قائم کرنے کی بے وقوفی کا تجربہ  
 کیا گیا ہے، جو بالکل نیا جدید مناظرانہ اصول ہے، ماہر القادری یا داگئے فرماتے ہیں:

باطل جو صداقت سے الجھتا ہے تو الجھے

ذروں سے یہ خورشید چھپا ہے نہ چھپے گا

آئندہ قسطوں میں یہ صاحب اور کیا گل کھلاتے والے ہیں خدا ہی بہتر جانے مؤدیگ کے چاروں  
 کے ابن ہی چند دانوں سے پوری دیگ کا انداز لگ رہا ہے اور جب ان بکواسوں کا کوئی



سرکار برطانیہ کی مخالفت قطعاً حرام تھی اور برٹش گورنمنٹ اور سامراجی نظام د حکومت کے خلاف آواز بلند کرنا اپنا نقد دین کھونا تھا۔ اور اس سے یہ بھی بیتہ چلتا ہے کہ اگر ایک طرف اہلحدیث جماعت انگریزوں سے عہد وفاداری استوار کئے ہوئے تھی اور برٹش گورنمنٹ کی کاسہ لسی اپنا ملی رد وطنی و مذہبی شعار بنائے ہوئے تھی تو دوسری طرف مقلدین یعنی احناف انگریزوں کے خلاف تحریک جہاد برپا کئے ہوئے تھے جس سے انکی نیند حرام تھی۔

(۴۵) انگریزوں کے خلاف تحریک جہاد احناف نے برپا کیا تھا

نواب صاحب بھوپالی کا اعتراف

غیر مقلدین ہمیشہ سے خیر خواہان سرکار برطانیہ تھے، گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف تحریک آزادی اور استخلاص وطن کی جنگ لڑنے والے صرف مقلدین یعنی احناف تھے، اس بات کو درج ذیل عبارت میں خاں صاحب بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں :

کسی نے نہ سنا ہو گا کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا بیوفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا جتنے لوگوں نے غدر میں شرف و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسرِ عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔ ص ۲۵

چٹکیاں لیتی ہے فطرت بیخ اٹھتا ہے ضمیر  
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو

جواب نہ دے تو یہ غیر مقلدین بغلیں بجا کر خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے شاہکار مضمون کا جواب نہیں ہو سکا  
ہر بواہوس کو یہی شوق ہوتا ہے کہ اہل علم اسکی بکواسی غیر ملی تحریک کا ضرور جواب دیں۔



یہ ہے غیر مقلدوں کے امام و مجدد کی وہ تاریخی شہادت جس پر پردہ ڈالنے کے لئے غیر مقلدین نے نواب صاحب کی اس کتاب ہی کو غائب کر دیا تھا ہندو پاک کے کتب خانوں میں تلاش کرنے سے بھی یہ کتاب نہیں ملتی۔ غیر مقلدین کے قدیم مدارس میں ممکن ہے کہ اس کا پرانا نسخہ ہو مگر وہ کسی کو دکھاتے نہیں اور وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں اس لئے کہ اس کتاب میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ سرکار برطانیہ کے زیر سایہ اور برٹش گورنمنٹ کی حمایت میں ان غیر مقلدین کی جماعت کی کیا ریشہ دوانیاں تھیں، ان کے کیا کارنامے تھے، ان کے سیاہ کرکوت کی شکل کتنی گھناؤنی تھی۔ وہ مجاہدین جنگ حریت کو کس نام سے یاد کرتے تھے ان کے نزدیک انگریزوں سے جنگ کرنا والے نہ موصد تھے نہ صاحب ایمان تھے نہ دین و شریعت کے متبع تھے، نہ اسلام کی تعلیمات سے واقف کار تھے۔ بلکہ سب کے سب ایک مذہب خاص کی پیروی کرنے والے مقلدان مذہب حنفی تھے۔

اس لئے غیر مقلدین نے باہم مشورہ کر کے اس کتاب کو حوام کے ہاتھوں سے اس آزاد ہندوستان میں دور کر دیا تاکہ ان کی عزت و آبرو کا برسر عام نیلام نہ ہو۔ اور یہ دوسروں کو فریب اور دھوکا دینے کیلئے۔ جنگ آزادی میں اہلحدیث علماء کا حصہ، نای جیسی کتابیں لکھا کریں اور اپنی اس جماعت کو جو ہمیشہ سے انگریزوں کی کاسہ لسی کرتی رہی جنگ آزادی کا عظیم پیوت ثابت کریں۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم مگر دفریب کی زندگی بڑی خطرناک ہوتی ہے اور یہ زندگی صرف چند روز ہوتی ہے، تاریخ اپنے کو منوالیتی ہے، حقائق پر زیادہ دنوں تک پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔

حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی

ان مجاہدین آزادی کو غیر مقلدین کے اکابر جو چاہیں کہہ لیں اپنے اپنے معیار نظر کی بات ہے، احناف اور مقلدین کو جتنی چاہیں گالیاں دے لیں یہ بھی اپنے اپنے



طرف اور حوصلہ کی بات ہے، مگر ان گالیوں طعنہ زنیوں کے بیچ سے بہر حال یہ حقیقت چمک چمک کر ابھر رہی ہے کہ غیر مقلدین کو آزادی کی زندگی سے غلامی کی زندگی زیادہ پسند تھی۔ اسی وجہ سے وہ مجاہدین وطن کے خلاف انگریزوں کی پراغتماد ذریعہ بنے ہوئے تھے، یہ بھی اپنے اپنے ضمیر کی بات ہے۔

ہم نے ہر شخص کا معیار منظر دیکھ لیا  
علامہ اقبال بڑے حکیم و دانائے تھے کیا خوب فرما گئے :  
میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو  
نہیں ہے بندہ حر کیلئے جہاں میں فراغ

## مذہبِ حنفیہ ایک بڑی بلا ہے (۴۶)

خاں صاحب فرماتے ہیں سرکار انگریزی کی غدارا خانات تھے اور یہ حنفی مذہب بڑی بلا ہے، خاں صاحب کے الفاظ حنفی مذہب کے بارے میں یہ ہیں :  
مذہب حنفیہ یا مذہب بین بین ایک بڑی بلا ہے۔ ۲۹

حنفی مذہب کے خلاف خاں صاحب مرحوم زندگی بھر برٹش گورنمنٹ کو اسی طرح کی باتیں لکھ لکھ کر بھڑکاتے رہے اور اپنی وفاداری کا انگریزوں کو یقین دلاتے رہے، حنفی مذہب عام طور پر بلا ہو کہ نہ ہو مگر غیر مقلدین کیلئے واقعہً ایک برائی ہے، یہ چاہتے ہیں کہ اس بلا کو ختم کر دیں مگر

بیکھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دنیا کا دو تہائی مسلمان اس بلا میں گرفتار ہے، اور بیشتر ممالک مسلم میں مذہب حنفی رائج ہے آخر غیر مقلدین اس بلا سے چھٹکارا حاصل کر بھی کیسے پائیں گے۔

بس اس پر ہے برہم زمانہ عزیز اسکی تصویر اسکو دکھادی گئی



(۴۷) غیر مقلدین سب مذہبوں سے آزاد ہیں

خاں صاحب بھوپالی غیر مقلدین کے مجدد فرماتے ہیں :

” ہمارا تو یہ حال ہے کہ ہم سب مذہبوں سے آزاد ہیں۔“ منہ ۲  
جی ہاں ہم مقلدین بھی غیر مقلدین کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہیں مگر  
ضمیمہ بیچ کے مل جائے دولت کو نہیں  
تو اس زوال کو لٹھ ارتقا نہ کہو

(۴۸) غیر مقلدوں کی آزادی کی مذہب ہی ہے جو انگریزی سرکار  
کی مرضی تھی

نواب صاحب بھوپالی مرحوم کی یہ تاریخی شہادت بھی ناظرین نوٹ کر لیں  
فرماتے ہیں :

یہ لوگ (یعنی اہلحدیث) اپنے دین میں وہی آزادی برتتے ہیں  
جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا خصوصاً دربار  
دہلی میں جو سب درباروں کا سردار ہے۔ منہ ۲

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ ان نام کے اہلحدیثوں کا وجود جو آج اپنا رشتہ زبردستی  
اور نہایت بے حیائی سے کتاب و سنت سے جوڑ رہے ہیں اور اپنے وجود کی تاریخ  
تیرہ سو برس سے بکھار رہے ہیں، ہندوستان میں کس طرح ہوا۔

میں نے اپنے ایک مضمون کے حاشیہ میں ایک جگہ لکھ دیا اور ان کتاب  
ترجمان و بابیہ کے حوالہ سے لکھا :

حقیقت میں انگریزوں نے ہندوستان کے عام مسلمانوں میں  
آفریقہ پیدا کرنے اور پھیوٹ ڈالنے اور انگریزوں کے خلاف انکی



جدوجہد اور طاقت کمزور کرنے کیلئے اس فرقہ کو کھڑا کیا۔

(الماثر شمارہ نمبر ۳۱۶)

تو غیر مقلدین کی جماعت آپے سے باہر ہو گئی، یہی بات اگر ان کے مجدد نواب صاحب بھوپالی لکھیں تو یہ اس کو پی جائیں اور گوارا کر لیں اور اگر یہی بات نواب صاحب نور انسر مرتدہ کے حوالہ سے کوئی دوسرا کہہ دے تو غیر مقلدوں کی جماعت آسمان سر پر اٹھالے، آخر یہ دور خاپن کیوں؟

بہتر ہے کہ غیر مقلدین اپنے وجود کی تاریخ کی جو حقیقت ہے اس کو تسلیم کر لیں تاکہ مزید رسوائی نہ ہو۔

وہ جن کے جسم پر پھرے بدلتے رہتے ہیں  
انہیں بھی منہ ہے کہ انکا بھی احترام کروں

(۳۹) غیر مقلدین سرکار برطانیہ کی موافقت والے رسائل  
و فتاویٰ حاصل کر کے شائع کرتے تھے

انگریزی دور میں غیر مقلدوں سے ایک بڑا کارنامہ جو انگریزی گورنمنٹ کے نزدیک ان کی خیر خواہی گورنمنٹ کا شاہد عدل ہوا کرتا تھا اور جس کو وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتی تھی اور غیر مقلدین کا طبقہ بھی اس کا حوالہ دے دے کہ گورنمنٹ سے بڑے بڑے فائدے اٹھاتا تھا یہ تھا کہ گورنمنٹ کے اشارے پر بعض زر خرید لوگ گورنمنٹ کی حمایت میں قوی دیا کرتے تھے اور رسالے لکھا کرتے تھے اس میں زیادہ تر یہی - اہلحدیث - لوگ تھے ان فتاویٰ و رسائل کو یہ غیر مقلدین کی جماعت ابدان کے اکابر عوام میں پھیلا یا کرتے تھے اور اس طرح وہ عوام کو مجاہدین حریت سے کاٹنے کی ناپاک کوشش کرتے تھے  
نقد ایساں کا خوب سودا کیا :- دین بیپا کے تاجروں کی طرح



کلکتہ کے ایک مجسٹریٹ صاحب تھے انھوں نے سرکار انگریزی کی موافقت میں کچھ فتاویٰ جمع کئے تھے، ان فتاویٰ میں یہ بات بطور خاص تھی :  
 • کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے اور کسی شخص کو  
 حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں  
 شک نہ رہے۔

یہ فتاویٰ ایک رسالہ کی صورت میں انھوں نے سرکار برطانیہ کے اشارے پر طبع کر کر شائع کیا تھا، نواب صاحب بھوپالی نے بھی اس رسالہ کو بطور خاص منگوا کر ملک میں بڑی تعداد میں شائع کر کے پھیلایا۔ نواب صاحب کے اس کارنامے کی نمک خواران برطانیہ نے بڑی سراہنا کی تھی، چنانچہ اسی کتاب ترجمان دہلیہ میں اپنی اور اپنی جماعت غیر مقلدین کی اطاعت گزاری سرکار برطانیہ سے وفاداری اور نظام سرکار انگریزی کی بقا میں خیر خواہانہ جدوجہد کے ثبوت کے طور پر ان فتاویٰ والے رسالہ کی اشاعت پر جو جماعت غیر مقلدین اور نواب بھوپالی کی سراہنا ہوئی تھی۔ فاضل صاحب نے اس سراہنا کو بطور خاص نقل کیا ہے۔ وہ سراہنا یہ ہے:

• ہمارے بھوپال میں جناب مستطاب معالی القاب فاضل اجل عالم اکمل محدث باکمال مفسر بے مثال حضرت نواب والا جاہ امیر الملک سیہ محمد صدیق حسن خاں بہادر دام اقبال نے اس رسالہ کو پسند فرما کر حکم دیا کہ اسکو اچھی طرح شائع کر میں اور حضور موصوف نے خود بھی اس مسئلہ کو نہایت تحقیق و اعتیاد اپنی کئی کتابوں میں بصراحت تمام تحریر فرمایا ہے جس میں حیثیت موجودہ پر سرکار انگریزی کی مخالفت کو قطعاً ناجائز لکھا ہے، اور جن علمائے متقدم نے مثل شاہ عبدالعزیز صاحب دغیرہ کے تاویلات دیگر اس کے خلاف اپنا مسلک اختیار کیا ہے ان تاویلات کو نہایت عمدگی سے علمدہ کیا ہے ص ۴



یہ عبارت پیچ پیچ کر بول رہی ہے کہ سرکارِ برطانیہ میں غیر مقلدین کا کیا کردار رہا ہے۔

اپنی زباں تو بند ہے تم خود ہی سوچ لو  
 پڑتا نہیں ہے یوں ہی ستمگر کسی کا نام  
 جس سرکارِ برطانیہ کے خلاف مجاہدین نعرہ حق بلند کر رہے تھے مسلمان  
 رہا نہیں کا گروہ کا گروہ سر پر کفن باندھے اس سے پنجہ آزما کر رہا تھا گویا  
 کھا رہا تھا، تختہ دار پر لٹک رہا تھا، کالا پانی بھیجا جا رہا تھا اور دین و ملت  
 کی آبرو کھیلے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہا تھا اور سر فروشان راہِ حق  
 زبانِ حال سے یہ کہہ کر

آپ کیا پوچھتے ہیں قیمت خود داریِ دل  
 ساری دنیا کی بھی دولت مجھے منظور نہیں

سامراجی استبداد کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کر رہے تھے، غیر مقلدین ان  
 راہِ حق کے پروانوں کے خلاف فتوے شائع کر رہے تھے، ادران کے بڑے ان  
 مجاہدین کے جہاد کو ناجائز اور حرام بتا رہے تھے، اور اپنے ضمیر کا محض دتیا کی  
 چند روزہ عافیت کی زندگی کی خاطر سودا کر رہے تھے

ذروں کے جگ چیرے تاروں کے نقاب الٹے

خود اپنی ہی حقیقت کو نادان نہ پہچانے

اور آج کا یہ طائفہ غیر مقلدہ، بڑی ڈھٹائی اور شرم و حیا کو بالائے طاق  
 رکھ کر یہ دھوئی کرتا ہے کہ وطن عزیز کو برطانوی سامراج کے جنگل سے چھڑانے  
 کیلئے اس کی جماعت کا بڑا ہاتھ رہا ہے، جن کے اکابر کی انگریزوں کے تلوے  
 چاٹنے عمر بیت گئی آج انھیں اکابر کو جنگ آزادی کا سب سے بڑا سیاہی  
 بنا کر اور انگریزوں کا سب سے بڑا دشمن بنا کر آزاد ہند کے آج کے سماج میں



غیر مقلدین کا یہ طائفہ اپنا بھی ایک مقام بنانا چاہتا ہے۔  
 رہنمائی کا تمہیں شوق مبارک لیکن  
 تم چلے بھی ہو کسی راہ میں گام کہیں؟

## (۵۰) غیر مقلدین خالص اہلسنت و الجماعت ہیں

نواب صاحب بھوپالی فرماتے ہیں:

سارے جہاں کے مسلمان دو طرح پر ہیں ایک خالص اہلسنت  
 و جماعت جن کو اہل حدیث کہتے ہیں، دوسرے مقلد، وہ چار

گروہ ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ ص ۵۲

راہ کیلئے کہتے ہیں آپ کے خالص اہل سنت و جماعت ہونے کے، آپ کہتے ہیں  
 کہ صحابہ کا قول و عمل حجت نہیں، اور آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں، آپ  
 اجماع کا انکار کرتے ہیں، اور آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں، آپ بہت  
 سے مسائل میں شیعوں کے معتقدات کے ہم نوا ہیں، اور آپ خالص اہل سنت  
 و جماعت ہیں، آپ آنحضرت کی قبر کی زیارت کیلئے سفر کرنے کو حرام کہتے ہیں  
 اور آپ خالص اہلسنت و جماعت میں، آپ ایک مجلس کی تین طلاقیں کو  
 ایک کہتے ہیں اور آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں آپ استعانت بغیر اللہ کرتے ہیں

ابن قیم مددے قاضی شوکان مددے

کا ورد کرتے ہیں اور آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں، آپ سلف امت  
 کی توہین کرتے ہیں اور آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں۔

راہ رے آپ کا خالص اہلسنت و جماعت ہونا۔

تفس کو آشتیاں کہہ دیں اگر لوگ

بدل جائے گا مفہوم تفس کیا؟



امت مسلمہ اور جمہور اہل اسلام کی شان میں یہ گستاخی کہ انکو آپ نے خالص اہلسنت و جماعت سے نکال دیا اور پھر بھی آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب پر ایک طرف سے ہاتھ صاف اور آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں۔

منہ کے مسٹھے، دل کے کھوٹے، جان کے وہ دشمن نکلے

اس دنیا میں جنکو ہم نے سمجھا تھا غمخوار بہت

اگر غیر مقلدین کو یہی ہو س ہے تو چلے یہی سہی

میں نے ہر غم کو کر لیا ہے قبول

آپ کی ہر خوشی گوارہ ہے

مگر اتنا عرض کروں گا اور یہ مخلصانہ عرض ہے کہ اگر غیر مقلدین کو یہی شوق

ہے کہ وہ خالص اہلسنت و جماعت رہیں تو صحابہ کرام کے بارے میں وہ اپنا عقیدہ

درست کر لیں، اولیاء اللہ کے بارے میں وہ اپنی زبان ٹھیک کر لیں، ائمہ

دین کے بارے میں وہ بد زبانی نہ کریں مجتہدین امت کو وہ گالی دینا چھوڑ دیں

غازیان اسلام پر وہ تہمت تراشی نہ کریں اور سب سے بڑی بات ہے کہ وہ

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو اسلاف امت کی تفسیر و بیان کی روشنی میں سمجھنے

اور اس پر عمل کرنے کا شیوہ اپنائیں، جس آیت قرآنی کی جس طرح چاہا تفسیر

کر ڈالا اور جو چاہا اس کا مطلب بیان کر دیا۔ جس آیت و حدیث کو چاہا لے لیا اور

جس کو چاہا محض اتباع آباء و اجداد اور اتباع ہوی میں چھوڑ دیا، یہ کسی اہلسنت

و جماعت کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ خالص اہل سنت و جماعت ہونے کی ہوس

رکھتا ہو۔

جاچنے اور پرکھنے والے تو آپ کو آپ کی عملی زندگی سے جانچیں گے اور

پرکھیں گے کہ آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں کہ خالص اہل بدعت۔ اپنا عمل



درست کر لو، اپنا عقیدہ درست کر لو اور پھر دیکھو کہ ہم تم کو خالص  
اہل سنت و جماعت تسلیم کرتے ہیں کہ نہیں۔ ہائے  
ہائے ناراض ہو گئے کتنے  
ایک ذرا آئینہ دکھانے سے

---

حاشیہ مشہد کا  
(۱) اب جبکہ میں اپنی اس کتاب کی کتابت شدہ کاپیوں پر نظر ڈال رہا ہوں اس مضمون گنبد  
کی صدا کی دس قسطاں آچکی ہے مگر کہاں یہ ہے کہ اصل مضمون کا رد صاحب گنبد کی صدا سے  
نہیں ہو چکا ہے، اور جب سے میری کتاب "مسائل غیر مقلدین" منظر عام پر آئی ہے  
جس طرح تمام جماعت اہل حدیث میں گہرا سٹ طاری ہو گئی ہے، گنبد کی صدا والے صاحب  
کا بھی قلم تھرا گیا ہے، اور بعد کی قسطوں سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ "آمد" ختم ہو چکی ہے  
اور اب صرف "آورد" ہے۔ ہائے غیر مقلدین کی بیچارگی درد ماندگی۔



## کتاب لکھنا دینی عمل نہیں ہے

ایک بڑے جامعہ کے ایک بڑے قابل صاحب فرماتے ہیں :  
 ” کتاب لکھنا کوئی دینی عمل نہیں ہے جسے حلال و حرام کے پیمانے  
 سے ناپا جائے “ (محدث اگست ۱۹۶۷ء)

اچھا یہ نئی بات معلوم ہوئی۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ امام بخاری، امام مسلم  
 اور دیگر محدثین و فقہاء نے جو کتابیں لکھی ہیں، وہ سب بے دینی کام تھا، شیخ الاسلام  
 ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی کی کتابیں سب بے دینی عمل سے وجود میں آئی ہیں،  
 شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ مولانا میاں صاحب نواب صاحب بھوپالی حافظ عبد اللہ صاحب  
 محدث غازی پوری مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوری شیخ ابن باز وغیرہ نے جو  
 کتابیں لکھی ہیں انہوں نے دینداری کا کام نہیں بے دینی کام کیا ہے، اور غیر مقلدین  
 کے مدارس و معابد میں جو دارالتالیف و التصریف قائم ہے ان کا تعلق دینداری  
 سے نہیں ہے نہ دینی و شرعی عمل سے ہے۔

اور جب کتاب لکھنا دینی عمل نہیں ہوگا اور اس کو حلال و حرام کے پیمانے سے  
 نہیں ناپا جائے گا تو جو اس وقت دنیا میں بخش لٹریچر کاسیلاب پھیلا ہوا  
 ہے نہ اس کو حرام و حلال کے پیمانے سے ناپا جائے گا اور نہ اس کو بے دینی کا کام  
 شمار کیا جائیگا۔ بلاوجہ دنیا میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسریٰ کے خلاف مسلمانوں  
 نے شور مچا رکھا ہے، ان دونوں نے کتاب لکھ کر نہ دینداری کا کام کیا ہے اور  
 نہ بے دینی کا اور نہ حلال کا اور نہ حرام کا، جو لوگ ان دونوں  
 کے کاموں کو حلال و حرام کے پیمانے سے ناپ رہے ہیں وہ بقول ان قابل  
 صاحب کے جھک مار رہے ہیں۔

• این قدرہ : تو ان قابل صاحب کی عقل ہے اور دعویٰ کریں گے



بستہ جئے گا، امام ابوحنیفہ کی تقلید نہیں کریں گے، امام مالک کی تقلید  
 نہیں کریں گے، امام شافعی کی تقلید بھی حرام ہو گی اور امام احمد کی تقلید  
 سے بھی روک دینا ہو گا، اس علم و فضل کے ساتھ دلوں سے علم کا فروغ  
 اور ابستہ کا پتہ اور کتاب و سنت کا خوب کئے کا دعویٰ۔

رہے ہیں یہ ہم سے کہ اتنا تو جو مسلم  
 کچھ فضل ہے، کچھ علم ہے کچھ فہم ہے



## اس دور میں جہاد نہیں ہو سکتا

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاد قیامت تک کے لئے ہے، جب کبھی بھی باطل طاقتیں اسلام پر حملہ آور ہوں گی مسلمانوں کو ان طاقتوں سے جہاد کرنا ہے، سارے مسلمان کا اس پر اتفاق ہے، تمام اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے، یہ ایک ایسی واضح اور روشن حقیقت ہے کہ کسی مسلمان کو اس میں تردد و شک نہیں، اور آج تک مسلمانوں نے اپنے اسی عقیدہ پر عمل کیا ہے اور تاریخ عالم میں انھوں نے اپنے مجاہدانہ کارناموں کے تابندہ نقوش چھوڑے ہیں۔

مگر واہ رے غیر مقلدین کی جماعت جو خالص اہل سنت و جماعت ہے اس جماعت نے اپنی دیرینہ عادت کے مطابق اس مسئلہ میں بھی اسلاف امت کے عقیدہ مسلک سے الگ اپنا عقیدہ و مسلک بنایا، اور نہایت بے غیرتی و بے حیائی سے اپنا دین و ایمان انگریزوں کے ہاتھ گردی رکھ کر اس کے اکابر نے اس زمانہ میں جہاد کی منسوخی کا اعلان کر دیا اور اس کیلئے بہانہ یہ بنایا کہ اس زمانہ میں کیا بلکہ صدیوں نے جہاد کیلئے جو شرائط ہیں وہ مفقود ہیں خاص طور سے امام و حاکم کا قرشی ہونا اس وجہ سے جہاد کا حکم اس وقت منسوخ ہے، اور جن لوگوں نے انگریزوں سے جہاد کیا تھا انھوں نے حرام کا ارتکاب کیا تھا۔

چنانچہ اس سے پہلے اسی کتاب میں آپ معلوم کر چکے ہیں کہ اہلحدیثوں کے بہت بڑے عالم مولانا محمد حسین بٹالوی نے خاص اسی منسوخی جہاد کے مسئلہ میں بایمانے سرکار برطانیہ ایک مستقل رسالہ ہی "الاقتصاد" کے نام سے تحریر فرمایا تھا اب سنئے نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی نور اللہ مرقدہ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں، مولانا محمد حسین بٹالوی کے مقابلہ میں نواب صاحب کا فرمان زیادہ اہمیت اور زیادہ قیمت رکھتا ہے اسلئے کہ وہ جماعت غیر مقلدین میں مجددیت



کے عہدہ پر سرفراز تھے، نواب صاحب شرائط جہاد کیا کیا ہیں انکو ذکر کر کے فرماتے ہیں :

سوان صفات کا امام سیکڑوں برس ہے دنیا میں مفقود ہے، اللہ

شرائط بالکل معدوم۔ ۵۲

اور پھر نواب صاحب اس پر یہ نتیجہ مستخرج کرتے ہیں :

غدر میں جو لوگ سرکار انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی، وہ جہاد

نہ تھا فساد تھا۔ ۵۳

اور یہ بھی نواب صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں :

یہ بغاوت جو ہندوستان میں بنانا غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان

لوگوں کا کام ہے جو اصل دین اسلام سے آگاہ نہیں۔ ۵۴

بادک نے تیرے صید نہ چھوڑا زماٹنے میں

ترپے ہے مرغ قبل نما آشیانے میں

اسلام کے اس شمار اعلیٰ جہاد کے بارے میں دیکھا آپ نے غیر مقلدوں کے اکابر و اعظم کا عقیدہ و مسلک کیا رہا ہے، اگر ان اکابر کی یہ بات تسلیم کر لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خلفائے راشدین کے بعد کی جتنی جنگیں کافرا توام سے مسلمانوں نے کیں ان میں کی کوئی ایک جنگ بھی شرعی جہاد نہ تھی بلکہ مسلمانوں نے بلاوجہ غیر مقلدوں کے الفاظ میں مفسدہ برپا کر کے اپنی گردنیں ایک غیر شرعی و غیر دینی کام میں کھولتے رہے، وہ جنگیں جن کو صلیبی جنگ کہا جاتا ہے، اور جن جنگوں میں صلاح الدین ایوبی عیسیٰ سلاطین اسلام نے پرچم جہاد بلند کر کے عیسائیوں کے چھکے چھڑا دیے اور بیت المقدس کی بازیابی کا کارنامہ انجام دیا، جن جنگوں میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور عز بن عبد السلام عیسیٰ اسلامی علوم و فنون کے بکھرنا پیدا کناروں نے واد شہادت دی، غیر مقلدین کے عقیدہ و مسلک اور ان کی دینی سمجھ بوجھ کے مطابق ان تمام مہاجرین اسلام اور علمائے اسلام کا کفار سے محاربہ و مقابلہ شرعی جہاد نہ تھا، اور



اسلام کی خلفائے راشدین کے بعد کی پوری تاریخ میں نہ کوئی مجاہد ہوا اور نہ کسی نے شہادت کا مقام بلند حاصل کیا ہے۔

یہ ہے غیر مقلدوں کا دین، ان کا مذہب، ان کا عقیدہ ان کا ایمان ان کی حیات دینی و غیرتِ اسلامی اور یہ ہے تاریخ اسلام کے بارے میں امکانِ نظریہ۔  
 ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کا نہیں نایاب ہیں ہم  
 میں جب غیر مقلدین حضرات کے بڑے بڑے دعووں کو ان کی کتابوں میں پڑھتا ہوں  
 تو حیران رہ جاتا ہوں کہ وہ لوگ جن کا حال یہ ہے کہ  
 نہ معرفت نہ بصیرت نہ عصمت کردار

آخر ان میں کتنی جرأت دہمت ہے کہ وہ اتنے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں، کیا انھوں نے تنہائی میں بیٹھ کر اپنے بارے میں کبھی سوچا ہے کہ وہ کیا ہیں، میرا اپنا تجربہ ہے کہ جو لوگ احساسِ کمتری میں مبتلا ہوتے ہیں وہ ہی لمبے چوڑے دعوے زیادہ کرتے ہیں، حال کے غیر مقلدین کو شروع سے یہ احساس ہے کہ ان کا تعلق مسلمان فرقوں سے اور مسلمان فرقوں کا تعلق غیر مقلدین فرقہ سے بیگانگی اور اجنبیت کا رہا ہے مسلمانوں کے جمہور نے کبھی غیر مقلدین کو دل سے قبول نہیں کیا اور یہ فرقہ ہمیشہ سے مسلمان فرقوں سے الگ کٹ کر زندگی بسر کرتا رہا ہے، اسکی وجہ سے ان غیر مقلدوں میں زبردست احساسِ کمتری پیدا ہو گیا، اب اس احساس کو ختم کرنے کے لئے جب ذرا سودی عرب کے نجدیوں و شیوخ کے طفیل ان کا معیار معیشت بلند ہوا تو ان کی زبانوں پر بلند دعوے آنے شروع ہوئے، اور اپنے سپر طاقت ہوئے کا احساس ان میں جاگا۔

مگر کیا محض ان دعووں کی بنیاد پر مسلمان ان کو قبول کر لیں گے، مجھے اس کا یقین نہیں، اسلئے کہ اصل مسئلہ عقیدہ و مذہب کا ہے، جب تک کہ یہ غیر مقلدین اپنا عقیدہ اور مسلک درست نہیں کریں گے، صحابہ کرام اور اسلاف امت کے



بارے میں ان کا ذہن صاف نہ ہو گا اور جب تک یہ جمہور اہل اسلام کو گالیاں دیتے رہیں گے مسلمانوں میں ان کو عمومی مقبولیت حاصل نہیں ہو سکتی، سو دیوں کی دولت ان کا معیارِ معیشت اور معیارِ زندگی تو بلند کر سکتی ہے مگر ان کو مسلمانوں میں عزت کا مقام نہیں دلا سکتی۔

نیت بد ہے تو کار نیک سے حاصل ہے کیا  
جاگتے ہیں دزد بھی مثل نگہباں رات بھر

## جہاد کرنے والے بادشاہِ محدث تھے

غیر مقلدین کے اکابر گورنمنٹ برطانیہ کی رضا جوئی میں اور ان کو خوش کرنے کی خاطر قعرِ مذلت کی کس اتہا کو پہنچ چکے تھے اس کا اندازہ نواب صاحب بھوپالی کے اس بیان سے لگائیے فرماتے ہیں :

جو بادشاہان اسلام اپنے مخالفوں سے مل کر لڑائی کرتے تھے وہ محدث (اس کا ترجمہ غیر مقلدین اور نواب صاحب کے نزدیک اہلِ حدیث ہے) نہ تھے بلکہ متعبد کسی ایک خاص مذہب کے تھے۔ ص ۵۵

گورنمنٹ برطانیہ کو مقلدین کے خلاف بھڑکانے کا مکروہ ترین انداز، سفلی طریقہ، ناظرینِ کرام اندازہ لگائیں کہ غیر مقلدین کی تاریخ کتنی سیاہ ہے۔

دل صاف ہو تو زہر اگلتی نہیں زباں

روشن چراغ سے کبھی اٹھتا نہیں دھواں

مقلدین تو گورنمنٹ برطانیہ کے عتاب کا شکار ہو ہی رہے تھے، مگر مقلدوں کے خلاف جذبہ انتقام میں مزید شدت پیدا کرنے کے لئے اور جلتی آگ میں تیل ڈالنے کی خاطر گورنمنٹ برطانیہ کو مسلمانوں کی پرانی تاریخ یاد دلانے



کافریتھ "الہدیت" اکابر نہایت خلوص کے ساتھ انجام دے رہے تھے،  
ان غیر مقلدوں اور خالص اہل سنت و جماعت "لوگوں کو معلوم  
نہیں کہ مقلدین کا کردار کبھی یہ نہیں رہا۔

دل کسی کے لئے سر کسی کے لئے

یہ زندگی غیر مقلدوں ہی کو مبارک، مقلدین نے بلاشبہ اسلام کے خلاف  
جب بھی باطل کھڑا ہوا، اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنا سینہ آگے کر دیا اور  
اس کے چھلکے چھڑا دیئے، انگریزی سامراج میں بھی مقلدین کا یہی رول اور  
یہی کردار رہا اور آج ہندوستان کی تاریخ کا ورق ورق اسکا گواہ ہے اور  
غیر مقلدین کی مجاہدین مقلدین کے خلاف کوئی سازش بھی ان کے پائے ثبات  
میں لغزش پیدا نہ کر سکی نہ ان کے عزم جہاد کو ٹھنڈا کیا نہ انھوں نے اپنے  
دقار جنون پر کبھی کوئی حرف آنے دیا مقلدین کو حق ہے کہ کہیں اور فخر سے  
کہیں

درکار ہوگی جب بھی کردار کی بلندی  
ڈھونڈیں گے نقش ہستی اہل نظر ہمارا

گورنمنٹ برطانیہ کے سامنے غیر مقلدین کی سپردگی

خاں صاحب بھوپالی مرحوم گورنمنٹ برطانیہ کو بار بار اس بات کا یقین  
دلالتے ہیں کہ الہدیت

کے دین میں حکومت حاصل کرنے کی فکر کرنا . . . . . سخت گناہ

اور حرام ہے۔ مٹ

حصول حکومت کی فکر کرنے کو اور زمین میں فساد ڈالنے کو ہم لوگ  
سخت گناہ جانتے ہیں۔ مٹ



کوئی فرق زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن و آسائش رعایا کا  
اور قد رشناس بند و بست گورنمنٹ کا اس گروہ (غیر مقلدین)  
سے نہیں ہے جو اپنے کو اہل سنت و حدیث کہتا ہے اور کسی مذہب  
خاص کا مقلد نہیں ہے۔ ص ۵

ٹوب جانا تو کوئی بات نہیں ہے لیکن  
باعثِ شرم ہے طوفاں سے ہراساں ہونا

اور

ذہنیت کے غلام اے راہی  
سب کے بڑھ کر غلام ہوتے ہیں

اور جگر مراد آبادی کا یہ شعر بھی

روشن دھڑکا ہر نقش پکارے گا مجھے  
یہ نہ سمجھو کہ مجھی تک میرا افسانہ ہے

اور اب میں نواب صاحب کی ترجمان و نابہ سے سر دست رخصت لیتا ہوں  
اگر میرے بھائی غیر مقلدین حضرات مناسب سمجھیں شاعر مشرق علامہ اقبال کے  
اس شعر پر غور کریں

یہ بندگی خدائی وہ بندگی گدائی  
یا بندہ خدا بن یا بندہ زمانہ

آپ کے سامنے ترجمان و نابہ اور الاقتصاد کے یہ تمام بیانات ہیں  
ان کو ملاحظہ ایک بار اور کر لیں، اس کے بعد ذرا ایک غیر مقلد صاحب کا یہ بیان  
بھی پڑھ لیجئے۔

چونکہ برصغیر میں انگریزوں کے خلاف جہاد کے تعلق سے جماعت اہلحدیث  
کی تاریخ بے حد روشن اور قابل فخر ہے۔ (محدث بنارس جولائی ۱۹۱۷ء)



خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد  
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے  
یہ قابل فخر اور بے حد روشن تاریخ غیر مقلدوں کو مبارک ہو

## دیوبندی مبراہن میں

مولانا محمد اسماعیل سلفی وزیر آبادی فرماتے ہیں :  
.. قاضی شہار احمد رحمۃ اللہ علیہ آج کے دیوبندیوں کی طرح مبراہن نہیں  
تھے، آج دیوبند کے بعض بعض بڑے علماء کا میلان بریلویت کی طرف  
زیادہ ہے، انکی کوشش ہوتی ہے کہ وہ بریلوی جماعت کو خوش رکھیں  
انکی بریلویوں کو خوش رکھنے کی خواہش اہل توحید اور اصحاب سنت  
کو خوش رکھنے کی خواہش سے زیادہ ہے۔ (الانطلاق الفکری ص ۱۲)  
میں کیا عرض کروں کہ مولانا اسماعیل سلفی بیچارے کو شاید دیوبند اور علمائے  
دیوبند کی تاریخ معلوم نہیں، علمائے دیوبند نے ہمیشہ باطل فرقوں کا اپنی پوری  
طاقت اور اپنے پورے ذرائع اور وسائل سے مقابلہ کیا ہے، قادیانیت کا ہندوستان  
میں علمائے دیوبند نے پاؤں نہ جمنے نہیں دیا، بریلویت کے قلعہ پر اتنی زوردار  
بمباری کی کہ وہ بیچارے علمی میدان کے آدمی باقی نہ رہے، منکرین سنت کو  
ان کے گھروں میں ڈھکیں دیا، مودودیت کے سیلاب تند و تیز پر بند لگا دیا۔  
اور چونکہ اس وقت غیر مقلدیت کا فتنہ بھی اپنے پورے شباب پر ہے  
اور سعودی و نجدی شیوخ کی دولت سے فائدہ اٹھا کر غیر مقلدیت کے ہند دیاک  
میں پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے ہیں اس وجہ سے علماء دیوبند کو بھی انکے  
مقابلہ میں آنا پڑا۔

کسی باطل فرقہ سے مبراہنت کی بات نہیں ہے بلکہ حسب ضرورت و حسب



موقع علمائے دیوبند اپنی کوشش جاری رکھتے ہیں، اور الّا ہم فالّا ہم کا اصول ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔

اس وقت ہندوپاک میں سب کے بڑا فتنہ اسی غیر مقلدیت کا ہے، اسلئے علمائے دیوبند کی اس وقت توجہ غیر مقلدیت کی طرف زیادہ ہے۔ یہ تو آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ بریلویت کے فتنہ کو علمائے دیوبند نے کس پامردی سے موت کی نیند سلا دیا۔

## غیر مقلدین کی قدامت

مولانا اسماعیل سلفی ہی نہیں بلکہ تمام قدیم و جدید علمائے غیر مقلدین اس ہوس میں مشترک نظر آتے ہیں کہ وہ تاریخ و سیر کی کتابوں میں جہاں بھی اہلحدیث اور اصحاب حدیث کا نام دیکھ لیں گے فوراً اس کو اپنی جماعت پر فٹ کرنے لگتے ہیں کہ دیکھو اہلحدیث فرقہ (یعنی غیر مقلدین) کی تاریخ اتنی قدیم ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں :

اہلحدیث کا مذہب مذاہب ائمہ اربعہ سے کچھ کم قدیم نہیں ہے، بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ ان ائمہ اربعہ نے ائمہ حدیث سے استفادہ کیلئے ۔ (الانطلاق ص ۱۲)

جی ہاں ائمہ اربعہ نے یقیناً اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث و فقہ سے استفادہ کیلئے تو کیا ان ائمہ حدیث کو آج کے زمانہ کے طالب غیر مقلدہ سے کوئی نسبت تھی۔ ان سے اپنی نسبت جوڑتے ہوئے اور خواہ مخواہ ان کو اپنی جماعت کا فرد منوانے کی کوشش کرتے ہوئے آپ غیر مقلدین کو ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ مولانا شناور اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ اہلحدیث کی پہلی کڑی اماں مالک ہیں اور آخری کڑی سیہ میاں نذیر حسین دہلوی ہیں۔



ذرا دیکھئے تو آپ کی بات اور ان کی بات میں آپ کو کچھ فرق نظر آتا ہے  
 حافظ عبد اللہ محدث غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث کا وجود  
 اسی دن سے ہے جس دن سے اسلام وجود میں آیا۔  
 یہ بھی تو اہل حدیث ہیں اور اپنے اہل حدیث ہونے کی تاریخ بیان کرتے  
 ہیں آخر اس بھانت بھانت کی بولی میں کون سی بولی سچی ہے اور کس کو مسیح  
 مانجائے۔

اگر یہی دلیل آپ کے قدیم ہونے کی ہے تو پھر اہل قرآن، غلام احمد  
 پرویز کا طبقہ بیحد اسی دلیل سے اپنی قدامت و ثبات کر دے گا اور تاریخ  
 میں جہاں جہاں اہل قرآن کا ذکر آئے نظر آئے گا اے وہ اپنے اوپر فٹ کر کے  
 کہہ دے گا کہ۔ دیکھو ہم لوگ بڑے قدیمی ہیں۔  
 کیا اس دلیل کو آپ تسلیم کر لیں گے؟  
 خدا ہم کو ایسی فدائی دے  
 کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے

دہابیوں نے اہل حدیث کا مذہب ہندوستان کیا  
 مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں،  
 دہابیوں نے بھی۔ اہل حدیث کا مذہب ہندوستان ہی سے لیا۔

(الانطلاق ص ۱۱)

ضرور دیا ہوگا، ذرا ان دہابیوں کی فہرست سر بھی پیش کر دیں جنہوں نے مذہب  
 اہل حدیث کو ہندوستان سے لیا، اور ان اساتذہ اہل حدیث کا بھی نام پیش  
 کر دیں جن سے دہابیوں نے مذہب اہل حدیث لیا۔  
 بہر حال کم سے کم اتنا تو معلوم ہوا کہ۔ اہل حدیث۔ کا مرکز دیکھو رہنما



اور نہ مدینہ منورہ ، نہ کوفہ ، نہ بصرہ ، نہ شام نہ عراق نہ یمن نہ مصر نہ بخارا نہ  
سمرقند نہ خراسان نہ نیشاپور اگر مذہب اہل حدیث کا کوئی مرکز رہا تو ہندوستان  
تھا پہلے ہم اتنے پر راضی ہیں ، تم بھی خوش ہم بھی خوش

جو مسلمان ہندوستان میں پہلے پہلے آئے وہ اہل حدیث کے  
مذہب پر تھے

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کا زمانہ ۹۲ھ ہے ، یہ زمانہ ولید بن  
عبد الملک اموی کا تھا ، محمد بن قاسم کی قیادت میں مسلمان مجاہدین کا دستہ  
سندھ کے راستے ہندوستان میں آیا تھا ، یہ وہ زمانہ ہے کہ مسلمانوں میں ابھی  
فرقے اور جماعتیں پیدا نہیں ہوئی تھیں اور جماعت غیر مقلدین جس نے اپنا نام  
اہل حدیث زبردستی رکھ رکھا ہے ، اس کا تو کہیں دور دور بھی نام و نشان نہیں  
تھا ، مگر اپنے قدیمی ہونے کی ہوس جو ان کے احساس کمتری کی پیداوار ہے ،  
ان کے عجیب عجیب باتیں کہلاتی ہے کہ سن کر ہنسی آجاتی ہے کہ یہ غیر مقلدین  
دنیا کو بالکل بے وقوف ہی سمجھتے ہیں ۔

مولانا اسماعیل سلفی کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیے :  
” مسلمانوں کا یہ شکر کتاب و سنت پر عمل کرنے والا تھا اور آج

کے مذہب اہل حدیث پر تھا ۔ ( ص ۱۱۲ الانطلاق )  
داد دیجئے اس تحقیق انہی کی ، اور ماتم کیجئے ان غیر مقلدین کے علم و عقل پر اور  
فاتح پڑھئے ان کی تحقیقات علیہ و تار یخیہ پر یہ غیر مقلدین بری طرح احساس  
کمتری و کمتری میں مبتلا ہیں اور اس احساس سے نکلنے کیلئے وہ علم و دیانت اور  
عقل و فہم کا ہر خون کرنے کیلئے تیار ہیں ۔  
بھلا بتلائیے یہ فرقہ غیر مقلدین جس کے وجود پر ابھی دو صدی بھی مکمل



نہیں گزری ہے اس کا یہ دعویٰ ہے کہ ۹۲ھ میں جو مسلمانوں کا شکر سزا کے راستے ہندوستان میں آیا تھا وہ انھیں غیر مقلدین کے مذہب پر تھا۔  
 وہ حیات میں جو خود بھٹک رہے ہیں ہنوز  
 بزعم خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کیلئے

## صحابہ کرام میں بھی تصوف تھا

مولانا اسماعیل سلفی: پیارے کو اپنے "اہلحدیث" جماعت کی تاریخ قدیم زمانہ سے بنانے کا بہت شوق ہے، اور اس شوق میں وہ ایسی ایسی بات بھی کہہ جاتے ہیں جو دوسروں کے لئے تو ہوتی ہے دلچسپ مگر غیر مقلدین جماعت کے لئے وہ ایٹم بم بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

دیکھئے مولانا سلفی کیا فرماتے ہیں، فرماتے ہیں:  
 "اہلحدیث کا طریقہ ان تمام اودار میں صحابہ کرام کے طریقہ سے مختلف نہیں رہا، بلکہ اہلحدیث صحابہ کرام ہی کی فروع اور عقائد اور تصوف میں اتباع کرتے تھے،" (الانطلاق الفکری ص ۹۷)

اس کلام میں کچھ دلچسپ باتیں ہیں وہ آپ بھی سنیں۔  
 ایک دلچسپ بات تو یہ ہے کہ صحابہ کرام اور اہلحدیث دو الگ الگ جماعت کا نام ہے، ہاں اہلحدیث صحابہ کرام کے طریقہ کی اتباع کرتے تھے۔ دوسری بہت دلچسپ بات یہ معلوم ہوئی جو آج کے اہلحدیثوں کے لئے ایٹم بم سے کم نہیں کہ صحابہ کرام میں بھی تصوف کا رواج تھا، اور یہ اہلحدیث جس طریقہ سے عقائد اور فروع میں صحابہ کرام کے متبع تھے تصوف میں بھی ان کی پیروی کرنا لے تھے۔ اب تصوف کے منکرین اور اسکو بدعت کہنے والے غیر مقلدین تصوف کے سلسلہ میں اپنی تحقیقات پر نظر ثانی کریں، اور تصوف اور اہل تصوف کے

(۱) جب غیر مقلدین کے مذہب میں صحابہ کرام کا قول و فعل حجت ہی نہیں تو معلوم نہیں غیر مقلدین صحابہ کرام کی اتباع کس چیز میں کرتے تھے



بارے میں اپنی بدزبانی سے باز آجائیں، اسی میں ایمان اور دین کی سلامتی ہے۔  
 اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی  
 یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

## حدیث پر عمل کرنے کے سلسلہ میں غیر مقلدین کی ہیرا پھیری

ان غیر مقلدین کی باتیں بڑی اُلجھی اور بڑی متعارض ہوتی ہیں، بالکل سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان کا مسلک و مذہب کیا ہے۔ ان کا کوئی بھی قاعدہ متعین نہیں ہے جس پر ان کا جماؤ ہو، ذرا مولانا اسماعیل سلفی کی بات سنئے، فرماتے ہیں :

کوئی شک نہیں کہ امام شوکانی اور سید صدیق حسن خاں رحمہما اللہ کا میلان امام مالک کے مذہب کی طرف ہے، یہ دونوں نجاست اور طہارت کے سلسلہ میں پانی کے کمیت اور مقدار کا اعتبار نہیں کرتے ہیں پس اگر پانی میں نجاست پڑنے سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ بدلے گا تو وہ پانی ان دونوں کے نزدیک نجس ہوگا ورنہ نجس نہیں ہوگا پانی کم ہو یا زیادہ اور انکی دلیل یہ حدیث ہے الماء طهور لا ینجسہ شیء الا ما غلب علی طعمہ اور یحبہ اولونہ اور اس حدیث میں جو الا کے بعد کی زیادتی ہے وہ باتفاق محدثین ضعیف ہے، لیکن اسکی تائید اجماع سے ہوتی ہے۔

امام شوکانی اور سید نواب صدیق حسن خاں صاحب کے یہاں اجماع کا کوئی اعتبار نہیں، نہ اجماع کوئی شرعی دلیل ہے، انھوں نے اجماع کے خلاف عرف الجاوی میں بڑا سخت کلام کیا ہے، مگر یہ سلفی صاحب فرما رہے ہیں کہ نواب صاحب نے اجماع پر اس مسئلہ میں عمل کیا ہے، جب اجماع ان کے نزدیک حجت



ہی نہیں تو وہ اجماع پر عمل کیسے کریں گے۔ کیا یہ توجیہ بمالایرضی بہ القائل نہیں ہے۔

بہر حال مولانا سلفی کے بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا صرف شروع کا ٹکڑا صحیح ہے، یعنی صرف اتنا الماء طہور لاینجسہ شئ اور اس کے بعد کا ٹکڑا جو ہے وہ ضعیف ہے۔

اب غیر مقلدین جن کا اصول یہ ہے کہ اجماع حجت نہیں، اور صرف صحیح حدیث پر ہی عمل کیا جائیگا ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست نہیں ہے، کے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وہ صاف صاف اور بلا کسی ہیرا پھیری کے اس حدیث میں جتنا حصہ صحیح ہے اس پر عمل کریں، اور وہ صحیح حصہ صرف یہ ہے الماء طہور لاینجسہ شئ جس کا حاصل یہ ہے کہ خواہ نجاست کی مقدار کتنی زیادہ بھی ہو اور خواہ پانی کی مقدار کتنی بھی کم ہو مگر نجاست پڑنے سے وہ پانی نجس نہیں ہوگا۔

اور ضعیف حصہ کی طرف نظر اٹھا کر کے بھی نہ دیکھیں تاکہ ہم کو بھی معلوم ہو کہ تمہارے اندر صحیح حدیث پر عمل کرنے کا کتنا دم خم ہے، صرف زبانی جمع خرچ ہے یا واقعی صحیح حدیث پر عمل کرنے کا سچا جذبہ بھی موجود ہے۔

راہ دنیا میں کام نہ آیا جاں بازی کا دعویٰ تنہا  
بے مصرف، لا حاصل نکلا لفظوں کا سرمایہ تنہا

یہاں بلاوجہ غیر مقلدین کو اجماع یاد آ رہا ہے تراویح اور طلاق کے مسئلہ میں ان کو یہ اجماع یاد نہیں آتا ہے۔

کاش غیر مقلدین اصولی ہوتے، اصول پر جمنے والے ہوتے تو ان کو یہ رسوائی نہ دیکھنی پڑتی۔

تفید صرف غیروں پر کرنا بجا نہیں یہ آئینہ بھی آپ ذرا دیکھتے چلیں



## مولانا ندیر حسین میاں مولف حیات بعد المماتہ کی نظر میں

غیر مقلدین اپنے بزرگوں کی مدح و ثنا غلو اور مبالغہ کے انداز میں کرنے کے عادی ہوتے ہیں، اگر کسی کے بارے میں کہا جائے کہ وہ سرتاج ادب یا رکھا وہ علم و تحقیق کا بحر ناپید اکنار تھا، وہ بڑا محقق بڑا مجتہد اور علوم و فنون میں یکتائے روزگار تھا وہ سلوک و معرفت میں جنید شبلی اور شیخ عبدالقادر جیلانی تھا، تو ہر جید کہ یہ مبالغہ ہو اور جس ممدوح کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے وہ ایسا نہ ہو مگر اس پر انگلی اسلئے نہیں اٹھائی جاسکتی کہ یہ اپنے اپنے خیال اور زعم کی بات ہے، ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آپ کی نگاہ میں کچھ نہ ہو مگر دوسرے اسے راس المیقن سمجھیں، ایک شخص کو آپ علم و فن میں صفر کا درجہ دیتے ہوں مگر دوسرا اس کو علامہ زماں سمجھے، ایک شخص بکا بہرہ یہ ہو مگر کوئی اس کو تصوف و معرفت کے بہت اونچے مقام پر سمجھتا ہو، تو یہ اپنے زعم اور خیال کی بات ہے، اس پر بہت زیادہ گرفت نہیں کی جاسکتی مگر بعض تعریفیں ایسی ہوتی ہیں کہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس میں ممدوح کی شان میں معتقدین اور مادحین صرف غلو کر رہے ہیں اور کذب بیانی سے کام لے رہے ہیں، ایسی تعریف کو عقل سلیم تسلیم نہ کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔

مولانا سید ندیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں غیر مقلدین مادحین کی تعریفیں اور مدح سرائیاں کچھ اسی نوع کی ہوتی ہیں۔ موصوف کے بارے میں مولف حیات بعد المماتہ مولانا فضل حسین بہاری کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں:

مولانا سید محمد ندیر حسین علیہ الرحمہ کے تلامذہ اقطاع عالم، حجاز مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، یمن، نجد، شام، حبش، افریقہ، تیونس



الجزائر، کابل، غزنی، قندھار، پشاور، سمرقند، بلخ، بخارا  
داعستان، ایشیا، کویک، ایران، خراسان، مشہد، ہرات  
کویچین اور ہندوستان کے تقریباً ہر شہر اور ہر ضلع اور بیشتر  
قبضے قریب اور دیہاتوں میں شرقاً و غرباً جنوباً شمالاً پھیلے ہوئے  
ہیں۔ (ص ۲ ایضاً بعد المائۃ)

ان مولانا صاحب کو اتنے ہی نام یاد تھے، اگر اس سے زیادہ شہروں اور ملکوں  
کے نام یاد ہوتے تو وہ اس کو بھی لکھنے سے دریغ نہیں کرتے۔  
ذرا ان شہروں اور ملکوں کی اس طویل فہرست پر ناظرین ایک نگاہ  
ڈال لیں اور اس پر بھی غور کریں کہ صرف بات ان ملکوں اور شہروں کی نہیں  
ہے بلکہ مولانا تذکرہ حسین دہلوی کے ملائذہ ان ملکوں اور شہروں کے ہر ہر  
دیہات میں پھیلے ہوئے تھے۔  
کیا اس بیان کو کسی صاحب عقل کی عقل اگر وہ پاگل نہیں ہے تو  
قبول کرے گی۔

مگر یہ اللہ والے، کتاب و سنت کے متوالے اپنے بزرگوں کی مدح و ثنا  
میں اسی قسم کا جھوٹ بول بول کر ان کا مقام بلند بناتے ہیں۔ ذرا فضل حسین  
صاحب کا یہ دلچسپ کلام بھی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

”جو علم حدیث کے نہایت زبردست امام تھے اور انکی زندگی میں  
پبلک انکو محدث عالم، یا کم حکم نہایت ہی جلیل القدر محدث  
مانتی تھی، ص ۲

خط کشیدہ عبارت پر دھیان دیجئے اور فضل حسین صاحب کی قابلیت  
یا خط انکو اسی کی داد دیجئے، فرماتے ہیں کہ:  
پبلک اگر انکو محدث عالم نہیں مانتی تھی تو کم از کم انکو نہایت جلیل القدر



محدث مانتی تھی

یہی تو حاصل ہے ان کے کلام ذی شان کا، جب اوپر۔ اقطاع کی فہرست  
پیش کرنے میں جھوٹ کا طومار باندھا تو اس کے معاہدے بعد اللہ نے انکی قابلیت  
کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

اسی سے انداز لگتا ہے کہ اس کتاب میں کیا کچھ ہوگا  
جو اعتماد کو ایک بار ٹھیس پہنچا دے  
اس آدمی کا دوبارہ اعتماد کرو

## سید نذیر حسین میاں صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا نمونہ تھے

مولانا فضل حسین صاحب بہاری میاں صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں :  
۔ باوجود بے انتہا منافقوں مزاحمتوں کشمکشوں اور مشکلات کے علماء  
مجتہدین، تبع تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین  
کی زندگی کا نمونہ بنا کر اہل عالم کو دکھا دیا۔ ص ۲

ہندوستان کے مشہور مؤرخ مولانا سید عبدالحی صاحب رائے بریلوی والد ماجد  
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ”دہلی اور اس کے اطراف“ میں  
لکھتے ہیں :

”مولوی صاحب نے اثنائے سبقت میں بیضاوی کی نسبت بھی الفاظ  
نا ملائم کہے کہ وہ فلسفی تھا کچھ نہیں سمجھتا آیات بیانات کو اپنی قابلیت  
جٹانے کے واسطے مشکل کر دیا ہے۔ ص ۲۸

بیضاوی شریف تفسیر کی مشہور کتاب ہے، اور ہر زمانہ میں علماء اسکو پڑھتے  
پڑھاتے رہے ہیں اور یہ تفسیر کی کتاب آج بھی مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل ہے



اس تفسیر بیضاوی اور اس کے مصنف کے بارے میں میاں صاحب کا آپ نے  
یہ تبصرہ ملاحظہ فرمایا۔

یہ کہتے وہ میاں صاحب جو صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے اخلاق کا نمونہ  
جو کسی کے قلب کو زخمی کرے  
ہسنے والو وہ ہنسی اچھی نہیں

## میاں صاحب کی قابلیت کا نمونہ

اس سے پہلے والے بیان میں فضل حسین بہاری کا بیان میاں صاحب کی  
قابلیت کے ذکر میں تھا، مگر اہل تجربہ میاں صاحب کی قابلیت علمیہ کے بارے میں  
اپنا تاثر یہ بیان کرتے ہیں، یہی مولانا سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
۔ وہاں یہ سوچنا (یعنی میاں صاحب کے درس میں) تو معلوم ہوا کہ بخاری  
شریف کا سبق شروع ہو گیا ہے اس میں شریک ہو گیا اس کے بعد  
مقدمہ صحیح مسلم ہوا بالکل سادہ سادہ درس ہے مالہ و ما علیہ سے  
بحث نہیں ہوتی۔

اس کے بعد بیضاوی کا سبق شروع ہوا . . . . . اس کا  
سبق بالکل خراب ہوتا ہے، پڑھنے والے قطعاً نہیں سمجھتے (۱) . . . .  
شواہد میں اعشیٰ کا ایک شعر آگیا اس میں دیر تک قاری و سامع متوجہ رہے  
مگر پھر بھی نا کامیاب رہے . . . . . میرے دل میں بار بار  
آتا تھا کہ میں کچھ بولوں مگر مولوی صاحب کی خفگی کی وجہ سے نہیں بولا  
وہ بہت جلد خفا ہو جاتے ہیں اور طالب علموں کو الفاظ سخت و درشت  
کہتے ہیں . . . (دہلی اور اسکے اطراف)

میں ان باتوں کو لکھ کر خدا نخواستہ میاں صاحب مرحوم کے علمی مقام کو گھٹانا نہیں

(۱) چونکہ بیضاوی شریف میاں صاحب کی لیاقت علمی سے باہر تھی اس وجہ سے میاں صاحب صاحب بیضاوی پر  
اپنا غصہ آرا کرتے تھے اور انھیں ہٹانا میں ناچار الفاظ بکا کرتے تھے۔



چاہتا، بلکہ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب انسان کسی کی مدد میں غلو اور افراط سے کام لیتا ہے تو اپنی بھی آبرو دکھوتا ہے اور اپنے ممدوح کے حق میں بھی کانٹے بوتا ہے، میاں صاحب کے لئے یہ اعزاز کچھ کم نہیں کہ ان کی ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں گزر گئی، اور دنیا میں ان کو عزت یہ ملی کہ گورنمنٹ برطانیہ نے ان کو "شمس العلماء" کا خطاب دیا۔

ان اعزازات کے بعد اب خواجواہ ان کے بارے میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا اور صحابہ و تابعین کی صف کا آدمی بتانا یہ کوئی عاقلانہ بات نہیں ہے۔

## میاں صاحب نے ۱۲۳۷ھ میں ایک کتاب نورِ پے میں نیچی

میاں صاحب کے بارے میں مولانا فضل حسین صاحب بہاری کا یہ بیان بھی قابل ملاحظہ ہے، فرماتے ہیں:

۔ بندس میں ایک کتاب نورِ پے میں بیچ کر ایک چھوٹا ٹوٹو خرید کیا اور

وہاں سے الہ آباد روانہ ہوئے : ۲۵

اندازہ لگائیے کہ زمانہ ۱۲۳۷ھ کا اور میاں صاحب ابھی پڑھنے کھلنے دلی کے ارادہ سے نکلے ہیں، ایک طالب علم کے پاس وہ کونسی کتاب ہوگی جس کو میاں صاحب نے نورِ پے میں اس وقت بیچی ہوگی جب ایک روپیہ میں کئی سیر خالص اصلی دیسی گھی ملا کرتا تھا اور ایک روپیہ کا غلہ خرید کر مہینہ بھر ایک خاندان کھا لیتا تھا میں تو اس کو سراپا گپ ہی سمجھتا ہوں۔ ناظرین کرام کا جو بھی خیال ہو بخاری شریف کا یہ ہمارے طالب علمی کے زمانہ میں تین چار روپیہ تھا یہ ۱۳۷۹ھ کے بعد کی بات ہے، پھر ۱۲۳۷ھ میں کسی درسی کتاب کی قیمت نورِ پے ہو عقل باور نہیں کرتی۔



# میاں حسا کی طالب علمی کے بارے میں مؤلف حیاۃ بعد المماتہ کی تضاد بیانی

مؤلف حیاۃ بعد المماتہ لکھتا ہے کہ میاں صاحب اپنے وطن سے بھاگ کر  
پٹنہ پہنچے اور وہاں انھوں نے علمائے عظیم آباد صادقیہ سے ترجمہ کلام پاک  
اور مشکوٰۃ پڑھا۔ ص ۲۵

پھر پڑھا لکھا مولوی جانتا ہے کہ مشکوٰۃ شریف حدیث کی کتاب ہے اور  
اس کو مستہی طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے، ابھی میاں صاحب کی عربی سے شد بد ہے تو وہ  
اس ابتدائی مرحلہ میں مشکوٰۃ شریف کیا پڑھیں گے۔

پھر مؤلف لکھتا ہے کہ میاں صاحب عظیم آباد پٹنہ سے غازی پور بنارس  
ر جہاں انھوں نے نور دے میں ایک درسی کتاب بیچ کر ایک ٹو خرید لیا تھا، سوتے  
ہوئے الہ آباد پہنچے، کچھ ادھر ادھر رہ کر دائرہ شاہ اجمل پہنچے اور یہیں  
فروش ہو کر

ابتدائی کتابیں صرف نحو کی مراجع الارواح، شرح مائۃ ہدایۃ النحو  
وغیرہ پڑھیں۔ ص ۲۸

یہ ابتدائی کتابیں درجہ اول و دوم کے طلبہ پڑھتے ہیں، میاں صاحب بھی  
اسی جماعت کے طالب علم رہے ہوں گے، بھلا بتلائیے اور مشکوٰۃ پڑھنے کو بتلایا  
اور یہاں ہدایۃ النحو اور شرح مائۃ پڑھنے کو بتلارہے ہیں، کچھ ٹھکانا ہے  
اس تضاد بیانی کا۔

تعب ہے کہ اس کتاب یعنی حیاۃ بعد المماتہ کا مسودہ حافظ عبد اللہ صاحب  
غازی پوری جیسے محقق عالم فوراً منظرِ پرست قیام فرما کر روزانہ نماز صبح کے  
بعد سے نماز عشاء ۹ بجے رات تک بہ نظر غائر و عمیق مرتبہ بعد آخری من اولی آخرہ



بڑھا کرتے تھے (ص ۱) اور ان کو اتنی موٹی موٹی واضح فرد گزاشتیں پڑوئیں  
نہ آئیں۔

اسی سے اندازہ لگتا ہے کہ غیر مقلدین کے محقق علماء کی نظریں کتنی غائر  
اور عمیق ہوتی ہیں، مگر اس پر بھی شوق یہی ہو گا کہ ہم قرآن و حدیث کو خود ہی سمجھیں گے  
کسی لگے پچھلے کی تقلید نہیں کریں گے۔

یہ بھی زمانہ دیکھ لیا  
پھر بنے ہیں یہ جو کیدار

## میاں صاحب حضرت شاہ اسحق صاحب کے باقاعدہ شاگرد نہیں تھے

غیر مقلدین حضرات میاں صاحب مرحوم کی علمی جلالت قدر کو بہت اونچا  
دکھلانے کے لئے اس پر بہت زور صرف کرتے ہیں کہ میاں صاحب مرحوم حضرت  
شاہ اسحق کے شاگرد بلکہ شاگرد رشید تھے، اور حدیث و تفسیر ہر علم انھوں نے  
حضرت شاہ اسحق محدث دہلوی سے حاصل کیا تھا۔ چنانچہ میاں صاحب کو حضرت  
شاہ اسحق صاحب کا شاگرد ثابت کرنے پر مولف حیاۃ بعد المماتہ فضل حسین بہاری نے  
بھی بہت زور صرف کیا ہے، مگر اس بات کو ثابت کرنے کے لئے مولانا شیخ محمد  
فاروقی تھانوی شاگرد حضرت شاہ اسحق علیہ الرحمہ کا جو خط نقل کیا ہے، خود اسی خط  
میں اس کی کافی تردید ہے کہ میاں صاحب حضرت شاہ اسحق کے شاگرد تھے،  
اسی خط کی یہ عبارت دیکھئے :

مگر بحیث خود نہ دیدم کہ یہ رس قرآۃ و سماعاً دران زماں بوقوع  
درآمدہ باشند۔ ص ۲۳

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھ سے بہت سے موجد قرآۃ و سماعاً نہ پڑھنے کے لئے  
نہ سبق سننے کے لئے میاں صاحب کو کبھی نہیں دیکھا۔



نیز مولانا شیخ محمد تھانوی لکھتے ہیں :  
اکثر اکتساب فن حدیث شریف در پیش خدمت مولوی عبدالخالق  
خسر خود کرد ص ۲۴

یعنی حدیث شریف کا زیادہ تر علم اپنے خسر مولانا عبدالخالق سے حاصل کیا۔ اس  
صاف اور واضح عبارت کے بعد بھی اسی خط سے یہ ثابت کرنا کہ میاں صاحب مرحوم  
حضرت شاہ اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، نری دھاندلی زبردستی  
اور سید زوری ہے۔

کیا اتنے سے کہ کوئی کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر اگرچہ یہ حاضر باشی  
روزانہ ہی کی ہو جو بات اس کو نہ پہنچے اس کی تحقیق کرے وہ اس عالم کا شاگرد  
کہلائے گا، کتنے اہل علم و غیر اہل علم ہیں جو اپنے بڑوں کی خدمت میں روزانہ  
حاضر باش ہو کر ان سے استفادہ کرتے ہیں کیا اس خارجی استفادہ سے کوئی شخص  
کسی کا باقاعدہ شاگرد کہلا یا ہے۔

میاں صاحب تذیر حسین دہلوی بھی شاہ اسماعیل علیہ الرحمہ کی مجلس میں روزانہ  
جا کر بیٹھا کرتے تھے اور جو بات اپنے خسر کے درس میں سمجھیں نہیں آتی تھی یا  
اور جو دوسرے علمی اشکالات ہوتے تھے اس کو وہ ان سے حل کرتے تھے۔

ظاہر بات ہے کہ اس سے کوئی بھی کسی کا باقاعدہ شاگرد نہیں کہلاتا۔  
حضرت قاری عبدالرحمن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ  
کے تلمیذ اجل اور مخصوص شاگرد تھے اپنی کتاب کشف الحجاب ص ۱۳ میں لکھتے ہیں:

سید نذیر حسین صاحب نے کس روز میاں صاحب سے پڑھا ہے  
بہر حال غیر مقلدوں کی یہ نری زبردستی ہے کہ میاں صاحب کو حضرت شاہ اسماعیل صاحب  
نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ کا شاگرد بتلاتے ہیں اور اپنی علمی نسبت  
کو میاں صاحب کے واسطے سے اس جھوٹ کے ذریعہ بلند کرنا چاہتے ہیں۔



## میاں صاحب نے بخاری کئی سو مرتبہ پڑھائی

میاں صاحب کے ایک شاگرد مولوی عزیز احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے خود کئی بار حضرت سے پوچھا کہ صحاح اور خصوصاً صحیح بخاری حضور نے کس مرتبہ درس دی ہوگی ارشاد فرمایا کہ کیا شمار بتاؤں اللہ کو علم ہے میری یاد صحیح ہے تو کئی سو مرتبہ پڑھائی ہوگی۔ (الحیاء ص ۵۴)

میاں صاحب نے ۱۲۵۸ھ کے بعد سے پڑھنے پڑھانے کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا اور ۱۲۶۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا، اس طرح کل آپ کے پڑھانے کی مدت اگر زندگی کے بالکل آخری ایام تک بھی شمار کر لی جائے تو ساٹھ باسٹھ سال سے زیادہ نہیں ہوتی ہے اس مدت میں اگر یہی باور کر لیا جائے کہ آپ نے روز اول ہی سے بخاری پڑھائی شروع کر دیا تھا تب بھی عقل بالکل باور کرنے پر تیار نہیں ہے کہ وہ بخاری شریف جس کو آپ مالہ و ماعیلہ کے ساتھ اور نہایت محققانہ اور مدثانہ انداز میں پڑھاتے تھے اور ایک ایک مسئلہ پر کئی کئی دن صرف کر دیا کرتے تھے اس کو اپنی کل ساٹھ باسٹھ سال کے زمانہ تدریس میں کئی سو مرتبہ پڑھائی ہوگی۔

اہل دین اور اہل تقویٰ اللہ و رسول سے ڈرنے والے پاک باز و پاک نفوس اپنے بارے میں بہت محتاط ہوتے ہیں، اپنی زبان کو کذب سے محفوظ رکھتے ہیں اور اپنی تعریف میں خود اپنی زبان سے مبالغہ کرنے کو تو بالکل حرام سمجھتے ہیں (۱)

(۱) میاں صاحب فرماتے تھے کہ میں نے سات برس ادائی میں صرف خود صرف کا درس دیا ہے (ص ۱۸) اس ساٹھ باسٹھ سال میں سے سات برس اور گھٹا دیجئے۔



## ہندوستان میں کوئی شخص مجتہد و امام فن نہیں گزرا

مولانا فضل حسین بہاری لکھتے ہیں :

آج تک ہندوستان میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ جو باستحقاق

مجتہد اور امام فن کہا جاسکے (ص ۵۹ ماشیہ)

اس پر بھی یہ شوق ہے کہ ہم کسی کی تقلید نہیں کریں گے۔ خود مجتہد بنیں گے جب تم غیر مقلدوں کو اس کا اعتراف ہے کہ ہندوستان باستحقاق مجتہدے آج تک خالی ہے اور کوئی شخص بھی کسی فن میں امام نہیں گزرا تو آج تم کس بل بوتے پر ائمہ فقہ و حدیث کی تقلید سے منکر ہو رہے ہو کچے علم کے ساتھ اور درجہ اجہاد پر بلا پہنچے ہوئے آخر تمہیں مجتہد بننے کا کیا شوق ہو گیا ہے۔ خیر اتنا تو معلوم ہوا کہ سید میاں نذیر حسین دہلوی کے علم کے بارے میں تمہاری مبالغہ آرائی محض مبالغہ آرائی ہے۔ حقیقت ہے اس کا کوئی تعلق نہیں اور میاں صاحب بھی باستحقاق نہ مجتہد تھے اور نہ کسی فن کے امام تھے۔

غیب آخر غیب ہے کتنی بلندی پر بھی ہو

داغ آخر داغ ہے داغ مہ کامل ہی

## میاں صاحب بخاری شریف کی پہلی حدیث سٹائیس روزین ٹھاتے

مؤلف الحیاء بعد الممات میاں صاحب کے درس کا طریقہ بتلاتے ہوئے

میاں صاحب موصوف کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں :

میاں صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ پہلی حدیث انما الاعمال

بالنیات کو جو صحیح بخاری کی پہلی حدیث ہے سٹائیس روز

میں پڑھانا تھا۔ ص ۶۵



اندازہ لگائیے کہ جو آدمی صرف ایک حدیث پر ۲۷/۲۷ روز لگاتا تھا اس کے بارے میں یہ کیسے یقین کیا جائے کہ اس نے اپنی ساٹھ باسٹھ سالہ تدریسی زندگی میں بخاری شریف کئی سو مرتبہ پڑھائی ہوگی۔

تجب ہے مولانا حافظا عبد اللہ صاحب محدث غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ پر کہ وہ اس کتاب حیاۃ بعد المماتہ کا بغاثر نظر کئی روز تک صبح سے ۹ بجے رات تک مسودہ کا ایک ایک حرف دیکھا کرتے تھے اور انھوں نے اس طرح کی کجواہوں پر کوئی توجہ نہیں دی، اور یہ عقل سے مادرار باتیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

## جلالین شریف میاں حنا صرف ایک مہینہ میں پڑھا دیا کرتے تھے

حیاۃ بعد المماتہ کے مصنف فضل حسین مظفر پوری بہاری فرماتے ہیں:

ایک ماہ رمضان میں جلالین آپ پڑھاتے تھے۔ ص ۶۹

جلالین شریف تفسیر کی مشہور کتاب ہے، درس نظامیہ کے نصاب میں شامل ہے، علماء جانتے ہیں کہ اس کتاب کو جو شخص صرف ایک ماہ میں ختم کرادے وہ اس کتاب کا کیا حق ادا کرتا ہوگا، یہ تفسیر کتنی بھی مختصر سہی مگر بہر حال پورے قرآن کی تفسیر ہے اور ضخیم ہے۔ جب کہ میاں صاحب کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

آپ نہایت تحقیق کے ساتھ درس دیتے اور حق بات یہ ہے کہ فقہ تفسیر

حدیث اور فلسفہ کے آپ عالم مستحکم تھے پڑھانے میں جب تقریر کرتے

تو ایک بحر مواج معلوم ہوتے تھے۔ ص ۷۰

نہایت تحقیق کے ساتھ جو میاں صاحب کا درس جلالین ہوتا تھا وہ ماشاء اللہ

ایسا تھا کہ پوری جلالین شریف صرف ایک ماہ میں پڑھا دیا کرتے تھے، کچھ ٹھکانا

ہے ان الوں جلول باتوں کا۔



## میاں صاحب نے "الو" کے حلال ہونے پر اٹھائیں سندیں نکالیں

اپنی اسی کتاب میں فضل حسین صاحب بہاری لکھتے ہیں :  
نواب قطب الدین خاں مرحوم نے اپنے کسی رسالہ میں لکھا کہ "الو حلال" ہے  
میاں صاحب خود فرماتے تھے کہ میں نے الو کے حلال ہونے پر اٹھائیں کتابوں  
کی سند نکالی (مختصر ص ۴۴)

اب معلوم نہیں کہ میاں صاحب مرحوم نے صرف کتابوں سے الو کے حلال  
ہونے کی اٹھائیں سندیں نکالنے ہی پر اکتفا کیا یا اپنے لوگوں کو اس کے کھانے  
کا فتویٰ بھی دیا۔

## میاں صاحب گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار تھے

مولانا افضل حسین بہاری لکھتے ہیں :  
مگر اسی کے ساتھ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب بھی گورنمنٹ  
انگلشہ کے کیسے وفادار تھے، زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جب کہ دہلی کے  
بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ  
دیا تو میاں صاحب نے اس پر نہ دستخط کیا نہ مہر۔ ص ۷۶  
جی ہاں۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔

مگر یہ کڑوی گولی آج کے غیر مقلدوں کے حلقے سے نیچے نہیں مارتی کہ ان کے  
اکابر اور ان کے مجدد و شیخ الکمل فی الکمل لوگ گورنمنٹ انگلشہ کے وفادار تھے۔  
افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو  
دیکھے نہ تیری آنکھ نے فطرت کے اشارت



## انگریز کمشنر کی میاں صاحب کیلئے رحمہ

میاں صاحب نے جب حج کا ارادہ کیا تو ان کو خوف ہوا کہ مخالفین انہیں پریشان کریں گے (۱)، تو انہوں نے اپنے حفاظت کی خاطر (کسی مصلحت سے اسٹریپر توکل نہ کر کے) کمشنر دہلی جہانگیر زٹھا اس سے ایک چٹھی لی، چٹھی انگریزی میں ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

”مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے، اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی مدد چاہیں گے وہ انکی مدد کریگا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔“  
اس طرح میاں صاحب شیخ الکل فی الکل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ اپنا فریضہ حج ادا کیا۔

کنہ ہم جنس باہم جنس پر داز  
کبوتر با کتوبر باز با باز

## میاں صاحب کے صاحبزادے نصف گھنٹہ میں نماز فرض ادا کرتے تھے

مولانا فضل حسین صاحب لکھتے ہیں :  
مولانا شریف حسین صاحب مرحوم کی امامت میں کوئی نماز نصف گھنٹہ سے کم میں تو ختم ہی نہ ہوتی جو بجائے خود ایک ریاضت شاقہ تھی، دلی کی

(۱) میاں صاحب کو یہ کیوں خوف تھا؟ غیر مقلدین حضرات اس راز سے پردہ نہیں اٹھاتے۔



گُرمی سے جو لوگ واقف ہیں وہ اس بجاہدہ کا اندازہ کر سکتے ہیں (ض)  
 میں کہتا ہوں کہ اس طرح کی نماز خلاف سنت ہے، امام کو تخفیف مصلوٰۃ کا حکم  
 ہے، پھر یہ کہ کوئی نماز نصف گھنٹہ سے کم میں ختم نہ ہو، یہ بھی بالکل خلاف شرع  
 بات ہے، فجر اور مغرب میں، فجر اور عشاء میں یکساں وقت لگانا  
 غلط ہے۔

معلوم نہیں میاں صاحب کیسے اہل حدیث تھے کہ شریعت کے اس اہم مسئلہ  
 پر حدیث پران کا عمل نہیں کیا۔

کہنے کی زباں اور ہے کرنے کی زباں اور

صحیح حدیث میں ہے، اذا ام احدکم فلیخفف، یعنی جب کوئی امام  
 بنے تو ہلکی نماز پڑھائے۔

## میاں صاحب رمضان میں دو ختم قرآن سننے ایک تراویح میں اور ایک تہجد میں

مولانا فضل حسین بہاری شاگرد رشید میاں صاحب مرحوم اپنی اس  
 کتاب میں لکھتے ہیں :

یالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن مجید کا بحالت قیام ہر سال  
 سننے ایک تو نماز عشاء کے بعد تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم  
 نقیہ محدث جو آپ کے شاگرد رشید تھے، تین سیارے روزانہ سناتے  
 ترتیل و تجوید کے ساتھ دوسرا ختم سننے نماز تہجد میں جس کے امام ہوتے  
 حافظ عبد السلام سہروردی کے بڑے پوتے، ص ۱۳۸

میں نے تراویح کے سلسلہ کا یہ کلام ان غیر مقلدوں کو آئینہ دکھلانے کیلئے نقل کیا  
 ہے جو آج بڑے زور و شور سے یہ چلاتے پھرتے ہیں کہ تراویح اور رمضان میں



ناز تہجد و الگ الگ نمازیں نہیں ہیں بلکہ رمضان میں جو تراویح ہے وہی  
تہجد ہے اور جو تہجد ہے وہی تراویح ہے۔ اپنے شیخ اکل محدث اور علامہ اور امام  
وقت کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے، کیا انکو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا؟ اور یہ بھی بتا دو  
کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیس رکعت پڑھا کرتے تھے، اگر غیر مقلدین کو انکار ہے تو میں  
اسکا ثبوت دوں۔

## میاں صاحب صوفی بھی تھے، پیری مریدی کرتے تھے

مولانا بہاری لکھتے ہیں:

• بار جو دیکھ اپنے زمانہ کے طبقہ صوفیہ کرام میں بھی آپ کو وہی درجہ

حاصل تھا جو معشر علمائے عظام میں تھا۔ ص ۱۴۱

• آپ مناسب حال بیعت مریدوں سے لیتے۔ ص ۱۴۶

• مسلمانان ہنگال جن کی گنتی ممکن نہیں سب نے آپ سے شرف

بیعت حاصل کیا۔ ص ۱۴۶

• سفر پنجاب میں بھی لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ص ۱۴۶

• آپ کسی سے بیعت لیتے تو تقریباً جملہ حاضرین شریک بیعت ہو جاتے۔ ص ۱۴۶

ان شہادتوں سے معلوم ہوا کہ آج سے قبل تک غیر مقلدین کا طائفہ اور اسکے

اکابر پیری مریدی کے قائل تھے، تصوف اور اشغال صوفیہ سے خاص شغف رکھتے

تھے، مولانا نواب صدیق حسن خاں انکے صاحبزادے مولانا نور الحسن خاں اور

اسی طرح غزنوی خاندان کے علماء اور صلحاء تمام کا تعلق بیعت و ارشاد، تصوف

اور اہل تصوف سے تھا، آج سے پہلے غیر مقلد علماء تصوف اور صوفیاء کے بارے

میں یہ عقیدگی کا اظہار نہیں کیا کرتے تھے۔

لیکن آج غیر مقلدین کا پورا ٹوڑا نجدیوں کی سلفیت سے متاثر ہو کر تصوف

دشمن بنا ہوا ہے، اور اولیاء اللہ سے مخالفت رکھتا ہے اور ان کو



اپنی زبان کی وہ . ملا حیاں . سنا تا ہے کہ توبہ بھلی .  
رُخ ہوا کا دیکھ کر اکثر بدل جاتے ہیں لوگ

## میاں صاحب پیشین گوئی بھی فرماتے تھے

جناب فضل حسین صاحب بہاری نے اپنی کتاب الحیاۃ بعد المماتہ میں ایک  
عنوان ” پیشین گوئی “ قائم کیا ہے ۔

اور پھر میاں صاحب کے پیشین گوئی کے چند واقعات نقل کر کے فرماتے ہیں:  
” ناظرین ہی انصاف کریں کہ ایسی یقینی پیشین گوئی کیا کوئی معمولی

بات ہے ۱۸۶

پیشین گوئی کا تعلق علم غیب سے ہے اور غیب کا علم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ  
کے مطابق صرف اللہ کو ہے ، دوسروں کے لئے جو یہ علم ثابت کرے اس کو اپنے  
ایمان کی خیر منائی چاہئے ۔

اور پھر یقینی پیشین گوئی کا دعویٰ تو بہت بڑا دعویٰ ہے ۔ مسلمانوں کو  
اس سے پناہ مانگنی چاہئے اور اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہئے ۔

ظاہراً توڑ لیا ہم نے بتوں سے رشتہ

پھر بھی سینے میں صنم خانہ بسا ہے یارو

## میاں صاحب کا سلسلہ نسب

میاں صاحب مرحوم کے بارے میں انکی سوانح حیات والے انکوائیاں باب  
دونوں طرف سے نجیب الطریفین سید ثابت کرتے ہیں اور خود میاں صاحب کو  
بنی ناطہ میں سے ہونے کا دعویٰ تھا ۔ چنانچہ الحیاۃ بعد المماتہ میں بھی ان کا  
نسب نامہ ماں اور باپ دونوں طرف سے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما



سک پہنچا گیا ہے۔

حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے نیچے آتے آتے گیارہویں پشت میں امام حسن عسکری ہیں اور بارہویں پشت میں انکے بیٹے سید ابوالفرج کا تذکرہ ہے۔

امام حسن عسکری کے بیان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

قد ذکر محمد بن جریر الطبری و عبد الباقی بن نافع  
و غیرهما من اهل العلم بالانساب والتواریخ ان الحسن  
بن علی العسکری لم یکن له نسب ولا عقب ..

(منہاج السنۃ ۱۲۱/۲)

یعنی محمد بن جریر طبری اور عبد الباقی بن نافع وغیرہ علماء انساب والتواریخ  
نے یہ کہا ہے کہ حسن بن علی عسکری کا لڑکا لڑکی کوئی بھی نہیں تھا نہ انکا  
نسب چلا ..

اس بیان سے معلوم ہوا کہ حسن بن عسکری کے بعد سلسلہ نسب منقطع ہو چکا  
تھا، پس سید میاں نذیر حسین دہلوی کا ماں باپ دونوں طرف سے سادات  
میں سے ہونے کا کیا معنی کسی ایک طرف سے بھی ان کا سید ہونا مشتبہ ہے،  
بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی بات تسلیم کر لی جائے اور نہ تسلیم کرنے کی کوئی وجہ  
نہیں تو میاں صاحب مرحوم کا سید نہ ہونا یقینی ہے۔

لازم خودی کا ہوش بھی ہے بے خودی کے ساتھ  
کس کی اُسے خبر جسے اپنی خبر نہ ہو



## تقلید صرف غیر مجتہد کو جائز ہے

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

والتقلید لایجوزنا الا لغير المجتهد (ص ۲۵۲ التاج المکمل)

یعنی تقلید صرف ان کو جائز ہے جن میں ملکہ اجتہاد نہیں ہے۔  
مقلدین بھی تو یہی کہتے ہیں کہ جو لوگ اہل اجتہاد نہیں ہیں ان کو تقلید کرنی چاہیے  
مجتہدین کے لئے تقلید ضروری نہیں ہے۔

نواب صاحب بھی مجتہدین کے علاوہ کے لئے تقلید کا اثبات کرتے ہیں  
بہر حال نفس تقلید کی دعوت غیر مقلدین کے بڑوں کے یہاں بھی ہے۔  
اب جو لوگ مطلق تقلید کو شرک کہتے ہیں اپنے ان نواب صاحب کے  
بارے میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

## مسلمانان ہند کے بارے میں نواب صاحب کی رائے

نواب صاحب کو اس کی شکایت تھی کہ لوگ انکی نوابی شخصیت اور انکے  
علم کے قدردان نہیں ہیں، اس وجہ سے مسلمانان ہند سے ان کا دل عموماً تنگ رہا  
کرتا تھا، چنانچہ وہ کبھی کبھی اپنے اس رنج و غم کا اظہار بھی کر جایا کرتے تھے اور مسلمانان  
ہند پر ان کا تبصرہ اس وقت بڑا نازیبا ہوتا تھا چنانچہ اسی طرح کی جب ایک  
کیفیت ان پر طاری ہوئی تو فرماتے ہیں :

ہندیان ظلمت سرشت و سکتہ اس اقلیم بدعت پرست، اگر سرنیاز

فردنیارند مرا شکوہ از ایشان نیست کہ تدرشا سی ایشان در واقع

در خور از درار است نہ افتخار۔ (تاج المکمل ص ۲۵۴)

یعنی وہ ہندوستانی جن کا باطن تاریک ہے اور اس دیار کے وہ رہنے والے



جو بدعت پرست ہیں اگر میرے سامنے سر نیاز نہیں کرتے ہیں تو مجھ کو ان سے شکوہ نہیں ہے، اس لئے کہ اگر یہ قدر شناس بھی ہوتے تو ان کی قدر شناسی میرے لئے قابل حقارت تھی نہ کہ باعث افتخار۔

نواب صاحب بھوپالی کو عام ہندوستانیوں پر اتنا سخت تبصرہ نہیں کرنا چاہئے تھا، یہ سنجیدگی اور متانت اور علمی وقار کے خلاف ہے۔ آپ کو شکایت ہے کہ ہندوستانی مسلمان آپ کے سامنے سر نہیں جھکاتے، خاں صاحب یہ بھول گئے کہ مسلمانوں کو اپنا سر صرف اللہ کے سامنے جھکانا چاہئے کسی اور کے سامنے نہیں خواہ وہ کہیں کا نواب ہی کیوں نہ ہو۔

## استوار علی العرش کی کیفیت معلوم نہیں

فتاویٰ تذیریہ میں ہے :  
 ”استوار علی العرش کی کیفیت معلوم نہیں۔“ ۱۶ ص ۷۷  
 مگر آج کل کے غیر مقلدوں کی نئی نسل کو یہ کیفیت خوب معلوم ہے یعنی اللہ اپنی ذات سے عرش پر ایسا ہی مستوی ہے جیسا کہ استوار کا لفظ معنی عام و خاص کے سمجھ میں آتا ہے، یعنی ایسا مستوی ہے کہ اس کی طرف ہاتھ کے اشارہ کر کے کہا جاسکتا ہے کہ ”دیکھو وہ خدا ہے جو کہ عرش پر بیٹھا ہے،“

## آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں

فتاویٰ تذیریہ میں ہے :  
 حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً یہ لفظ آئے ہیں۔ من صلی علی  
 عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغتہ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)



اس سے آنحضور کا قبر میں زندہ ہونا معلوم ہوا۔ ص ۱۶

اور فتاویٰ تذیریہ ص ۵۲ میں ہے :

اور حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے ہیں۔ جو عند القبر درود بھیجا  
ہے میں سناتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہوں، چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ

کتب حدیث سے معلوم ہوتا ہے لیکن کیفیت حیات کی اللہ تعالیٰ ہی  
جانتا ہے اور اس کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں

اگر احناف اور مقلدین حیات انبیاء کے قائل ہوں تو وہ قابل گردن زدنی ہیں  
اور اگر غیر مقلدین کے شیوخ و اکابر اس کے قائل ہوں تو وہ محقق اور المحدث  
کہلاؤں۔

## قیاس صحیح

فتاویٰ تذیریہ میں ہے :

اور جس قیاس کا مقیس علیہ امر واقع ہے وہ قیاس صحیح اور قابل عمل ہے، ص ۱۶  
پہلے پہلے قیاس غیر مقلدین کے نزدیک مطلقاً حرام تھا اب اس کی کوئی قسم جائز  
تو ہوئی۔

تیری آواز کے اور مدینے۔

## تعقید شخصی مطلقاً حرام ہے

حضرت میاں تذیر حسین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :  
اس عاجز نے اگرچہ ایک صورت تعقید شخصی کی میاں رکھیں یہ سبیل تنزل  
مباح میں درج کی تھی لیکن عند التعمیق مباح میں بھی داخل نہیں ہو سکتی



اس کا حاصل یہی تو نکلا کہ تقلید شخصی مطلقاً حرام ہے اور اسی حرام پر ایک فرقہ شاذہ مردودہ کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمان عمل کر رہے ہیں۔ غیر مقلدین شاید بھول گئے کہ آنحضور کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، جو امت کے سوا داعظم کو گمراہ کہے جن میں ائمہ محدثین و فقہائے اسلام صوفیائے عظام اور مفسرین سبھی شامل ہیں، وہ خود سب بڑا گمراہ فرقہ ہے۔ خائفانہ بھی فرمائیں کہ یہ تقلید مجتہدین کیلئے غیر مباح ہے یا سب غلام وصال کیلئے ابھی نواب صاحب کا فرمان اوپر گزر چکا ہے کہ تقلید مجتہدین کرے۔

### تقلید بلا دلیل حرام ہے

ابھی آپ نے دیکھا کہ میاں صاحب نے اپنے فتاویٰ میں مطلقاً تقلید شخصی کو حرام بتلایا ہے، نہ اس میں دلیل کی قید ہے نہ بلا دلیل کی قید ہے، مگر غیر مقلدوں کو یہ سودا بڑا ہنگام پڑ رہا تھا، اس وجہ سے اب تقلید حرام کی تعریف میں حذف و اضافہ شروع ہوا۔

فتاویٰ نذیریہ کی ان عبارتوں میں آپ غور کریں۔ تقلید پر کلام کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے :

تو تقلید بلا دلیل بھی باطل ہوئی ص ۱۹۱  
پس قول بلا دلیل پر تقلید کرنا کسی عالم کی اگرچہ وہ بڑا نامی دکامی ہو باطل ہے، ص ۱۹۲

تقلید بلا دلیل ایسی پوچ پچوڑ محض بے اصل ہے ص ۱۹۲  
اے مسلمانو تم قرآن و غیرہ سے تقلید بلا دلیل کی مذمت اور برائی تو سن چکے، پس آیت کریمہ اور نیز کتب اصول چار مذہب سے صاف واضح ہوا کہ تقلید بلا دلیل حکم الہی سے خارج اور مذموم قبیح ہے۔ ص ۱۹۲  
اب تقلید کی دو قسم ہوئی تقلید بلا دلیل۔ یہ جائز ہے، اور "تقلید بلا دلیل" یہ



حرام ہے۔

اب غیر مقلدین یہ بتلائیں کہ جب شخصی تقلید کی ایک قسم جائز ہے تو وہ مطلقاً تقلید کو حرام کیوں کہتے ہیں، حلال کو حرام کہنا کیا یہ دین میں تحریف نہیں ہے، کیا تحریم مطلق اللہ خدا کی شریعت میں جائز ہے۔

اب رہا کہ "باید دلیل تقلید" کیا شے ہے، اور اسے فی الواقع تقلید کہا بھی جائے گا یا نہیں، اس مسئلہ کو یہ ہیں چھوڑ دیجئے کہ غیر مقلدین خود اپنی جہاں میں اس قدر بھینس چکے ہیں کہ اب مزید ان پر کوئی بار ڈالنا ہم مناسب نہیں سمجھتے در نہ ابھی تو ایک سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ تقلید بادل شخصی کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ اور غیر مجتہد تقلید کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

## علماء مفتی وقاضی کی تقلید تقلید اصطلاحی نہیں ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے :

رجوع کرنا طرف قاضی یا فتویٰ مفتی یا حکم کرنا قاضی کا اور پر شہادت

شاہد ان عدول کے یا اتباع اولو الامر کا بدیل شرعی ہے اس کو

تقلید اصطلاحی مقلدین نہیں کہتے۔ ص ۱۹۶

دیکھئے غیر مقلدین بیچارے تقلید کا مطلقاً انکار کر کے کتنی مصیبت میں

گرفتار ہیں، اور ان کو اس مسئلہ میں کسی کیسی تاویلات کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔

سے تو تقلید شخصی و غیر شخصی کی تقسیم کی، پھر تقلید شخصی کی دو قسم کی ایک تقلید

شخصی بادل اور دوسرے تقلید شخصی بادل، اور پھر چونکہ ان کو خود بھی

تقلید شخصی سے ہزار دعویٰ غیر مقلدیت کے باوجود چھٹکارا نہیں ہے اس وجہ

سے یہ جوابنے علماء کی مفتیان کرام کی اور قاضیوں اور مجتہدین کی تقلید شخصی کرتے

ہیں اس کو کہا کہ یہ تقلید بدیل شرعی ہے، اسلئے یہ جائز ہے۔



ان ائمہ کے بندوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے علماء اولی الامر میں سے ہو سکتے ہیں اور ان کی تقلید شخصی بدلیل ہوگی تو پھر امام ابو حنیفہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا شمار اولی الامر میں سے کیوں نہیں ہوگا، اور انکی تقلید شخصی بدلیل کیوں نہ ہوگی، آخر ان ائمہ اربعہ ہی سے تمہاری دشمنی کیوں ہے؟

اچھا تم یہ کہتے ہو کہ جو تقلید شخصی بادل دلیل ہوگی وہ جائز ہے، تو پھر یہ ثابت کر دو کہ مقلدین ائمہ اربعہ اپنے اماموں کی تقلید شخصی بادل دلیل نہیں کرتے ہیں، خوب سوچ لو عوام جو علماء سے فتویٰ پوچھ کر عمل کرتے ہیں وہ تمہارے نزدیک تقلید اصطلاحی نہیں ہے، اس لئے اب بات صرف خواص مقلدین کی ہے، تم ثابت کر دو کہ مقلدین خواص تقلید بادل دلیل کرتے ہیں۔

سوادامت سے آدمی کٹ کر خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے، اور پھر اس کی عقل خیم علم دین ایمان اس سے سب رخت ہو جاتے ہیں نہ

ٹھکانہ ڈھونڈ لے مرغِ جن خوش رنگ پھولیں ہیں  
اگر تنکوں کو اپنا آشیان سمجھا تو کیا سمجھا

بخاری مسلم کی تمام مرفوع روایتیں صحیح ہیں

فتاویٰ تذیریہ میں ہے:

بخاری و مسلم کی تمام احادیث مرفوعہ سندہ صحیح ہیں ص ۳۰۲  
اور اس کے باوجود قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں امام مسلم نے "واذا قرا فانصتوا" یعنی جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو کی جو حدیث روایت کی ہے اسکو غیر مقلدوں نے بالاتفاق رد کر دیا ہے۔



مسلم کی یہ بھی روایت ہے آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں جب بیٹھتے تو کان یفاضل رجلاً الیسی وینصب رجلاً الیمنی آپ اپنا بائیں پاؤں پھیلا لیتے اور دائیں پاؤں کھڑا رکھتے مگر غیر مقلدین امام مسلم کی روایت کردہ اس حدیث کو چھوڑ کر قعدہ اخیرہ میں عورتوں کی طرح "تورک" کرتے ہیں یعنی سرین کے بل بیٹھتے ہیں۔

مسلم کی یہ بھی روایت ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الا یم احق بنفسها من دلیہا۔ یعنی جس کا شوہر نہ ہو وہ عورت اپنے نکاح کی دلی سے زیادہ حقدار ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر دلی کی اجازت کے بغیر کوئی عورت نکاح کر لے تو اس کا نکاح جائز ہوگا مگر غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر عورت اپنا نکاح کر ہی نہیں سکتی۔ یہ تین مثالیں محض یہ دکھانے کے لئے ہیں کہ جس صحیح مسلم کے بارے میں غیر مقلدین کے اکابر یہ کہتے ہیں کہ اس میں سب صحیح حدیثیں ہیں، اس حدیث کی صحیح کتاب کے ساتھ ان کا کیا معاملہ ہے، تفصیل کے لئے میری کتاب "مسائل غیر مقلدین کتاب سنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں" ملاحظہ فرمائیے۔

## غیر مقلدین کے یہاں کھلے ستر نماز درست ہے

ایک سند کے ضمن میں فتاویٰ تذریہ میں لکھا ہے۔

اس سے یہ بھی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ نماز میں ستر عورت شرعاً نہیں ہے نماز میں شرمگاہ کا چھپانا تمام ائمہ کا مسلک ہے، البتہ غیر مقلدین کے یہاں شرمگاہ کھول کر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے اور نمازی کی نمازیں اس سے



کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

مجتہد صاحبوں کے کیا کہنے۔

## صحابی کا فتویٰ حجت نہیں ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے :

.. اگر تسلیم کر دہ شود کہ سند اس فتویٰ صحیح ست تاہم ازواجتجاج صحیح

نہست زیرا کہ قول صحابی حجت نیست (ص ۲۲۱)

یعنی اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس فتویٰ کی سند صحیح ہے تب بھی اس سے دلیل

لانا درست نہیں ہے اس وجہ سے کہ صحابی کا قول حجت نہیں ہے۔

جی ہاں شیعوں اور غیر مقلدوں کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے بارے میں یہی عقیدہ ہے۔ مگر مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ تمام امت

مسلمہ شیعوں اور غیر مقلدوں کو نکال کر صحابی کے قول رد فعل اور ان کے فتاویٰ

کو قابلِ عمل و قابلِ احتجاج و استدلال تسلیم کرتی ہے، تفصیل میری کتاب

وقفۃ مع اللامذہبیۃ میں دیکھو۔

## عصر کا وقت مثلین تک ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے :

اس حدیث میں ظہر اور عصر کے اول وقت کا بیان نہیں ہے بلکہ آخر

وقت کا بیان ہے، اور مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ ظہر کا وقت

زوال آفتاب سے ایک مثل تک ہے، اور عصر کا وقت ایک مثل سے

مثلین تک (ص ۲۱۶)

اس تحقیق انہی کو دیکھ کر بلا اختیار یہ مصرع زبان پر آ رہا ہے :



اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

جس حدیث سے یہ تحقیق اینٹ پیش کی جا رہی ہے وہ یہ ہے۔

صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان

ظلك مثيلك . رواه في الموطا

اہل علم حضرات اس حدیث کو دیکھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس سے یہی

ثابت ہوتا ہے کہ عصر کا آخری وقت صرف : مثل تک ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو پھر رد مثل سے غروب آفتاب تک جو نماز عصر پڑھی جائیگی

وہ خارج وقت میں ہوگی اور وہ ادا نہیں قضا ہوگی۔

اب میں غیر مقلدوں سے پوچھتا ہوں، ذرا وہ ان المہ کا نام لیں جن کا یہ

مذہب ہو کہ مثلین سے لے کر غروب آفتاب تک جو عصر کی نماز پڑھی جائے گی وہ

ادا نہیں قضا ہوگی۔

غیر مقلدین کی دینی فہم کا اسی سے اندازہ لگائیں جو بات کہیں نہیں ملتی

وہ ان کے یہاں ملتی ہے، اور وہ اس بارے میں آثار و احادیث کا قطعاً لا پرواہ

ہو جاتے ہیں گویا ان کو جو کچھ کسی حدیث سے سمجھ میں آ گیا وہ بقیہ احادیث کے خواہ

کتنا بھی خلاف ہو اور خواہ وہ امت کے اجماعی مذہب کے خلاف ہو مگر وہ اسی

شاذ قول کو اپنائیں گے تاکہ ان کا مقلدین سے امتیاز اور اچھوتا پن باقی رہے۔

زاغ و کرگس پر کوئی بندش نہیں

اور شاہین ہیں کہ زیر دام ہیں

مس ذکر سے وضو لوٹنے اور نہ لوٹنے کی روایتیں

فتاویٰ تذریہ میں ہے :

سائل کا جواب مختصریوں ہے کہ ستر کو ہاتھ لگ جانے کے بارے میں



دونوں طرف روایتیں موجود ہیں یعنی بعض حدیثوں میں آیا ہے  
کہ اس سے وضو ساقط ہو جاتا ہے اور بعض میں آتا ہے کہ وضو ساقط

نہیں ہوتا اور دونوں قسم کی روایتیں اچھی ہیں (صفحہ ۴۲۴)

اس بارے میں غیر مقلدین اپنا مذہب واضح کریں ان کے یہاں مس ذکر سے  
وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں، اگر نہیں ٹوٹتا ہے تو مس ذکر سے وضو ٹوٹنے والی روایتوں  
کا کیا جواب ہے اور اگر اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو مس ذکر سے وضو نہ ٹوٹنے  
والی روایتوں کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔

انصاف کا اور اہل حدیث ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ جب اس بارے  
میں دونوں طرح کی روایتیں اچھی ہیں، تو دونوں طرح کی روایتوں پر عمل کیا جائے  
یعنی غیر مقلدین اپنا مسلک یہ بنائیں کہ مس ذکر سے بعض نمازیں یا کچھ روز کی  
نمازیں تو وضو باقی نہ رہنے کی وجہ سے باطل ہوں اور بعض نمازیں یا کچھ روز کی  
نمازیں وضو باقی رہنے کی وجہ سے باطل نہ ہوں تاکہ دونوں طرح کی احادیث پر  
عمل ہو جائے اور اہل حدیث کا اہل حدیث ہونا تو لا کے ساتھ ساتھ عملاً بھی ثابت  
ہو جائے۔

البتہ میری گزارش یہ ہے کہ غیر مقلدین کے اکابر و شیوخ کلام رسول صلی اللہ  
علیہ وسلم میں تضاد ثابت کر کے انکار حدیث کا دروازہ کھول رہے ہیں، جو بہت بڑا  
فتنہ اور بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ حدیث رسول کے ساتھ دوستی نہیں دشمنی ہے۔

آ رہی ہے چاہ یہ یوسف سے جدا  
دوست یاں سوزے ہیں اور بھائی بہت



# امام بخاری کی مخالفت لوہے کے چنے چبانے ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے :

اکیلے امام بخاری علیہ الرحمہ کو اللہ پاک نے اس فن میں وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ انکی مخالفت لوہے کے چنے چبانے ہیں۔ (صفحہ ۲۲۷)

اور غیر مقلدین درج ذیل مسائل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہی نہیں بلکہ ہمارے دنیا کے آقا و سردار نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے لوہے کے چنے چبلنے کی کوشش میں اپنے دانت توڑ رہے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آنحضور کا یہ ارشاد ذکر کرتے ہیں اِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا فِي وَشْوِئِهَا، فَإِنْ أَحَدُكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ -

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں کا کوئی آدمی جب نیند سے بیدار ہو تو وضو کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنا ہاتھ دھو لے اسلئے کہ اسے معلوم نہیں کہ نیند میں اس کا ہاتھ بدن کے کس کس حصہ پر پڑا ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معمولی نجاست سے بھی پانی اگر کھوڑا ہے تو نجس ہو جائے گا خواہ اس کا رنگ و مزہ اور بو میں تغیر آئے یا نہ آئے۔

جبکہ غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ اگر پانی کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف بدلتا نہیں ہے تو نجاست خواہ کتنی بھی پانی میں پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

بخاری آنحضور کا یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں۔

اِذَا لِيَ أَحَدُكُمْ الْغَائِطُ فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يُولِيهَا ظَهْرَهُ



یعنی جب آدمی پاخانہ پیشاب کے لئے بیٹھے تو اپنا رخ قبلہ کی طرف نہ کرے، مگر غیر مقلدین بخاری کی اس روایت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں اور ان کے نزدیک پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ رو ہونا جائز ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد  
یعنی جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم لوگ ربنا لك الحمد کہو  
اس سے معلوم ہوا کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی صرف ربنا  
لك الحمد کہے گا۔

مگر غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ امام یہ دونوں کلمے کہے گا۔ بخاری میں  
آنحضور کا یہ بھی ارشاد ہے:

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يلبس المحرم من  
التياب فقال لا يلبس القميص ولا العمامة ولا السراويلات -  
یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کیا پہنے؟ تو آپ نے  
فرمایا کہ احرام والا نہ قمیص پہنے گا اور نہ عمامہ اور نہ پاجامہ۔

مگر غیر مقلدین کے نزدیک محرم سلا ہوا کپڑا پہن سکتا ہے۔ اس وقت  
میرا یہ موضوع نہیں ہے کہ میں آپ کو تفصیل سے یہ بتلاؤں کہ غیر مقلدین احادیث  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رد و انکار میں اپنے آباء و اجداد کی تقلید میں کتنے  
جری ہیں، یہ چند حدیثیں تو محض نمونہ کے طور پر ہیں۔

تفصیل کے لئے میری کتاب مسائل غیر مقلدین دیکھئے۔



جب مختلف احادیث میں جمع کرنا ممکن ہو تو بعض کا  
رد کرنا جائز نہیں

فادیٰ نذیریہ میں ہے۔

وان امکن الجمع بین الاحادیث لم یجز ما ببعضها <sup>۵۲۶</sup>  
یعنی جب (مختلف) احادیث کے درمیان تطبیق دنیا اور جمع کرنا  
ممکن ہو تو بعض کا رد کرنا جائز نہیں۔

مگر اس اصول پر غیر مقلدوں کا عمل نہیں، یہ صرف اصول ذکر کرتے ہیں  
اور زبانی قوالی گاتے ہیں۔ کچھ اور نہیں صرف تراۃ خلف الامام کے سلسلہ  
میں دیکھئے یہ اپنے اس اصول کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتے ہیں۔ تفصیل مری  
کتاب مسائل غیر مقلدین میں دیکھئے۔

## اعمال ایمان کا جز نہیں ہیں

فادیٰ نذیریہ میں ہے :

اعمال نزد اہل سنت و جماعت داخل جز ایمان نیست بلکہ  
از کمالات است بخلاف معتزلہ و خوارج کہ نزد ایشان اعمال جز اصل  
ایمان است۔ (ص ۵۲۹)

یعنی اعمال اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایمان کا جز نہیں ہیں بلکہ اعمال  
کمالات ایمان ہیں بخلاف معتزلہ و خوارج کے، ان کے نزدیک اعمال ایمان  
کا جز ہیں۔

یہی بات اگر امام ابو حنیفہ فرمادیں تو وہ "مرجی" کہلائیں اور اگر اس کو  
غیر مقلدین کہیں تو یہ خالص "اہل حدیث" اور اہل سنت و جماعت کہلائیں واہ۔



یہ دوزنگی اور انصاف کا خون۔

یہ علم یہ حکمت، یہ تدبیر یہ حکومت  
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات

خیر اس بے انصافی کا بدلہ تو غیر مقلدین کو روزِ حشر ملے گا یہاں ہمیں ان  
غیر مقلدین سے پوچھنا ہے کہ اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر صحیح صحیح بتلاؤ کہ اعمال  
کے جزوِ ایمان ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا  
کیا مسلک ہے؟ اور یہ بھی بتلاؤ کہ امام بخاری اہلسنت وجماعت میں سے  
تمہارے نزدیک ہیں یا نہیں؟ اور یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ امام بخاری  
کی مخالفت لو ہے کے چنے چبانے ہیں، آخر اس مسئلہ میں تم نے ان کی  
مخالفت کر کے لوہے کے چنے چبانے کی حماقت کیوں کی، کیا تمہارے دانت  
اتنے مضبوط ہیں کہ تم یہ لوہے کے چنے چبا لو گے؟

ناظرین کرام میں سے جو اہل علم ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ امام بخاری  
کے نزدیک بھی اعمالِ ایمان کا جز ہیں، اور ابھی آپ فتاویٰ تذریہ  
کا یہ فتویٰ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ یہ اہلسنت وجماعت کا مسلک نہیں ہے  
امام بخاری علیہ الرحمہ کو غیر مقلدوں کے برصیا دوست نما دشمن کہاں ملا ہوگا۔  
ساری زندگی بخاری بخاری کرتے کرتے آخر میں ان کو اہلسنت وجماعت ہی  
سے خارج کر دیا۔

دشمنوں سے پشیمان ہونا بڑا  
دوستوں کا خلوص آزمانے کے بعد



## ضعیف حدیث سے جواز و استحباب ثابت ہوتا ہے

فتاویٰ تذریعہ میں ہے :

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے، اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی عبد العزیز بن عبد الرحمن متکلم فیہ ہے جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ میں مذکور ہے، لیکن اس کا متکلم فیہ ہونا ثبوت جواز و استحباب کے منافی نہیں کیونکہ حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب و جواز ثابت ہوتا ہے۔ ۵۶۴

جی ہاں، احادیث کی ساری کھیتی کے تو تنہا آپ ہی مالک ہیں، جس حدیث کو چاہا قبول کر لیا، جس کو چاہا رد کر دیا، جب من چاہا ضعیف حدیث کو تائید استدلال و لائق جواز و استحباب ٹھہرا لیا اور جب چاہا صحیح حدیث تک کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا، فن حدیث اور علم حدیث کی خدائی آپ خیر مقلدوں کے ہاتھ میں ہے، اس خدائی میں تنہا آپ متصرف ہیں کسی کو کیا مجال کہ آپ کے تصرف جائز و ناجائز پر انگلی اٹھا سکے۔

بیش رکعت تراویح والی حدیث صرف ضعیف ہے موضوع نہیں، اور ضعیف بھی ایسی کہ تعامل جمہور سے اس کا ضعف بھی جاتا رہا ہے، مگر اس حدیث سے آپ کو نہ بیس رکعت تراویح کا جواز معلوم ہوتا ہے نہ استحباب اس لئے کہ آبار و اجداد کا مسلک یہ ہے کہ تراویح آٹھ رکعت ہے، اور آٹھ رکعت تراویح کو ثابت کرنے کے لئے ایک طرف غیر مقلدین نے اجماع امت اور تعامل جمہور کا مذاق اڑا کے رکھ دیا ہے تو دوسری طرف تہجد اور تراویح کو ایک ثابت کرنے کے لئے علم و فہم کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں ایسی طرف حضرت غوث علیہ السلام جلیل القدر صحابی رسول اور خلیفہ راشد اور فاروق بین الحق و الباطل



کی شان میں گستاخوں کا پشتارہ کھول دیا ہے  
فتاویٰ میں، آہ میں، فریاد میں، شیون میں، نالے میں  
سناؤں حال دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

## مشرکوں کے فعل سے استدلال

غیر مقلدین حضرات کے یہاں سجدہ تلاوت کرنا بے وضو بھی جائز ہے اگرچہ  
یہ مذہب جمہور کے مذہب کے خلاف ہے، اس بارے میں فتاویٰ نذیریہ کا یہ  
فتویٰ پڑھیں اور غیر مقلدین کے بے اصولے پن ہی پر نہیں انکی فہم دین پر بھی  
جتنا چاہے ماتم کر لیں یا جتنا چاہیں ہنس لیں۔

فتاویٰ نذیریہ میں ہے :

سجدہ تلاوت جمہور کے نزدیک بے وضو درست نہیں، اور عبد اللہ  
بن عمر بے وضو سجدہ تلاوت کرتے تھے، اور مشرکین نے بھی بے وضو

سجدہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کیا ہے۔ ص ۵۱

ملاحظہ فرمائیے ان کا بے اصولا پن۔ ایک طرف تو آپ نے بڑے زور و شور سے  
یہ اصول بنایا ہے کہ صحابی کا قول حجت نہیں، اور صحابی کے فعل سے استدلال نہیں  
کیا جاسکتا، اور دوسری طرف اس مسئلہ میں آپ حضرت عبد اللہ بن عمر کے فعل  
سے بلا وضو سجدہ تلاوت کے جواز پر استدلال کر رہے ہیں۔

ہے کچھ ٹھکانا اس بے اصولے پن کا، جب کہ آپ خود یہ تسلیم بھی کر رہے ہیں  
ہیں کہ بلا وضو سجدہ تلاوت کرنا جمہور کا مذہب نہیں ہے۔

اور کمال دینداری تو یہ ہے کہ آپ اس جواز پر مشرکین کے فعل سے  
بھی استدلال کر رہے ہیں۔

اس سے دین میں یہ انوکھا قاعدہ بھی نکلا کہ کسی شرعی فعل کے جواز یا



عدم جواز پر شرکین کے قول: نفل سے بھی استہلال کیا جاسکتا ہے<sup>(۱)</sup>  
 میں غیر مقلدوں سے یہاں یہ بھی سوال کروں گا کہ ان کو کیسے معلوم ہوا کہ  
 وہ سجدہ کرنے والے شرکین صرف بلاد صوبہ تھے، غیر مقلدوں کو ان کا بلا غسل  
 نہ ہونا کس یقینی دلیل سے معلوم ہوا۔

نہ معلوم ان شرکین میں کتنے بلا غسل رہے ہوں گے، تو کیا غیر مقلدین  
 سجدہ تلاوت جنسی اور محکم کے لئے بھی جائز قرار دیں گے؟ نہ جائز قرار  
 دینے کی کیا وجہ ہے؟ اور اگر تمہارے مذہب میں یہ جائز ہی ہے تو اس کا بھی آج  
 فتویٰ دے ہی دو۔

عامل حدیث کے یہ بنے ہیں۔ رائے امام  
 اوروں پہ اہل رائے کا کرتے ہیں اتہام  
 یہ شرکوں کے نفل سے کرتے ہیں احتجاج  
 تو یہ یہی ہے دین تو پھر دین کو سلام  
 ہے خولکی میں ڈھولکی کے انکاسال دسر  
 ہے ڈھولکی میں خولکی کے انکی دھوم دھام

## جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے

نفاذی تذیر یہ ہے :

جس وقت خطیب خطبہ جمعہ دے رہا ہو اس وقت سلام نہیں کرنا

چاہئے کیونکہ سلام کہنا سنت ہے اور خطبہ کا سننا فرض ہے ص ۱۷۵

اب کوئی جمعہ کی نماز غیر مقلدین کی مسجد میں پڑھ کر دیکھ لے کہ وہ اس فرض کے  
 کیسے تارک ہیں، جمعہ کا خطبہ ہوتا ہو گا، اور کوئی صاحب آئیں گے اور دھڑے  
 سینہ تک ہاتھ اٹھا کر عین خطیب کے سامنے دو رکعت مزدور پڑھیں گے۔

(۱) اگر کہیں کہہ رہے ہیں اس مسئلہ میں (۱) ہادی کا فتویٰ ہے کہ تو میں فرض کر دھما کہ بناب کرار بوجہ کا تہ آیہ حرام تو



ان غیر مقلدوں کو اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ زہن چھوڑ کر سنت میں مشغول ہونا کس اصول سے درست ہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول صحیح ہونے کے باوجود قابلِ رد ہے

نقادی نذیریہ میں ہے :

حضرت علی کا یہ قول لا تشیع ولا جمعة الا فی مسجد جامع، صحیح ہے، ابن حزم نے اس قول کی تصحیح کی ہے،

مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت علی کے اس قول سے صحت بمعہ

یکلے مصر کا شرط ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا، ص ۱۱۰

خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے بھلا کوئی بات کیسے ہرگز ثابت ہو سکتی ہے، اور ان کا قول ان اہل توحید و ایمان کے نزدیک کیوں کہ ہرگز ہرگز درخور اعتنا ہو سکتا ہے اس لئے کہ خواہ وہ خلیفہ راشد ہوں جن کے بارے میں آنحضرت کا ارشاد ہے علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین یا وہ تابعین اولین میں سے ہوں جن کے بارے میں قرآن کا ارشاد السابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

بہر حال ہیں تو وہ صحابی اور صحابی کا قول غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہوتا۔ ویسے جب خواہش نفسانی زوروں پر ہوتی ہے تو صحابی کا قول و فعل ہی نہیں شرکین کا فعل بھی حجت بن جاتا ہے، جیسے بلا وضو سجدہ تلاوت کے جواز کے بارے میں ابھی چند صفحے پہلے آپ نے پڑھا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

علم و عمل کی یہ کوتاہی، قلب و نظر کی یہ گمراہی

آج کا انسان تو بہ تو بہ! کتنا ہے انجام سے غافل



## غیر مقلدین کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فہم پر عدم اعتماد

فاری تدریس ہے :

دابعاً یہ کہ ولو فرضنا تو یہ حضرت عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور  
فہم صحابہ حجت شرعیہ نہیں ہے۔ ۹۲۲

جی ہاں دین و شریعت کے بارے میں فہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور فہم صحابہ رضی اللہ عنہم  
کیوں برابر حجت ہوگا، البتہ غیر مقلدین کے جغادریوں اور جغادریوں کے سردار  
محدث شوکانی کا فہم ضرور برابر قبول ہوگا۔

پوری تحفۃ الاحوذی کی چاروں جلدوں میں شوکانی کے کلام سے بڑی پوری ہیں  
اور نواب صاحب بھوپالی نے علامہ شوکانی کو اپنی عقل بنا کر کھا ہے۔  
بھلا بتلائے حضرت عائشہ اور صحابہ کرام کے بارے میں ان غیر مقلدوں کا  
کتنا گندہ عقیدہ ہے۔

میں نے اپنی کتاب دفعۃ مع اللام مذہبیہ میں بڑی تفصیل سے یہ  
ثابت کیا ہے کہ غیر مقلدیت شیعیت کی چھوٹی بہن ہے اس بحث کو اہل علم حضرت  
میری اس کتاب میں ضرور دیکھ لیں غیر مقلدوں کے سلسلہ میں بڑی بعیرت حاصل  
ہو جائے گی۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں غیر مقلدین کی جرات بجا اور گستاخی

مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جانا مناسب  
ہے یا نہیں؟ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ آنحضور کا عورتوں  
کے لئے یہی ارشاد تھا کہ ان کو گھر میں نماز پڑھنا مسجد سے بہتر ہے مگر بہر حال



ان کو اس کی اجازت تھی کہ وہ مسجد میں بھی آکر نماز پڑھیں اور عورتیں مسجد میں نماز پڑھا بھی کرتی تھیں، عیدین کی نماز کے لئے عید گاہ بھی جاتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی اور حضرت معاویہ کے زمانہ تک با حیات رہی ہیں، انھوں نے اپنے زمانہ میں کچھ تغیرات کو ملاحظہ فرمایا، آنحضور کے زمانہ سے جتنا بعد ہوتا گیا آنحضور کے زمانہ کی خیر و برکت بھی اسی اعتبار سے کم ہوتی رہی اور لوگوں کے اخلاق میں بھی نمایاں تغیر ہوتا گیا۔

حضرت عائشہ کا شمار فقہائے صحابہ میں ہوتا ہے، وہ ان چند لوگوں میں سے ایک ہیں جن کو صحابہ کرام میں علمی اعتبار سے بڑا امتیاز حاصل تھا بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے علم و فقہ حاصل کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور کا بھی دور دیکھا تھا اور آنحضور کے بعد کا زمانہ بھی کافی مدت تک گمایا تھا، انھوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے لحاظ سے یہ محسوس کیا کہ اب عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنا مناسب نہیں، آپ فرماتی تھیں کہ آنحضور بھی اگر زمانہ کے اس تغیر کو دیکھتے اور اس وقت لوگوں کے جو حالات ہیں اس کا مشاہدہ کرتے تو آپ خود بھی عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کر دیتے۔

حضرت عائشہ دین کی فہم شریعت کے مزاج سے علم و واقفیت میں ایک امتیازی حیثیت کی مالک تھیں، وہ حالات کے لحاظ سے عورتوں کو نماز پڑھنے کے لئے گھر سے نکل کر مسجد میں جانے کو بہتر خیال نہیں فرماتی تھیں، یہ ان کی اس زمانہ میں رائے تھی اور یہ رائے نہایت صائب درست اور عادلانہ و عالمانہ تھی مگر ہمارے رے غیر مقلدوں کی اہل حدیثیت کہ اس صائب رائے پر وہ عمل کیا کرتے حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی کرنے لگے، اس مسئلہ میں ابھی آپ نے دیکھا کہ انھوں نے حضرت عائشہ کے فہم دین پر عدم اعتماد کا اظہار کیا اور



کہا کہ حضرت عائشہؓ اس بارے میں جو فرما رہی ہیں وہ اپنی فہم سے فرما رہی ہیں اور صحابہ کا فہم دین میں جھٹ نہیں۔

اور اب سنئے اسی مسئلہ میں مزید کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فتاویٰ نذیریہ میں اسی مسئلہ کے ضمن میں لکھا ہے۔

پس حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درباب حضوری غور توں کے عید گاہ میں اسی اہتمام کے ساتھ بحال خود رہا اور جانانا کا عید گاہ میں ثابت ہوا۔ پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول وفعال صحابہ مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له

الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين لوله برأى، ونضله جهنم وساءت مصيرا۔ جو حکم صراحۃً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز ہرگز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہیے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منہ حکم صریح الہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنے ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۲۲)

اب ذرا اس فتویٰ کے مندرجات اور اس سے پیدا ہونے والے نتائج پر غور کریں۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور کے فرمان کی مخالفت کی۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مسئلہ میں مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔ — آیت کا ترجمہ یہ ہے :

(ترجمہ) یعنی جو رسول سے اختلاف کرے گا جبکہ کھل چکی ہے، اس پر سیدھی راہ

اور مومنین کے علاوہ راہ چلیگا تو ہم اس کو وہی حوالہ کریں گے جو اس نے اختیار کیا، اور اس کو جہنم میں پہنچا دیں گے

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ میں اپنے قیاس اور رائے کو دخل دیا جو صراحۃً شرع شریف سے ثابت ہے۔



(۴) حضرت عائشہ نے معاذ اللہ شرع شریف میں رائے دقیاس کو دخل دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے حضرت آدم کے مقابلہ میں انا خیر منہ کہہ کر کیا تھا اور جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کیلئے ملعون ہوا۔

(۵) حضرت عائشہ نے معاذ اللہ یہ فتویٰ دیکر کہ اب غورنوں کا عید گاہ اور مسجد میں جانا مناسب نہیں ہے شریعت کو بدل ڈالا تھا۔

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں یہ گستاخیاں کیا ایک بڑے سے بڑا گناہ گار بھی اگر اس میں ایمان کا ذرا بھی حصہ ہے کر سکتا ہے۔

مگر یہ .. فردہ غیر مقلدہ .. اپنی فہم اور اپنے اجتہاد کے زعم میں جس کے بارے میں جو چاہتا ہے بک مارتا ہے، اور وہ منہ پھاڑے یہی شور مچائیگا کہ سچے اہلسنت و جماعت تو ہم ہی ہیں، اور جب ان کی ان گمراہیوں پر ان کو کوئی آگاہ کرتا ہے تو وہ .. ملاحیاں .. سناتے ہیں، گویا انکو تو پورا حق ہے کہ حضرت عائشہ تک پر گندگی اچھالیں، مگر دوسروں کو کوئی حق نہیں۔

نظم گلشن کیلئے باد صبا پر پہرا  
صحن گلشن میں مگر برگ خزاں آوارہ

## قرآن کا اجرت دیکر سننا

فتاویٰ نذیریہ میں ہے :

سننا قرآن کا اور پڑھنا اجرت کے ساتھ نماز تراویح میں جائز ہے

اور ثواب ہوگا، ص ۶۲۲

یہ فتویٰ رائے اور قیاس سے ہے، یا اس پر کتاب و سنت سے کوئی سند ہے؟ اگر محض رائے اور اپنی فہم سے ہے تو جب حضرت عائشہ اور صحابہ کی



رائے دین میں آپ کے نزدیک معتبر نہیں تو پھر آپ کی رائے اور آپ کی فہم کیوں کر معتبر ہوگی؟

اور اگر اس فتویٰ کی سند میں کتاب اللہ کی کوئی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ہے تو اس کو پیش کرتے ہوئے شرم کیوں آرہی ہے۔

## سنت صحابہ سے استدلال

ایک مسند کے ضمن میں قادیانی تذریعہ کی یہ عبارت ہے :  
 یہ کیونکہ یہ مسند سنت صحابہ کرام کا ہوا موافق فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین المہذبین  
 تم کو بھی اسی لقب سے اہل سنت و الجماعت کے لقب سے ملقب ہوئے۔

دیکھا آپ نے غیر مقلدوں کی پیرا بازی، ابھی ابھی آپ نے ان کا اصول یہ معلوم کیا کہ صحابہ کرام کا قول و فعل حجت نہیں ہے، نہ غیر مقلدین کو صحابہ کرام کی فہم پر اعتماد ہے، چند صفحے پہلے آپ نے دیکھا کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد کا قول لا تشریع ولا جمعة الا فی مصر جامع کو ٹبری بے حیائی سے رد کر دیا اس لئے کہ اس سے ان کے مزعومہ خیال نماز جمعہ دیہات میں بھی جائز ہے کا رد ہو رہا تھا۔

اور یہاں سنت صحابہ سے استدلال کیا جا رہا ہے، اور علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین والی حدیث یاد آرہی ہے اس لئے میں کتابوں کے غیر مقلدوں کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ قاعدہ یہ اپنی خواہش نفس کے بندے ہیں، جب چاہتے ہیں ایک اصول گڑھ لیتے ہیں۔



ایک نیا روز بدلتی ہے لباس  
بیرہن رکھتی ہے دنیا کتنے

جب کسی ضعیف راوی کے ضعف پر سب محدثین کا

اتفاق ہو تب وہ روایت مردود ہے ۔

آمین بالجہر کے سلسلہ میں ابن ماجہ کی روایت جس میں ہے کہ لوگوں کے آئین  
کہنے نے مسجد گونج جایا کرتی تھی ۔ کو ذکر کر کے غیر مقلدین کے شیخ الکلی میاں  
صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اس حدیث کے بعض راوی ضعیف ہیں لیکن ایسا ایک راوی بھی نہیں

جس کے ضعف پر سب محدثین کا اتفاق ہو .. (نآدی تدریہ ص ۲۱۷)

غیر مقلدین میاں صاحب شیخ الکلی فی الکلی کے اس قاعدہ کو رٹ رٹ کے  
زبانی یاد کر لیں، اور جب تک کہ کسی ضعیف راوی کے ضعف پر خلفاء و خلفاء سارے  
محدثین کا اتفاق نہ ہو وہ اسے قابل عمل سمجھیں ۔

مذہم نہیں یہ قاعدہ مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوری کو معلوم تھا کہ نہیں

غالباً نہیں معلوم تھا ورنہ اپنی مایہ ناز کتاب تحفۃ الاحوذی میں وہ اس پر ضرور  
عمل کرتے، اور سیکڑوں حدیث پر محض ایک در محدثین کے ضعیف کہنے سے ضعیف  
ہونے کا حکم نہ لگاتے ۔

راوی کا ضعیف حدیث کو روایت کرنا اسکو قابل اعتبار بنا دیتا ہے

نآدی تدریہ میں علامہ شوکانی کا یہ کلام مفید نقل کیا گیا ہے :

روایۃ ضعیف مع الضعف توجب الاعتناء عن

درجة السقوط الى درجة الاعتبار (ص ۲۱۷)



یعنی ضعیف روایت کا باوجود اس کے ضعیف کے روایت کرنا اس  
ضعیف روایت کو درجہ سقوط سے اٹھا کر معتبر روایت کے درجہ  
میں کر دیتا ہے۔

غیر مقلدین اپنے شیخ المشائخ کے اس کلام کو گرہ سے باندھ لیں اور وقت ضرورت  
اس پر عمل کریں، اور بلا درجہ ہر ضعیف حدیث کو مردہ قرار دینے کی روش سے  
باز آجائیں۔

## وتر ایک سے تیرہ رکعت تک

فتاویٰ نذیریہ میں سوال کر لے ذیل نے یہ سوال کیا کہ وتر صحیح حدیث سے  
کے رکعت ثابت ہے، اس کا جواب ملاحظہ ہو :

جواب ۔ احادیث صحیحہ سے وتر ایک رکعت، تین رکعت، پانچ رکعت  
سات دن و گیارہ و تیرہ رکعتیں ثابت ہیں،  
پھر لکھتے ہیں :

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وتر کا ادنیٰ درجہ ایک رکعت ہے  
اور اکمل درجہ گیارہ رکعت ہے۔ ص ۵۴۱

غیر مقلدوں کی مسجد میں جا کر کوئی دیکھ لے یہ کہ رکعت وتر پڑھتے ہیں، انکا عمل  
ادنیٰ درجہ پر ہے کہ اکمل درجہ پر۔

جہاں تک مجھے علم ہے کوئی غیر مقلد حتیٰ کہ ان کے شیوخ اور علماء رکھی  
گیارہ اور تیرہ رکعت وتر نہیں پڑھتے ہیں۔ میاں صاحب کی یہ بات بھی دیکھئے  
کہ تیرہ رکعت وتر تسلیم کر کے بھی اکمل درجہ گیارہ ہی کو قرار دے رہے ہیں، گیارہ اکمل کیوں  
تیرہ اکمل کیوں نہیں؟



## تارکِ صلوٰۃ نہ مسلم ہے نہ کافر

فتاویٰ نذیریہ میں ہے :

تارکِ صلوٰۃ نزد جمہور علماء اہل سنت رحمہم اللہ مسلم ست، نہ کافر  
یعنی نماز کا تارک جمہور علماء کے نزدیک مسلم ہے نہ کافر  
یہ اہل سنت کا مسلک نہیں ہے بلکہ معتزلہ کا مسلک ہے۔  
اہل سنت کی طرف اس مذہب کو منسوب کرنا سراسران پرافتراء ہے، اگر اس  
عبارت کا کوئی دوسرا مطلب ہے تو غیر مقلدین اس کی تشریح کریں۔

## جموعہ کی اذان ثالث

آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے  
زمانہ تک جموعہ کی صرف ایک اذان تھی، اور خطبہ کے بعد اقامت کہہ کر نماز  
شروع ہو جاتی تھی، اس اقامت کو محدثین دوسری اذان کہتے ہیں۔ حضرت  
عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مدینہ کی آبادی پھیل گئی تو آپ نے تیسری  
اذان (جواب پہلی کہلاتی ہے) کو جاری کیا، اور تمام صحابہ کرام نے ان کے  
اس فعل کو پسند کیا اور آج تک پورے عالم اسلام میں اسی پر عمل ہے، ایک  
اذان لوگوں کو مسجد میں جمع کرنے کے لئے دی جاتی ہے پھر دوسری اذان خطبہ کے  
وقت ہوتی ہے اور پھر تیسری اذان نماز شروع کرتے وقت اقامت کی شکل  
میں ہوتی ہے، سارے مسلمانوں کا حضرت عثمان کے زمانہ سے یکراں آج تک اسی  
پر عمل ہوتا آیا ہے۔ فتاویٰ نذیریہ کا اب یہ فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال۔ جموعہ کے روز اذان ثالث جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ جائز ہے ج ۱ ص ۵۷



اور اسی فتاویٰ کے ج ۱ ص ۵۷ پر یہ عبارت ہے۔

فلما كانت خلافة عثمان وكنهه ۱۱ مر عثمان يوم الجمعة

بالاذان الثالث فاذن به على الزوراء فثبت الامر على ذلك

یعنی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگوں کی

کثرت ہوئی تو آپ نے اذان ثالث کا حکم دیا، چنانچہ زوراء مقام پر

یہ اذان دی گئی اور اسکے بعد سب مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔

یہ تو ہے علماء غیر مقلدین کا فتویٰ اور اذان ثالث کا اعتراف خط کشیدہ عربی کا

جملہ آپ دیکھئے یہ خود بول رہا ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ سے اس پر مسلمانوں

کا عمل رہا ہے۔

مگر ان غیر مقلدین کا عمل یہ ہے کہ وہ اجماع امت کے خلاف اس پر عمل

نہیں کرتے اور ان کی مساجد میں جمعہ کے روز صرف ایک اذان اور اس کے بعد

نماز کے لئے اقامت ہوتی ہے، حضرت عثمان کا یہ عمل سارے صحابہ کو اور دنیا

کے سارے مسلمانوں کو پسند آیا نہ پسند آیا تو اس طائفہ نو مولود اور فرقہ شاذہ

کو، اسی کو میں کہتا ہوں کہ غیر مقلدین کا طائفہ صحابہ کا دشمن ہے، اس کو صحابہ کے

عمل سے چڑھ ہے، اس فرقہ میں رافضیت کا کافی عنصر ہے، اس کا شمار اہلسنت

و جماعت میں سے محض رواداری کی بنا پر ہوتا ہے، در نہ دشمنانِ صحابہ کا شمار

اہلسنت و جماعت میں سے ہو سمجھ میں نہیں آتا۔

## نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ زور سے پڑھنا

فتاویٰ نذیریہ میں ہے۔

جب ثابت ہوا کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور سورہ کاہرے پڑھنا

جس حدیث میں مذکور ہے اس کے راوی ٹھیک ہیں اور وہ حدیث



صحیح ہے تو اس پر عمل کرنا جائز ہوا، (ج ۱ ص ۶۱)

کیا کہا جائز ہوا؟ کیوں جائز ہی ہوا، واجب کیوں نہیں ہوا؟ قرأت خلف  
الامام کی صحیح حدیث سے تو قرأت کا امام کے پیچھے نمازوں میں وجوب اور فرض  
ثابت ہو، اور یہاں صحیح حدیث سے صرف جواز ہی ثابت ہو، یہ دورنگی  
کیوں؟

اور پھر جب نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور کسی سورہ کا ملانا بھی جہرا صحیح  
حدیث سے ثابت ہے تو غیر مقلدین اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ اور کیوں نہیں  
سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ نماز جنازہ میں جہرا پڑھتے ہیں؟ دعویٰ تو بڑے زور  
و شور کے ساتھ اپنے اہل حدیث ہونے کا کرتے ہیں اور لوگوں کو مابلبلان نالاں  
گلزارِ محمد کی توالی سناتے ہیں، مگر جب صحیح حدیث پر عمل کرنے کا وقت  
آتا ہے تو کان میں انگلی ڈال لیتے ہیں۔  
کھینے کی زباں اور ہے کرنے کی زباں اور۔

کالفتہ پہنچ جاتا ہے

لبوں پر حرفِ محبت دلوں میں بغض و نفاق  
یہ درستی ہے؟ تو پھر دشمنی میں کچھ بھی نہیں

مردہ پر مٹی ڈالنے کا وقت کچھ بڑھنا معلوم نہیں

فنادیٰ نذیر یہ میں ہے :

مردہ پر مٹی دینے کا وقت آیت صفا خلقناکم کا پڑھنا معلوم نہیں ص ۶۸۲

اور مولانا عبد الرحمن مبارکپوری فرماتے ہیں :

اس بارے میں جو حدیث ہے ضعیف ہے (ص ۶۸۲ - ص ۶۸۵)

میں کہتا ہوں کہ حدیث ضعیف ہے تو کیا ہوا، جیسا کہ اس فنادیٰ نذیر میں معلوم ہو چکا



کہ ضعیف حدیث سے اگر وہ موضوع نہ ہو تو جواز و استحباب ثابت ہوتا ہے، جب جواز و استحباب ضعیف حدیث سے ثابت ہوتا ہے تو مردہ پر مٹی ڈالنے وقت منها خلقناکم والی آیت کا پڑھنا جائز و مستحب ہوا، آخر آپ کو اس سے انکار کیوں ہے۔ غیر مقلدین کا عجیب حال ہے یہ صحیح حدیث ہو تو اس پر بھی عمل نہیں کریں گے جیسا کہ ابھی آپ نے اوپر والے مسئلہ میں دیکھا اور ضعیف حدیث ہو تو اس پر بھی عمل نہیں کریں گے، اور قرآن ہو تو اس پر بھی عمل نہیں کریں گے جیسا کہ قرأت خلف الامام والے مسئلہ میں قرآن کی آیت اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا پر عمل نہیں کیا۔

لیکن ما شاء اللہ رہیں گے۔ یہی خالص موجد، خالص اہل سنت و جماعت اور خالص محمدی و خالص اہل حدیث۔

## خابلہ، مالکیہ اور شافعیہ اہل حدیث نہیں

فادیٰ نذیریہ میں ہے :

سوال۔ اگر کسی نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً زنا کیا تو وہ بیٹے کے نکاح سے نکل گئی یا اس کا نکاح بیٹے سے باقی ہے ؟

جواب۔ خابلہ اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے نکل گئی لیکن شافعیہ اور اہلحدیث کے نزدیک وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے باہر نہیں ہوتی (ص ۲۶۶)۔

اب تک تو صرف اخاف ہی اہلحدیث کی فہرست سے خارج تھے اس جواب سے معلوم ہوا کہ خابلہ، مالکیہ اور شافعیہ کبھی اہلحدیث نہیں ہیں۔

علمیت کا غرور اسے راہی  
پتہ تو یہ ہے بڑی جہالت ہے



مجھے اس وقت اصل مسئلہ میں کچھ عرض نہیں کرنا ہے، ناظرین دیکھ رہے ہیں کہ خاتلہ مالکیہ اور حنفیہ مذاہب اربعہ میں سے یہ تینوں ایک ہی بات کے قائل ہیں وہ یہ کہ جس باپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً بھی اگر زنا کیا ہو تو وہ بیٹے کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔

البتہ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی باک نہیں ہے کہ اس طائفہ محدثہ شاذہ کی یہ جرات کی انتہا ہے کہ وہ اپنا نام ان ائمہ اربعہ کے ساتھ برابری کے درجہ میں لیتا ہے۔ اہل حدیث "کاثائیل لگانے سے کیا اس فرقہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ مذاہب ائمہ اربعہ کی برابری کے درجہ میں ہو گیا ہے۔

اتنا ہی سہرا اٹھائیے کہ جس سے یہ تو ہو  
لوگوں کے دل میں آپ کی کچھ آبرور ہے

## تعویذ لکھ کر گلے میں لٹکانا جائز ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ایک سوال یہ ہے کہ گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے کہ ناجائز؟ اس کا جواب ملاحظہ ہو :

تعویذ نوشتہ در گلو انداختن مضائقہ ندارد..... مگر

اشہر واضح جواز است .. (صفحہ ۲۹۸)

یعنی لکھی ہوئی تعویذ کا گلے میں لٹکانا درست ہے کوئی مضائقہ نہیں  
مگر یادہ صحیح بات یہی ہے کہ جائز ہے۔

مولانا عبد الرحمن مبارکپوری نے بھی اس فتویٰ کی تائید کی ہے، ۲۹۹  
غیر مقلدین کے تمام اکابر دعوت تعویذ کے قائل تھے، اس کی پوری تفصیل میری  
کتاب "وقفہ مع اللامذہبیہ" میں دیکھئے۔

مولانا میاں نذیر حسین اور مولانا عبد الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہما کا



یہاں بھی یہ فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

مگر ادھر چند برسوں سے جب سے غیر مقلدیت میں سلفیت کا بیہودہ لگ گیا ہے اور والدنا شیخ ابن باز کو یہ غیر مقلدین جب سے اپنا مقتدی پیشوا اور اپنے دین ایمان کا مالک سمجھنے لگے ہیں اور جب سے اپنی متاع دین و ایمان والدنا کے ہاتھ انھوں نے گروی رکھ دی ہے، اس دن سے ان کے نزدیک دعا و تعویذ سب شرکیہ امور بن گئے ہیں، اور تعویذ لٹکانا تو قطعاً حرام اور شرک ہو گیا ہے۔

افسوس یہ غیر مقلدین والدنا کے ساتھ جوش عقیدت و محبت میں یہ بھول گئے کہ اگر دعا و تعویذ کرنا شرک ہی ہوا تو پھر شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی، اور نواب عالی جاہ صدیقی حسن خاں بھوپالی اور مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے تجدید ایمان کی ان کے مرنے کے بعد کیا شکل ہوگی، اور آخر ان کو شرک کے پھندے سے نکالنے کی وہ کیا تدبیر کریں گے، شرک کے ساتھ آخر انکی مغفرت کیسے ہوگی؟ آہ رے ان کشتگان سلفیت کی مظلومی اور آہ رے ان کی بے کسی و زاری مدہ ان سلفیت کے ماروں نے کیسے کیسے خون کئے ہیں اور کتنے زہروں کے دہا بہائے ہیں، کوئی ہے جو ان ظالموں سے کہے

یہ جو دامن یہ تمہارے ہیں ہو کی چھینٹیں  
تم کو ایک عمر گزر جائے گی دھوٹے دھوٹے

## قرآن و حدیث کے علاوہ سے جھار پھونک جائز ہے

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری ترمذی کی اس روایت کی شرح میں جو مولیٰ آبی اللحم کی ہے، اور جس میں وہ اپنے رقیہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔  
عرضت علیہ رقیۃ کنت ارقی بہا المجانین فامرنی بطرح بعضها



و جس بعضہا۔ یعنی میں آنحضور کے سامنے اپنے جھاڑ پھونک کے وہ کلمات  
بیش کئے جن سے میں پاگلوں کی جھاڑ پھونک کرتا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کچھ کلمات کی اجازت دی اور اسکو جائز رکھا اور کچھ کلمات کو ساقط کر دیا۔  
اس کی شرح میں مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں :

وفيه دليل على جواز الرقية من غير القرآن والسنة

(تحفة الاحوذی ص ۳۸)

یعنی اس حدیث میں اس کی دلیل ہے کہ جھاڑ پھونک قرآن و حدیث کے  
الفاظ کے علاوہ سے بھی جائز ہے۔

جی ہاں قرآن و حدیث کے علاوہ سے بھی یاد رکھئے مولانا مبارکپوری صاحب  
حدیث کا یہ فرمان کہ جھاڑ پھونک قرآن و حدیث کے علاوہ سے بھی جائز ہے۔

## جماعتِ محدثین کی پہلی کڑی و آخری کڑی

غیر مقلدین جماعت کے شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں :

جماعتِ محدثین کے سلسلہ مذہب کی پہلی کڑی اگر امام مالک ہیں تو ہمارے  
ملک میں ہمارے علم کے مطابق آخری کڑی حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین

قدس سرہم ہیں۔ (روپڑی منظم ص ۹)

مگر غیر مقلدین جماعت اور خود آپ نے بار بار یہ دعویٰ کیا ہے کہ "اہل حدیث"  
اسی وقت سے پائے جاتے ہیں جب سے اسلام کا وجود ہوا۔

آپ کے اس بیان کا حاصل یہ ہوا کہ امام مالک سے پہلے کوئی محدث  
عالم اسلام میں نہیں تھا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مولانا حافظ عبد اللہ غازی پوری اور مولانا عبد الرحمن



مبارکپوری بھی محدث نہ تھے، حالانکہ حافظ غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تو محدث کا لفظ جزا اسم بنا ہوا ہے، اور مولانا عبد الرحمن مبارکپوری کو اہل حدیث کا طائفہ اپنے دور کا سب سے بڑا محدث سمجھتا ہے۔ اور پھر اہل حدیث کا پورا طائفہ ہی اپنے کو حدیث والا کہتا ہے، حدیث والا ہونا بلا حدیث کے کیسے ہو سکتا ہے۔

## استوار علی العرش اور صفات باری کے بارے میں مولانا امرتسری کا عقیدہ

مولانا امرتسری مرحوم فرماتے ہیں :

میں عقیدہ رکھتا ہوں

(۱) استوار علی العرش صحیح ہے۔

(۲) ہو معکم ایما کنتم بھی صحیح ہے

(۳) وهو الله في السموات وفي الارض بھی بلا تاویل تسلیم کرتا ہوں۔

ان تینوں نصوص کو ان کے تراجم کے ماتحت تسلیم کرتا ہوں

نیز فرماتے ہیں :

میں خدا کی صفت قرب و معیت کو اور اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمینوں میں

ہونا بلا تاویل یقین کرتا ہوں (مک رد پٹری منظام)

کہاں ہے سلفیت کا نعرہ مارنے والا غیر مقلدین کا موجودہ طائفہ جو کہتا ہے کہ

اللہ عرش ہی پر اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے اور اس طرح موجود ہے کہ اس کی

طرف اشارہ بھی کیا جاسکتا ہے، اور جو اسکے خلاف عقیدہ رکھے وہ قرآن کا

منکر ہے، وہ کافر ہے وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہے۔

آئیں یہ غیر مقلدین اور اپنے اس شیخ الاسلام کے بارے میں اگر ہمت ہے



اور ان میں دیانت ہے تو شرعی فیصلہ سنائیں ۔  
 نصیحت کی جگہ حسن عمل درکار ہے نا صحیح  
 یہ بہتر ہے کہ لفظوں کے بجائے زندگی بولے

## میں کسی امتی کا امتی نہیں ہوں

میں تین جنسوں کا قائل ہوں (مولانا امجدی)  
 یہی غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور اہلحدیث جماعت کے نامور عالم جنکی  
 پوری زندگی سلفیت اور سنت کی حفاظت اور حمایت میں گزری فرماتے ہیں بلکہ  
 اپنے فرقہ کے علماء کو للکار رہے ہیں ۔

میں کسی امتی کا امتی نہیں ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنئے آپ کو  
 (یعنی حافظ عبد اللہ روپڑی اہلحدیث کو) خوش کرنے کیلئے مزید  
 اطلاع دیتا ہوں کہ میں تین جنسوں کا قائل ہوں ، بابا آدم کی جنت  
 موجودہ صلیار کی جنت ، آخرت کی جنت ، بس یہ میرا عقیدہ ہے  
 چاہے کوئی مسندین و متاخرین میں سے اس کا قائل ہو یا نہ ہو ۔

( روپڑی مظالم ص ۲۳ )

غیر مقلدین حضرات فیصلہ فرمائیں اپنے اس شیخ الاسلام کے بارے میں  
 کہ وہ اہلحدیث باقی رہے یا نہیں ؟  
 اگر اس عقیدہ کے بعد کبھی جو کہ سراسر خلاف مذہب سلف و خلف ہے  
 وہ اب بھی شیخ الاسلام اور اہلحدیث ہی ہیں تو پھر گمراہی اور ضلالت آخر  
 کس کا نام ہے ۔ ؟

لوگ ان کے ظلم کا چرچا تو کرتے ہیں بہت  
 ردک دے کوئی یہ سرت بھی کی کے داتا ہے



## مولانا امرتسری دین میں جدید معنی پیش کرتے تھے

مولانا شنار اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام کا یہ کلام ملاحظہ فرمائیے۔

کس قدر ظلم ہے، اگر میں قواعد عربیہ اور خداداد لیاقت کے ماتحت محض دیانتداری سے کوئی جدید معنی پیش کروں تو مجھ پر آوازے کئے جاتے ہیں۔ (ص ۲۵ ایضاً)

واقعہً وہ لوگ بڑے ظالم ہیں جو اپنے شیخ الاسلام کا احترام نہ کریں اور ان پر ان کی ساری خدمات اسلامیہ کو بھلا کر آوازے کسنے کا برا فعل انجام دیں۔ مگر مولانا آپ نے بھی ساری زندگی مقلدین اور ائمہ فقہ اور خاص طور پر علمائے احناف اور فقہائے احناف پر آوازے کسنے ہی کا فریضہ انجام دیا ہے اپنے عمل کا مکافہ ہر شخص دیر یا سویر پاتا ہی ہے۔ یہی قدرت کا نظام ہے اس پر آپ صبر کریں۔

رہا آپ کا اپنی خداداد لیاقت پر اعتماد کر کے دین میں کسی نئے معنی کو مخترع کرنا تو مولانا صاحب دین میں وہی معنی معتبر ہو گا جس کی سند سلف میں ملتی ہے، اسلئے کہ سلف امت آپ سے زیادہ خداداد لیاقت کے مالک تھے اور قواعد عربیہ وہ آپ سے زیادہ جانتے تھے۔

اپنی خداداد لیاقت سے کام لیتے وقت بس اس کا خیال رکھئے گا تو پھر لوگ آپ پر آوازے نہیں کسین گے، اور آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔



## صرف سود لینا حرام ہے سود دینا نہیں

### مولانا امرتسری کا ارشاد گرامی

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور جمعیت اہل حدیث کے بانی مولانا امرتسری مرحوم اللہ ان کے درجات کو ان کی سیئات بلکہ کبائر کو مساف کر کے جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کا عقیدہ تھا کہ اسلام میں صرف سود لینا حرام ہے سود دینا نہیں، دیکھئے کیا فرماتے ہیں:

”سنئے اور کان کھول کسنئے“ آپ نے قرآن مجید سے کوئی آیت اس مضمون کی پیش نہیں کی کہ سود دینا بھی حرام ہے۔۔۔۔۔ میں خود اس تلاش میں ہولناک مجھے کوئی حدیث اس مضمون کی مل جائے جس میں سود دہی کی حرمت بالقرآن موجود ہو۔

(ص ۳۳ ایضاً)

آپ نے اندازہ لگایا کہ غیر مقلدیت کیا کیا گل کھلاتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ تقلید کرو، بڑوں کی پیروی کرو، اسلاف امت پر اعتماد کرو، دین کو ابہنی خداداد لیاقت پر بھروسہ کر کے مت سمجھو، فقہائے امت کے دامن میں پناہ لو، حنفی بن جاؤ، مالکی بن جاؤ، شافعی بن جاؤ، حنبلی بن جاؤ، تمہارا دین اور ایمان محفوظ رہے گا، تم سود کے بارے میں ٹانگ توٹیاں مارتے نظر نہیں آؤ گے، تمہارے سامنے راہ مستقیم ہوگی اور تم اللہ اور اس کے رسول کی مرضیات معلوم کر لو گے، نہ دین میں تحریف کے مرتکب بنو گے اور نہ تم کو مسائیل شرعیہ میں تاویل بجا کرنی پڑیگی اور نہ تم گمراہ ہو گے اور نہ دوسروں کو گمراہ کر دو گے، سن لو غیر مقلدیت ایک زہر ہے ایک بلا ہے اور ایک نشہ ہے ایسا نشہ جو انسان کو بے شعور بے دین اور بے ایمان بنا دیتا ہے، وحرم الربو قرآن کے اس واضح ارشاد کے بعد بھی آپ کو حدیث کی تلاش ہے۔



اور جب تک آپ کو سود دینے کی حرمت میں واضح حدیث نہ مل جائے قرآن  
نے جس سود کو مطلق حرام کیا ہے آپ قرآن کی اس بیان کردہ سود کی حرمت کو تسلیم  
نہیں کریں گے؟

۔ یہی ہے دین تو اس دین مختراع کو سلام

## مولانا امرتسری قیاس کرتے تھے

مولانا امرتسری مرحوم اسی رسالہ منظام روپڑی میں فرماتے ہیں :  
۔ مختصر یہ کہ میں فتویٰ مذکورہ میں حرمت ربو کا منکر نہیں ہوا صرف

ایک اضطراب پر دوسرے اضطراب کو قیاس کیا ہے ص ۲۲

مولانا آپ نے یہ کیا فرمادیا، آپ نے تو یہ بیان کر کے کہ آپ بھی مقلدوں اور اہل رسالہ  
کی طرح قیاس کیا کرتے ہیں قصر غیر مقلدیت کی بنیاد یہی کھوکھلی کر دی، یہ قیاس  
درائے تو غیر مقلدوں کا ایک زبردست ہتھیار تھا جس سے یہ جب چاہتے  
تھے مقلدوں پر دھاوا بولتے تھے۔

آپ نے یہ ہتھیار بھی ان سے چھین لیا، اب یہ غیر مقلدین کس منہ سے  
کہیں گے کہ سب سے پہلا قیاس کرنے والا شیطان تھا جس نے حکم خداوندی کے  
مقابلہ میں انا خیر منہ کہہ کر بذریعہ قیاس اپنی فضیلت حضرت آدم پر منوانی چاہی  
تھی اور اس کی وجہ سے وہ مردود و ملعون ہوا،

بہر حال آپ نے یہ قیاس کر کے غیر مقلدوں کے حق میں ایسا کانٹا بودیا  
ہے کہ وہ ان کے تنکوں سے اب نکالے نہیں نکلے گا۔ اور وہ اب تازہ زندگی  
ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

کامنوز بن کر رہ جائیں گے۔



## ”اہلحدیث“ احباب کے بارے میں مولانا امرتسری کا اظہار خیال

مولانا اپنے اسی رسالہ منظام روپڑی میں اپنا درد دل یوں بیان کرتے ہیں:  
بعض احباب اہلحدیث کی عادت ہو گئی ہے کسی آیت یا حدیث  
کے جو معنی خود سمجھتے ہیں کسی دوسرے کیلئے اس کے خلاف سمجھنے کا  
حق تسلیم نہیں کرتے۔ ۴۵

جی ہاں مولانا یہ عادت صرف بعض احباب کی نہیں بلکہ اس طائفہ کا ہر بڑا چھوٹا  
اس مرض کا مریض ہے، اس جماعت کا ہر فرد مدعی اجتہاد ہے۔

مگر مولانا میرا مشورہ ہے کہ آپ ہوں یا آپ کی جماعت کا کوئی فرد ہو قرآن  
و حدیث کا معنی اور مطلب بطور خود نہ سمجھے تو بہتر ہے، یہیں سے ضلالت کا بیج  
پڑتا ہے بلکہ ہم سب کو صحابہ کرام اور اسلاف امت اور متقدمین کی فہم و فقہ پر  
اعتماد کر کے دین کو جیسا انھوں نے سمجھا ہے بس اسی دائرہ میں رہ کر دین کو سمجھنا  
چاہئے، دین و ایمان کی سلامتی اسی میں ہے، آج کے دور میں فہم کتاب و سنت  
کے لئے صرف اپنے علم و فہم پر اعتماد کرنا بڑا خطرناک ہے۔

یہ ہے تو بڑا مجاہدہ خصوصاً جن کو علم و اجتہاد کا دعویٰ بھی ہو ان کے لئے  
تو یہ بہت بڑا مجاہدہ ہو گا، مگر ذرا سا تقلیدی ذہن پیدا کر لینے سے اس مرحلہ کو  
سر کیا جاسکتا ہے۔

مجھے سرخرو دو جہاں میں کرے ہے  
ذرا سی تو اضع ذرا انکساری !



## قادیانی و شیعوہ بھی متقی ہیں

مولانا شنار اللہ صاحب امرتسری جیسا کہ معلوم ہوتا چلا آ رہا ہے کہ اہلحدیث کے زبردست عالم اور ان کے شیخ الاسلام ہیں ان کا یہ بیان ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ عبداللہ اور ان کے نامہ نگار کے نزدیک متقی کا دائرہ اتنا تنگ ہے کہ کوئی دائرہ اتنا تنگ نہ ہوگا، غیر مسلم تو متقی کی تعریف سے بالبداہت خارج ہیں، مسلم فرقوں میں سے رافضی خارجی معتزلہ جہمی قادیانی عرشی فرشی وغیرہ سب لوگ غیر متقی ہیں (ص ۲ ایضاً)۔

ناظرین کو اہم خط کشیدہ عبارت میں غور فرمائیں یہ شیخ الاسلام صاحب رافضیوں اور قادیانیوں کے نہ صرف مسلمان اور مومن قرار دے رہے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ان کو اہل تقویٰ میں سے شمار کرتے ہیں اور ان کو متقی ہونے کا سارٹیفکیٹ عنایت فرما رہے ہیں۔

اللہ اللہ غیر مقلدوں کا دین و ایمان اب یہ بھی گوارا کر رہا ہے کہ جو فرقہ اور جو جماعت انبیاء کو گالی دے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تہمت تراشے اور بنی ہونے کا دعویٰ کرے صحابہ کرام پر سب دشتم کرے قرآن کا انکار کرے اور اس کے محرف ہونے کا قائل ہو یہ فرقہ اور جماعت نہ صرف مسلمان ہو بلکہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے شامل ہو کر اہل تقویٰ قرار پائے اور اس کا شمار متقیوں میں سے ہو، گویا مولانا بلسان حال عرض فرما ہیں

سکوت چھایا ہے انسانیت کی قدروں پر  
یہی ہے موقع اظہار آدیں بولیں



## مولانا امرتسری کا عقیدہ و مذہب

مولانا شمار اللہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں :

۔ میں خود کن معنی میں اہل حدیث ہوں، میرا مذہب اور عقیدہ یہ ہے  
کہ میں خدا و رسول کے کلام کو سند اور حجت شرعیہ مانتا ہوں، انکے سوا  
کسی ایک یا کئی اشخاص کا قول یا فعل حجت شرعیہ نہیں جانتا۔

(صفحہ ۵۶ ایضاً)

مولانا آپ نے اپنے عقیدہ و مذہب کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے  
تمام غیر مقلدین کا یہی عقیدہ ہے، سب کا یہی عقیدہ ہے کہ اجماع حجت نہیں  
اس خزانہ آفتاب است

ابنہ ذرا آپ یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ جن کو خود رسول اللہ نے حجت قرار  
دیا ہو اور ان کی سنت و طریقہ کو لازم پکڑنے کی بایں الفاظ تاکید کی ہو۔  
علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدين ان کے قول و فعل کو آپ کیوں  
حجت نہیں تسلیم کریں گے کیا یہ فرمانِ رسول کا انکار نہیں ہے نیز آنحضرت کا ارشاد  
ہے کہ میری امت ضلالت پر جمع نہیں ہو سکتی تو پھر آپ اجماع کا کس دلیل سے  
انکار کریں گے۔ نیز جو قرآن میں خاعتبر وایا اولی الالبصار فرمایا گیا ہے۔  
اس کا مطلب اگر آپ کے نزدیک قیاس نہیں ہے تو کیا ہے، آخر آپ قیاس  
کا انکار کر کے قرآن کا انکار کرنے والے نہیں ہوں گے، نیز جن احادیث سے  
قیاس ثابت ہوتا ہے، کیا آپ ان احادیث کا انکار کر کے قیاس کے حجت  
شرعیہ کا انکار کریں گے۔ دیکھئے مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کیا لکھتے ہیں  
سنئے گا۔ مولانا مبارکپوری محدث علیہ الرحمہ قیاس کو صحیح حدیث سے ثابت  
کرتے ہیں۔



## صحیح حدیث سے مشروعیہ قیاس کی دلیل

ترمذی کی روایت ہے :

عن ابن عباس جاءت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت ان اختي ماتت وعليها صوم شهرين متتابعين، قال: ارايت لو كان على اخيك دين اكنت تقضينه قالت نعم قال فحق الله احق - حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ میری بہن کا انتقال ہو چکا ہے اور اس پر دو ماہ کے مسلسل روزے باقی رہ گئے ہیں (میں اس کیلئے کیا کروں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تمہاری بہن پر کوئی قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتی یا نہیں، اس نے کہا میں اس کو ادا کرتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کا حق زیادہ اس لاؤ تو ہے کہ تم اس کو ادا کرو۔

اس حدیث میں آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حق کو بندوں کے حق پر قیاس کر کے اس عورت کو مسد سمجھایا ہے۔

اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ قیاس شرعی ایک اصل ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت ضرورت خود اس اصل پر عمل کیا ہے، تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ چونکہ قیاس کرنا خود آنحضور کا فعل ہے، اس وجہ سے قیاس کرنا جائز ہے، یہ خوشحی بات یہ معلوم ہوئی کہ جو قیاس کا منکر ہے وہ ایک جہالت اور مشروع عمل کا منکر ہے جو گمراہی ہے اور پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ جو یہ کہتا ہے کہ قیاس کرنا شیطان کا کام تھا وہ جناب نبوت کا گستاخ ہے اس کو اپنے ایمان کی خیر منافی چاہئے، چھٹی بات یہ معلوم ہوئی کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں شرعی اصول صرف درہیں



کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ قیاس اور اجماع کوئی چیز نہیں ہے، ان کا یہ اصول درست نہیں ہے بلکہ ایک اہل شرعی قیاس بھی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں مولانا عبد الرحمن مبارکپوری محدث لکھتے ہیں۔

فیه مشر و عیناً القیاس و ضرب الامثال لیكون اوضح و اوقع

فی نفس السامع و اقرب الی سر عتہ فہمہ : تحفہ صیغہ

یعنی اس حدیث سے قیاس کی مشروعیت ثابت ہے اور یہ کہ مثالوں

کا بیان کرنا بھی مشروع ہے، اس وجہ سے کہ اسکے ذریعہ بات خوب واضح

اور سننے والے کے دل میں خوب جا گزریں ہو جاتی ہے اور اسکو خوب

سمجھ میں آ جاتی ہے۔

میرے خیال میں گردہ غیر مقلدین میں آہ واہ مینا شروع ہو گیا ہوگا کہ

لو وہ قیاس جس کی تردید میں ہمارے باپ دادوں نے موتی موتی کتابیں

تالیف کیں ہیں اور جس کو وہ ہمیشہ حرام ناجائز و شیطانی عمل بتلاتے رہے

وہی قیاس حدیث اور وہ بھی صحیح (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابن عباس کی یہ حدیث

حسن اور صحیح ہے) سے ثابت اور مشروع ہو رہا ہے اور خود مبارکپوری کا ہمارا

وہ زبردست محدث اس کی مشروعیت پر اسی حدیث ابن عباس سے استدلال کر رہا

ہے، جس نے غیر مقلدیت کی آن بان کو بڑی حد تک باقی رکھا تھا، اور ہم مقلدین

پر حملہ کرنے کے لئے اسی کی کتابوں سے اسلحہ ہسیا کرتے تھے، اور مقلدین کے حملوں

سے بچنے کے لئے اسی کی کتابوں میں پناہ لیتے تھے۔

ہائے یہ کیا ہو گیا، ہائے محدث مبارکپوری صاحب آپ نے یہ کیا کر دیا آپ

تو علامہ تھے، بڑی بڑی حدیثوں کی آپ نے ٹانگ توڑ دی ہے، انکا بنیادھیڑ

دیا ہے، کتنی صحیح حدیثوں کو آپ نے اپنی عمدانہ مہارت اور عالمانہ قابلیت سے

ضعیف اور غلط قرار دیا ہے، کیا ہو جاتا اگر اس صحیح حدیث پر بھی آپ اپنی علمیت



اسی ذہانت اور اپنی محدثیت کا ایک اور نشتر چلا دیتے اور اس حدیث کی صحت کو مبدل بضعف کر دیتے یہ تو آپ کے بایں ہاتھ کا کھیل تھا۔

اب ہم کیا کریں، ہائے ہم رسوا ہو رہے ہیں، آپ نے بھی ہماری رسوائی ہی کا سامان ہیا کیا، ہائے، ہائے، ہائے۔

قبلہ دیں مددے      کعبہ ایمان مددے  
ابن قیم مددے      قاضی شوکان مددے

## بیعت میں سنت کیا ہے

مولانا مبارکپوری کی ہدایت

آپ نے اس سے پہلے اسی کتاب سے معلوم کیا کہ غیر مقلدین کے اکابر پیری مریدی کیا کرتے تھے، بیعت و ارشاد ان کا مشغلہ تھا، میاں تاج محمد دہلوی اور بھوپالی صاحب کا پورا خاندان اسی طرح دیگر اہل حدیث خانوادے پیری مریدی کے قائل تھے۔

اب یہ ہے کہ بیعت کا کیا طریقہ ہو، تو یہ طریقہ مولانا مبارکپوری محدث بتلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

اعلم ان السنة ان تكون ببيعة الرجال بالمصافحة.

(تحفہ ج ۲ ص ۳۵۹)

یعنی تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسنون اور سنت طریقہ یہ ہے کہ مردوں کی بیعت بطریق مصافحہ ہو۔

کہاں ہیں بیعت و سلوک کے منکرین، سنیں مبارکپوری صاحب کیا فرما رہے ہیں؟

یہ جن تو برق حوادث سے ہو گیا محفوظ      میری بلا سے اگر میرا اشیاں نہ رہا



## اگر کوئی صحیح حدیث قواعد قطعیہ کے مخالف ہے تو وہ ناقابل التفات ہے

اس سلسلہ میں کہ بلا اجازت مسلمانوں کا مال استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں دو طرح کی حدیثیں ہیں، بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا اجازت کسی مسلمان کا مال لینا حرام ہے، اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عند الضرورت اگر ارادہ تعدی کا نہ ہو تو جائز ہے۔ اور جواز کی عدم جواز کی دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

اسی سلسلہ کے ضمن میں مولانا مبارک پوری حافظ ابن حجر کے اس کلام کو نقل کرتے ہیں اور بزبان خاموشی اس کی تائید بھی کرتے ہیں۔  
حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ جواز والی احادیث قواعد قطعیہ کے خلاف ہیں اس وجہ سے ان پر عمل نہیں ہوگا اور نہ ان کی طرف التفات ہوگا۔

وبانتہا معارض للقواعد القطعیۃ فی تحریم مال المسلم بغیر  
اذنہ فلا یلتفت الیہا (ج ۲ ص ۲۶۲ تحفہ)

یعنی چونکہ جواز والی حدیث .. مال مسلم کو بلا اس کی اجازت لینا حرام ہے اس قطعی اصول و قاعدہ کی معارض ہے، اس وجہ سے (اگرچہ وہ صحیح ہے مگر) وہ ناقابل التفات ہے۔

غیر مقلدین کے محدث مولانا عبدالرحمن مبارک پوری نے اس قاعدہ کی تائید ہی میں حافظ ابن حجر کا یہ کلام نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ قطعی قاعدہ .. کیا اللہ اور اس کے رسول کا فرمودہ اور وضع کردہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں آپ صحیح حدیث کو چھوڑ دیں گے؟ اور جب آپ کا بھی قاعدہ اور اصل یہی ہے کہ قواعد قطعیہ کے مقابلہ میں جزئیات کو بتلانے والی



صحیح حدیثوں کو اسلئے چھوڑا جاسکتا ہے تاکہ قاعدہ کلیہ قطعیہ پر حرف نہ آئے  
اور ان جزئیات کی وجہ سے اس کی کلیت متاثر نہ ہو۔

تو پھر آپ کے کس منہ سے دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں اگر ان دوسروں  
کے یہاں بھی یہی اصول اور قاعدہ ہو کہ  
۔ قواعد کلیہ کے مقابلہ میں جزئیات کو ترک کر دیا جائے گا۔

اگر کوئی دوسرا یہ اصول وضع کرتا ہے تو وہ مخالف کتاب و سنت ہونے کا طعنہ  
آپ لوگوں ہی سے سننا ہے۔

اور اگر آپ خود یہ اصول وضع کرتے ہیں، تو آپ اہل توحید و ایمان  
اور اہل سنت و جماعت اور اہل حدیث قرار پاتے ہیں۔

ظلم ہم پر ذرا سمجھ کے کرو  
اے سونہ خدا ہیں ہم

## غیر مقلدین کا تعارف مولانا محمد جونا گڑھی کے قلم سے

مولانا محمد جونا گڑھی جماعت اہل حدیث کے پیشوا اور اس جماعت کی  
ایک موقر شخصیت کا نام ہے، ان کا درج ذیل بیان جوائنہوں نے بڑے کبھی  
دل سے تحریر کیا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اسی سے معلوم ہو جائے گا کہ غیر مقلدین  
کا تعارف اس زمانہ میں کیا ہے، مولانا جونا گڑھی اپنے رسالہ ”ہدایت محمدیؐ“  
میں فرماتے ہیں۔

مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کھلے الفاظ میں کہہ دوں کہ یہ تو ہے  
کہ ہمارے اسلاف کا اسلام اور تھا اور ہمارا اور ہے (۱) اگر وہ  
کائنات میں تھے تو ضرور ہمارے اسلام میں نقصان ہے (۲) اور جان

(۱) بے شک (۲) ہم آپ کے اسلئے اعتراض پر آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔



اگر ہم باوجود ان ڈھنگوں کے کامل سلمان ہیں تو وہ اسی اسلام سے  
یقیناً بہت دور بلکہ محروم تھے (۱) ہمارے زمانہ میں صرف قرآن  
و حدیث کا نام رہ گیا ہے (۲) عمل کیلئے اور چیز ہے اور ترک کیلئے  
اور چیز (۳) . . . . . و نبذوا کتاب اللہ و راع

ظہورِ حق کے پورے مصداق ہم بن گئے ہیں (۴)

یہ ہم، ہم، جو جونا گڑھی صاحب فرما رہے ہیں، ظاہر ہے کہ اس کا اول  
مصداق تو یہی فرقہ غیر مقلدین ہے پھر بعد میں کوئی دوسرا اس "ہم" سے  
مراد ہوگا۔

مولانا جونا گڑھی کا یہ تعارف بڑا جامع ہے، اہلحدیثوں کے لئے  
ایک آئینہ اس میں اہلحدیث صبح شام روزانہ اپنا منہ دیکھ لیا کریں اور خدا  
توفیق دے تو اصلاحِ حال کی کوشش کریں۔

## اہلحدیث کے حق پر ہونے کی دلیل

مولانا جونا گڑھی فرماتے ہیں :

”میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کو بطور نمونہ آپ کے حنفی مذہب کی معتبر  
کتابوں کا صحیح نوٹ دیکھانے کیلئے ان فقہ کی کتابوں میں سے صرف ایک

(۱) نہیں وہ نہیں آپ اور صرف آپ اسلام کی دولت سے محروم ہیں ورنہ تو سل بالاموات  
آپ کے یہاں کیوں جائز ہوتا، اور یا علی، یا شیخ اور یا مدار کا نفر کیوں مباح ہوتا (۲) مرثیہ  
پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں آپ غیر مقلدین آج سے قرآن و حدیث پر عمل کرنا شروع کر دیں،  
مرثیہ پڑھنا اور نوہ کرنا شیعوں کا کام ہے (۳) پھر بھی آپ اہلحدیث ہی ہیں (۴) یہ سب  
عدم تقلید کا کرشمہ ہے، نہ ”یہ“ کرتے نہ ”وہ“ ہوتے۔



کتاب کے چند مسائل سناؤں ..... میرا خیال ہے کہ مضمون  
مندرجہ ذیل کو دیکھ کر آپ کو قطعاً یقین ہو جائے گا کہ اہل حدیث حق

پر ہیں .. (ہدایت محمدی ص ۱)

مولانا کے اس کلام پر درج ذیل سوالات واقع ہوتے ہیں -

(۱) اہل حدیث کے حق پر ہونے کی یہ دلیل کتاب السنن اور سنت رسول اللہ  
کی کس آیت و حدیث میں وارد ہوئی ہے -

(۲) یہ دلیل آپ کی قیاسی ہے یا قطعی، اگر قطعی ہے تو اسکی قطعیت کتاب  
وسنت سے ثابت کیجئے اور اگر قیاسی ہے تو قیاس کرنا آپ کے یہاں حرام ہے  
کیا اسی حرام دلیل سے آپ اپنی جماعت کی حقانیت ثابت کریں گے -

(۳) یہ اگر دلیل قطعی نہیں ہے اور یقیناً قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے تو کیا ظنیات سے  
بھی آپ کے مذہب میں یقینی علم حاصل ہوتا ہے -

(۴) کیا اسی دلیل سے آپ کے مذہب کے بطلان کو کوئی ثبوت کر دے تو آپ  
اسے تسلیم کریں گے اور دوسرے کے مذہب کے حق ہونے کا اقرار کر لیں گے -

جماعت اہل حدیث کی بہت معتبر کتاب .. نزل الابرار من فقہ البنی المنار .  
کے درج ذیل مسائل پر غور کر کے بتلائیے کہ ان کا ثبوت قرآن کی کس آیت یا آنحضرت  
کی کس حدیث سے ہے -

(۱) خلفائے راشدین کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا ج ۲ ص ۲۱۸

(۲) ولید، معاویہ، عمرو مغیرہ، سمروہ قاسم ہیں، ج ۳ ص ۹۴

(یہ سب صحابہ کرام ہیں رضی اللہ عنہم)

(۳) خدائے تعالیٰ جس شکل میں چاہے تجلی فرما سکتے ہیں ج ۱ ص ۲

(۴) زندہ اور مردہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے ج ۱ ص ۵

(۵) میٹھی میٹھی ہے کہ شراب ناپاک نہیں ہے ج ۱ ص ۱۹



(۶) مرد غورت ننگے ہو کر شرم گاہ ملائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا ج ۱۹ ص ۱۹

(۷) اگر انگلی یا خانہ کی جگہ داخل کی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ج ۱۷ ص ۲۰

(۸) اگر لوہے اور لکڑی کا ذکر اندر غائب ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائیگا ج ۲۰ ص ۲۰

(۹) قرآن پاک پر غلات ہو تو سر کے نیچے یا بیٹھ کے پیچھے رکھ لینا مکروہ نہیں ہے ج ۲۰ ص ۱۷

(۱۰) کتے کا بیشاب اور پاخانہ بھی پاک ہے ج ۱۷ ص ۲۵

(۱۱) ساس کا بوسہ یا اس کو کاٹا گلے لگایا بلکہ اس سے صحبت بھی کی تو

نکاح قائم رہا ج ۲۰ ص ۲۸

(۱۲) شراب پینے والے کا جھوٹا ہر حال میں پاک ہے چاہے شراب پیئے ہی

فوراً جھوٹا کر دے ج ۱۷ ص ۲۱

(۱۳) حالت اعتکاف میں بغیر شہوت مباشرت کی تو کوئی مضائقہ نہیں ج ۲۸ ص ۲۸

(۱۴) اگر نمازی کی زبان سے "ہاں" یا "البتہ" یا "نہیں" نکل گیا تو نماز

نہیں ٹوٹتی ج ۱۷ ص ۱۰۹

(۱۵) اگر تکیچڑ میں پانی غائب ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں ج ۱۷ ص ۳۲

یہ چند مسائل بطور نمونہ کے ہیں، میرے پاس اس قسم کے دوسرے

مسائل ہیں جن کو ذکر کرتے ہوئے شرم و حیا مانع ہے غیر مقلدین ان

دوسو کی نہیں صرف ان پندرہ مسائل کی کتاب و سنت سے دلیل پیش کر دیں۔

کتے شرم و حیا اور بے غیرتی اور بددینی کی بات ہے کہ ان مسائل کو اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور ان کا نام "نفقہ البنی

المنار" رکھا گیا ہے۔

من کذب علی متعمداً کی حدیث کو ان غیر مقلدوں نے بالکل ہی

نظر انداز کر دیا ہے، مولانا محمد جو ناگہ بھی کو صرف ہوا یہ یاد آتی ہے اور

ان کی میٹھی میٹھی نظر درختار پر پڑتی ہے (۱) اور انکو اپنی آنکھوں کا شہسیر نظر نہیں آتا۔



بہر حال تمام غیر مقلدین اور مولانا محمد صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ :

یہ برق و باد کا طوناں تو ساز دسا ماں ہے

ہمارے جذبہ تعمیر آشیاں کے لئے

غیر مقلدین المعروف باہل ان حدیث یہ بھی سن لیں ۔

یہ وہ لمحہ ہے کہ اب بھی نہ اگر ہوش آیا

موت کو سامنے پاؤ گے جدھر جاؤ گے

پہلے اپنے گھر کی حفاظت کر کے دوسروں کے گھروں پر سنگساری کرنے چاہئے  
فقہ النبی المنہار کے ان مسائل کو دیکھ کر یقیناً غیر مقلدین کہتے ہوں گے ۔

ہائے کیسی بن گئے تصویر خزاں کی !

آئے تھے گلستاں میں بہار دیکھی طرح ہم

## ہم محمدی توڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں

مولانا محمد جو ناگڈھی بڑے فخر سے لکھتے ہیں :

” ہم محمدی توڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں ان فقہ کی کتابوں کا کوئی اعتبار

نہیں ” (ہدایت محمدی ص ۱)

آپ محمدی تو اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں ، مثلاً آپ محمدی کہتے ہیں کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے بھی دین میں حجت نہیں ، آپ محمدی یہ کہتے ہیں کہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے موٹے موٹے کھلے کھلے روزمرہ کے مسائل میں غلطیاں کی ہیں

آپ محمدی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین کا نام لینا بدعت ہے

آپ محمدی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیث یاد تھی ، آپ

محمدی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ شراب پینے والے کا جھوٹا پاک ہے ، آپ محمدی تو

کہتے کہ بیشاب یا خانہ بھی جائز بتلاتے ہیں ۔



اور یہ سب آپ محمدی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں تو بھائی آپ کے چاند پر  
 کھوکنے سے چاند گدلا تو ہو نہیں جائے گا، نہ کہتے کا بھونکنا سورج کو بے نور  
 کرے گا، کہنے ڈنکے کی چوٹ کہنے مگر یہ بتلائیے کہ وہ جو آپ کے شیخ الکمل  
 فی الکمل تھے۔ یعنی وہی میاں تذیر صاحب دہلوی انھوں نے اپنی زندگی کا بیشتر  
 حصہ اسی ہدایہ کو پڑھنے پڑھانے میں گزار دیا جس ہدایہ سے آپ نے سوسلے بطور  
 نمونے یہاں یہ بتلانے کے لئے پیش کئے ہیں کہ یہ سب کتاب و سنت کے  
 خلاف ہیں آخر ان میاں صاحب کو اس فقہ کو پڑھنے پڑھانے کی کیا ضرورت تھی  
 اور جو فتاویٰ تذیر یہ کی تین جلدیں اسی فقہ کے مسائل سے پر ہیں آخر یہ یہودہ  
 کام میاں صاحب نے اور مولانا مبارکپوری نے کیوں انجام دیا؟

اور پھر آپ محمدی ہیں کہ احمدی، موحہ ہیں کہ دہابی، غیر متعلقہ ہیں کہ  
 اہلسنت، سلفی ہیں کہ اثری یا اہلحدیث۔

یہ متعدد نام جو آپ نے اپنا رکھ رکھا ہے یہ کیوں، دل میں کچھ چور تو نہیں  
 ہے یہ کسی اہل حق جماعت کا شیوہ تو نہیں ہے کہ وہ نام رکھنے کا یہ یہودہ طریقہ  
 اختیار کرے۔

یہ بھی پہچان ہے ایک نئے ذہن کی  
 ہر ادا، ہر سخن تاجروں کی طرح

## حنفی اور اہلحدیث اصولاً ایک ہیں

مولانا محمد جوناگڑھی لکھتے ہیں:

”ملک ہند کے کسے مسلمانوں کے یہ دو بڑے بڑے فرقے یعنی حنفی  
 اور اہلحدیث تو مستحق ہو جائیں جو اصولاً قریب قریب ایک ہیں“

”یہ جوناگڑھی صاحب جو یہاں یہ فرماتے ہیں کہ محمدی اور حنفی اصولاً تقریباً ایک ہی ہیں صرف



ہاں ابدۃ بعض فروعات میں اختلاف ہے: (درمندی ص ۱۸۲)  
سن لیں غیر مقلدین اپنے اس بڑے عالم کا یہ فرمان کہ حنفی اور اہلحدیث اصولاً قریب  
قریب ایک ہیں، ہاں ابدۃ بعض فروعات میں اختلاف ہے۔

جب حنفی اور اہلحدیث کا اصول تقریباً ایک ہی ہے تو پھر محض چند جزئیاتی  
مسائل میں اختلاف کی وجہ سے غیر مقلدین کو مشرک کہنا اور تقلید کو شرک بتلانا  
گمراہی اور ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے، اور ان کے رد میں کتابوں پر کتابیں لکھنا  
بے شری نہیں تو کیا ہے اور فقہ کے خلاف بد زبانیاں کرنا حماقت نہیں تو کیا ہے  
یہاں پر بڑی خوبصورتی اور چالاکی سے مولانا جو ناگڈھی اہلحدیث کو بھی  
سنی مسلمانوں کا ایک بڑا خریف ثابت کر رہے ہیں اگر ہم ان کے لحاظ میں اہلحدیث  
فرقہ کو سنی فرقہ تسلیم بھی کر لیں تو بھی یہ بات قطعاً ناقابل تسلیم ہے کہ وہ فرقہ اہلسنت  
کا ہندوستان میں کوئی بڑا فرقہ ہے۔

اہلحدیث جماعت دال میں نمک کی طرح ہے اور اب کے اہلحدیث کو تو  
اہلسنت میں سے تسلیم کرنا بھی مشکل ہے، اسلاف امت کی شان میں بد زبانیاں  
کرنے والوں کو اہلسنت کہنا اور اہلسنت سمجھنا کسی با غیرت مسلمان کیلئے بہت  
مشکل ہے، رواداری اور معالجت کی ایک حد ہے اور اس حد کو طائفہ غیر مقلدین  
پار کر چکا ہے، اسلئے ان کے اہلسنت اور اہلحدیث سمجھنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں

بعض فروعات میں اختلاف ہے، اپنی کتاب "درمندی" میں لکھتے ہیں "حنفیوں اور محمدیوں میں  
بہت بڑا فرق ہے" علاوہ فروعی مسائل کے اختلاف کے اصولی اختلاف جو فریقین کے درمیان سرسکندی  
کی طرح حائل ہے وہ یہ ہے (درمندی ص ۱۸۲)

پھر سرسکندی والا اختلاف لکھا ہے: اب ناظرین غور کریں کہ یہ غیر مقلدین کتنے بڑے قوال  
ہیں، انکی قوالیوں کا آہنگ و صوت اور نغمہ و راگ حسب موقع بدلتا رہتا ہے، جو ایک ماہر قوال کی  
علامت ہوتی ہے۔



خواہ یہ فرقہ منکرین حدیث کی طرح اپنا جو چاہے نام رکھ لے اور قادیانیوں کی طرح اپنے کو احمدی کے بجائے محمدی کہے، مگر پاخانہ پر درق زریں چڑھا دینے سے پاخانہ کی حقیقت تو نہیں بدلتی وہ نجس کا نجس ہی رہے گا۔

## چاروں ائمہ کی عزت

مولانا محمد جوناگڑھی لکھتے ہیں :

ہم اہلحدیث بزرگان دین کی عموماً اور چاروں اماموں کی خصوصاً دل سے عزت کرتے ہیں۔ عقیدہ محمدی ص ۱

آپ اہلحدیث تو جتنی ان ائمہ اربعہ کی عزت کرتے ہیں وہ تو اظہر من الشمس ہے اور آپ حضرات کی کتابوں سے واضح ہے۔

رہا بزرگان دین کی عزت کا معاملہ تو وہ سن لیجئے کہ آپ لوگوں کا طبقہ انکی کیسی عزت کرتا ہے۔

شیخ ابن عربی کو بزرگان دین میں جو مقام حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ان کے بارے میں ایک غیر مقلد لکھتا ہے :

ابن عربی صوفی اپنی تصوف کی گمراہ کن کتاب فصوص الحکم وغیرہ میں علاج کی عظمت کا بہت تذکرہ کرتے ہیں، (فضیلت تنگ ص ۱۷۸)

دیکھا آپ نے بزرگوں کی تعظیم کا انداز، یہی غیر مقلد لکھتا ہے :

خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری ہندوستانی حنفی تصوف کے سر تاج ہیں (ایضاً ص ۱۷۸)

دیکھئے ان بزرگوں کی کیسی تعظیم کی جا رہی ہے۔ یہی غیر مقلد لکھتا ہے :

حضرت جنید بغدادی کے شاگرد اور مرید شبلی نے بھی انھیں علاج

کو اپنا ساتھی قرار دیا۔ ص ۱۷۸



یہ بھی تعظیم کا انوکھا انداز ہے۔  
 اسی غیر مقلد نے اپنی کتاب شیخ نظام الدین اولیاء، مجدد الف ثانی شیخ  
 ابواسحاق ہرودی رحمہ اللہ کے بارے میں ایک ایک کا نام لیکر بدزبانی کی ہے۔  
 شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں لکھتا ہے۔

اور غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مصنف  
 شیخ عبدالقادر جیلانی اس نظریہ کے جھنڈے اٹھائے پھر رہے ہیں۔

(ایضاً صفحہ ۱۸۵)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی کیسی عظمت و توقیر کی جا رہی ہے۔ غرض ان  
 غیر مقلدوں کی زبان کچھ اور ہوتی ہے عمل کچھ اور ہوتا ہے۔

”کہنے کی زبان اور ہے کرنے کی زبان اور۔“

یہ بچے تقیہ باز اور منافق ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کے دربار میں  
 ان کا گزر نہیں، اور نہ ان کی زبان پر اخلاص سے بزرگوں کا تذکرہ بھی آتا ہے۔  
 اللہ والوں کی عداوت اور بغض نے ان کا دل سیاہ کر دیا ہے۔

## آنحضور کے روضہ کی زیارت

مولانا محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں :

ہم آپ کے روضہ مبارک کی زیارت کو مسنون اللہ کا ثواب جانتے  
 ہیں۔ (۵۵ عقیدہ محمدی)

شدرحال کے ساتھ کے بغیر شدرحال کے ؟

شدرحال کے ساتھ تو غیر مقلدوں کے عقیدہ میں شرک ہے، اللہ بغیر  
 شدرحال کے آپ مدینہ منورہ شریف آنحضور کے روضہ کی زیارت کو جائیں گے  
 کیسے ؟



مولانا تور یہ سے کام نہ لیں صاف لکھیں کہ یہ روضہ مبارک کی زیارت  
شدر حال کے ساتھ مسنون ہے کہ بغیر شدر حال کے، یا آپ کو کوئی فرشتہ اور  
جنات اٹھا کر لے جائے گا۔

## ایمان نام ہے قول، فعل، عقیدے کا

فرماتے ہیں مولانا جو ناگڈھی صاحب :  
ایمان نام ہے قول فعل عقیدے کا (ص ۶۰ ایضاً)  
یعنی کیا مطلب ہے ؟

اگر ان تینوں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو نفس ایمان ختم ہو جائے گا یا  
باقی رہے گا ؟ اور کلمہ پڑھنے والا جس نے دل سے کلمہ پڑھا ہو کسی عمل کے  
چھوڑنے پر مسلمان باقی رہے گا یا نہیں ؟ تفصیل فرما کر اپنے اس عقیدہ کو  
اس پر قٹ کیجئے۔

## ہم عید الوہاب نجدی اور نہ کسی زندے مردے کے مقلد ہیں

۔ یہی جو ناگڈھی صاحب فرماتے ہیں :  
ہم عید الوہاب نجدی کے مقلد نہیں نہ کسی اور زندے مردے کے

(ص ۶۱ عقیدہ نجدی)

ذرا زبان کی شیرینی ملاحظہ کیجئے اور ان کے دل میں جھانک کر دیکھئے اس  
جہارت کے انداز ہی سے تقلید اور مقلدین سے نفرت کی بو آ رہی ہے۔  
میں کہتا ہوں کہ اگر آپ مقلد ہوتے تو آپ کا نام غیر مقلد کیوں پڑتا غیر مقلد  
ہونے کا تو مطلب یہی ہے کہ آپ کو زندہ مردہ کسی سے کوئی نسبت نہیں ہے،  
جب ہی تو آپ کا شمار فرقہ شاذہ میں سے ہے۔



آپ جس حقارت سے "عبدالوہاب نجدی" کہہ کر جس شخصیت کا صحیح نام بھی نہیں لے پارہے ہیں اگر آپ زندہ ہوتے تو یہ بھی تماشا دیکھتے کہ آپ کی جماعت کا ہر غیر مقلد آج انکو شیخ الاسلام والمسلمین کہتا ہے اور اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ اللہ رسول اگرچہ چھوٹ جائیں مگر اس "عبدالوہاب نجدی" کا دامن اس سے نہ چھوٹے۔

آبرو شرط ہے انساں کیلئے دنیا میں  
نہ رہی آب جو باقی تو گو ہر ہے پتھر

## ہم محمدی ہیں، ہم اہل حدیث ہیں

مولانا محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

ہم جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں یعنی ہم محمدی ہیں  
..... ہم صرف قرآن و حدیث کو قابل اتباع جانتے ہیں اور  
قرآن کو بھی حدیث کہا گیا ہے اسلئے ہم اہل حدیث ہیں (مذہب عقیدہ محمدی)  
قرآن کو جہاں حدیث کہا گیا ہے وہ آیت پیش کیجئے، قرآن میں ہے۔ اللہ  
نزل احسن الحدیث۔ قرآن کو احسن الحدیث کہا گیا ہے اس لئے آپ کا  
صحیح نام اہل احسن الحدیث ہونا چاہئے، اور پھر جب قرآن کو بقول آپ کے  
حدیث کہا گیا ہے تو اپنا نام اہل قرآن رکھتے ہوئے کیوں شرم آ رہی ہے۔  
رکھ لیجئے جو چاہے اپنا نام قادیانی بھی اپنے کو احمدی کہتے ہیں، آپ  
محمدی ہیں اور وہ احمدی۔

خوب گزرے گی جوں بیٹھیں گے دیوانے دو

جہاں یہ حدیث کا لفظ آپ نے دیکھا ہے اسی آیت میں قرآن کو کتاباً  
مشابہاً بھی کہا گیا ہے، تو آخر آپ کا نام "اہل الکتاب المتشابہ" کیوں نہ ہو



اس نام سے کیوں آپ کو حیا دا منیگر ہے۔

اگر نام رکھنا ہی کسی جماعت کی حقانیت کی دلیل ہے تو پھر سب بڑی  
حقانی جماعت معتزلہ کی ہوگی وہ اپنے کو "اصحاب العدل والتوحید" کہتے ہیں  
نام جو چاہے رکھ لو تمہارے منہ میں زبان ہے ہاتھ میں تسلیم ہے  
دماغ میں ہوس ہے، نفس میں طمع ہے قلب میں زعم و پندار ہے مگر یاد رکھو  
نہ جس میں سوز ایمانی نہ جس میں روح قرآنی  
مسلمانوں کو ایسی زندگی راس آ نہیں سکتی

## حضرت ابوبکر اور خلفائے راشدین کی شان میں

### مولانا محمد جونا گڑھی غیر مقلد عالم کی گستاخی

مولانا حسد جونا گڑھی جنکے دل میں عشق محمدی اور اتباع سنت  
کی آگ لگی ہوئی ہے اور جس کی گرمی سے ان کا دماغ یا گل ہو گیا ہے۔ انھوں  
نے حضرت عمر کی شان میں گستاخی کی تھی کہ ان کے بارے میں لکھا تھا حضرت عمر  
موٹے موٹے مسائل اور روزمرہ کے مسائل میں موٹی موٹی غلطیاں کرتے تھے۔

(طریق محمدی ص ۴)

اب یہی عشق بنی کے متوالے صاحب حضرت ابوبکر کی شان میں گستاخیاں

کرتے ہیں، فرماتے ہیں :

برادران حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی

حضرت علی مرتضیٰ قطعاً اپنی اپنی خلافت کے زمانہ میں دونوں محسن

کے لحاظ سے اولی الامر تھے لیکن باوجود اسکے نہ تو کسی صحابی نے

انکی تعلید کی نہ کوئی انکی طرف منسوب ہوا، بلکہ ان کے اقوال کی

خلافت ورزی کی جبکہ وہ فرمان خدا و فرمان رسول کی خلاف نظر آئے



ناظرین اس عبارت میں غور فرمائیں یہ غیر مقلد عالم جنون کی کس حد تک  
 پہنچ چکا ہے، یعنی اس عبارت کا حاصل یہی تو ہوا کہ خلفائے راشدین  
 معاذ اللہ فرمان خدا و فرمان رسول کی مخالفت کرتے تھے اور جب وہ فرمان خدا  
 و فرمان رسول کی مخالفت کرتے تھے تو صحابہ کرام انکی مخالفت کرتے تھے، کیا یہ کلام  
 کسی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کا ہو سکتا ہے کیا اس کلام میں شیعیت کی روح نہیں  
 بول رہی ہے۔

پھر یہ جو ناگڈھی مولوی اس کے آگے جو کچھ لکھتا ہے اس میں حضرت  
 صدیق اکبر کی ذات گرامی پر حملہ اور نہایت ہی ناروا حملہ ہے، وہ اس بات کی  
 مثال میں کہ جب خلفاء راشدین فرمان خدا و فرمان رسول کی مخالفت کیا کرتے تھے  
 تو صحابہ کرام انکی بات نہیں مانتے تھے اور خلفاء راشدین کی مخالفت کرتے تھے  
 یوں لب کشا ہے :

.. مرتدوں کی قیدی عورتوں کو حضرت ابو بکرؓ نے لونڈیاں بنائیں  
 لیکن حضرت عمرؓ نے اس کے خلاف کیا (پہلی مثال)  
 لڑکھنچ کی ہوئی زمین حضرت ابو بکرؓ نے تقسیم کی لیکن حضرت عمرؓ  
 نے نہیں کی، (دوسری مثال)  
 انعام کی برابری حضرت ابو بکرؓ کے نزدیک تھی لیکن حضرت عمرؓ نے  
 زیادتی کی۔ (تیسری مثال)  
 حضرت ابو بکرؓ نے اپنے بعد خلیفہ نامزد کیا لیکن حضرت عمرؓ نے نہیں کیا  
 (چوتھی مثال)

پھر اس کے بعد جو ناگڈھی صاحب فرماتے ہیں اور کبھی بہت سے واقعات  
 اور بہت سی مثالیں ہیں، (طریق محمدی ص ۱۲۲ ص ۱۲۳)

ناظرین کرام اور بہت سی مثالوں اور واقعات کو تو بعد میں دیکھنے کا یہاں



یہ دیکھئے ان چاروں مثالوں سے یہ غیر مقلد صاحب جو مابیلان نالوں کی قوالی بہت گلاتے ہیں اور جن کے قلب میں اتباع رسول کا شعلہ بھڑکا ہوا ہے۔ کیا ثابت کر رہے ہیں یہی تاکہ حضرت ابو بکر صدیق نے جو اگرچہ خلیفہ راشد تھے مگر چونکہ ان چاروں جگہوں میں انھوں نے فرمان خدا اور فرمان رسول کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے حضرت عمر نے ان جگہوں پر حضرت ابو بکر کی تقلید نہیں کی۔ کس مسلمان کا کلیجہ اتنا مضبوط ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا رفارہ بنی کے بارے میں اس بے ہودہ کلام کو سن کر بھی اس کے سینے سے باہر نہیں ہوگا۔ معلوم نہیں ان غیر مقلدین کی عقل و خرد کہاں چرنے چلی گئی ہے کہ جس کے بارے میں جو چاہے کہ ڈالتے ہیں اور پھر بھی بے غیرتی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو پکا اہلسنت بھی کہتے ہیں، اثرے ہو کس

نمی دائم حدیث نامہ چون ست

ہمی بنیم کے عنوانش بخون ست

کسی نے انھیں مدعیان کتاب و سنت اور مابیلان نالوں والوں کے بارے میں کہا ہے :

خرد کی فتنہ کاری سے پریشاں ہو کے اے راسخ

ہو روئے گی آخر چشم انساں ہم نہ کہتے تھے

## گمراہی کی دعوت

مولانا محمد جوناگڑھی کا یہ فرمان عالیشان بھی قارئین ملاحظہ فرمائیں

فرماتے ہیں :

جب ہمارے پاس خود قرآن و حدیث موجود ہو ہم جب خود اسے

پڑھ سکتے ہوں ..... پھر کسی سے ہمیں دریافت کرنے کی



کوئی ضرورت نہیں۔ (طریق محمدی ص ۱۳۹)

یقیناً آپ غیر مقلدوں کو کسی سے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی مگر ہم مقلدوں کو ضرورت ہے اور شدید ضرورت ہے۔

قرآن و حدیث خود پڑھ کر قادیانی قادیانی ہو گئے، چکڑا لوی چکڑا لوی ہو گئے، سرسید احمد خاں نیچری ہو گئے، نیاز فتح پوری نیاز فتح پوری ہو گئے، اسلم جیرا چوری منکر حدیث ہو گئے، احمد رضا خاں بریلوی اعلیٰ حضرت ہو گئے، برق جیلانی دو قرآن دالے ہو گئے، اور اب خود سے قرآن حدیث پڑھ کر آپ غیر مقلد بد عقیدہ اور بد دین ہو رہے ہیں۔

قرآن و حدیث کو خود سے پڑھ کر اور سلف سے بے نیاز ہو کر ضلالت و گمراہی کا ایک پورا سلسلہ ہے، اور آپ غیر مقلدین بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ مبارک ہو آپ کو اسی کڑی کا ایک۔ درآبدار۔ ہوتا۔  
” لاکھ ستارے ایک طرف ظلمت شب جہاں تہاں۔“

## خدا والوں اور اہل حق کی تقلید بھی گمراہی ہے

مولانا محمد جو ناگہ ٹھی پر تقلید کا ہوا بری طرح سوار ہے، چنانچہ ذرا ان کا یہ کلام بھی ملاحظہ فرمائیں :

جس طرح کی باپ دادوں کی تقلید موجب گمراہی ہے اسی طرح سادات بزرگوں کی اور اسی طرح علمائے کرام اور خدا والوں کی بھی، وہ بزرگ حق پر ہوں اور راہ یافتہ ہوں لیکن انکی تقلید پھر بھی موجب ضلالت رہے گی۔ (طریق محمدی ص ۱۴۰)

دیکھئے کس قدر ایمان و اسلام سے بھرا ہوا یہ کلام ذی شان۔ قلم جوم لینے کو جی چاہتا ہے۔



اللہ والوں کی اور علمائے کرام کی تقلید اگر وہ حق پر بھی ہوں تب بھی مت کرو  
انکی حق باتوں میں بھی تقلید حرام ہے، اگر وہ راہ یافتہ ہوں تب بھی ان کی  
تقلید حرام ہے۔

ایسا پر نور اور ایسا بادقار کلام کسی نے کب سنایا دیکھا ہوگا ذرا ان  
غیر مقلد صاحب سے کوئی پوچھے کہ یہ جو قرآن میں مشرکین کی تقلید آبار کے انکار  
کے موقع پر کہا گیا ہے۔ اولوکان اباٹھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون  
اور اولوکان اباٹھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون۔ اس کا کیا مطلب؟  
یہی مطلب ہے کہ اگر کوئی راہ حق پر اور ہدایت یافتہ بھی ہو تو بھی اس کی راہ نہیں اختیار  
کی جائیگی؟۔

قرآن فہمی کا عالم تو یہ ہے اس پر دعویٰ کریں گے مجتہد ہونے کا اور شوق ہوگا  
غیر مقلد بننے کا، اور ہوس ہوگی اہلسنت کہلانے کی، اور زبان چلے کی تسبیحی  
کی طرح، اور اہل حق اور مہتدین کی تقلید و اتباع سے بھی استنکاف ہوگا،  
انکو یہ کیا ہے کہ علم کا گھنٹہ اور غرور آدمی کو کتنی پستی میں کر دیتا ہے اور  
بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کیا رنگ لاتی ہیں۔؟

عقل تہی مایہ سے بدلی ہے کہیں دنیا  
رخ عالم ہستی کا، دیولنے بدلتے ہیں

## قیاس کا ثبوت قرآن سے

پوری زندگی جن غیر مقلدین حضرات کی قیاس کی تردید اور اس کو شیطانی  
فعل بتلانے و ثابت کرنے میں گزر گئی اسی قیاس کے بارے میں انھیں کہہ سکتا ہے  
اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب میں جو جامعہ سلفیہ کی مطبوعہ ہے فرماتے ہیں  
خدا کا ارشاد ہے:



اللہ الذی انزل الكتاب بالحق والمیزان وھذا المیزان  
قد نزل مع الكتاب ولا یراد به المیزان الذی یوزن بہ  
الاشیاء المادیة الجسمیة بل ھو میزان یساعد فی فہم الکتاب  
والادلة الشرعیة الأخری و فی معرفة احکام النظام  
والتویة بیئھا فی الحکم۔

وقد سمي ذلك في اصطلاح الفقهاء بالقياس  
ولكنه في الحقيقة ميزان

وعلى هذا لا يسوغ لنا انكار القياس وضرورتہ  
ولا يصرف النظر عن حجیۃ وفائدتہ وکان الاثمة  
والمحدثون مع اعتنائهم بنظواهر الحديث والفاظہ  
ومعانيہ واحترامہم له یعتبرون القیاس حجة شرعیة  
(الانطلاق الفکری ص ۶۲)

اگر میں صرف اس عبارت کا ترجمہ کرتا تو شاید قارئین کو یہ شبہ ہوتا کہ  
میں نے صحیح مفہوم کی ادائیگی کی بھی ہے یا نہیں اسلئے مجھے اس طویل عبارت  
کو بدرجہ مجبوری نقل کرنا پڑا۔

اب میں اس کا خلاصہ ذکر کرتا ہوں عبارت سامنے ہونے کی وجہ سے  
کسی کو یہ شبہ نہ ہوگا کہ میں نے مولانا سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا غلط مفہوم  
اخذ کیا ہے، اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی وہ ذات ہے جس  
حق کے ساتھ قرآن اور میزان اتارا، یہ میزان کتاب اللہ کیساتھ نازل ہوئی  
ہے، اس میزان (ترازو) سے مراد وہ میزان نہیں ہے جس سے ظاہری  
مادی اشیاء تولی جاتی ہیں بلکہ یہ میزان وہ چیز ہے جس سے کتاب اللہ اور



دوسرے دلائل شرعیہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، اس میزان سے ایک جیسے امور میں شرعی حکم معلوم کیا جاتا ہے فقہاء اسی کو قیاس کہتے ہیں، لیکن حقیقت میں اس کا صحیح نام میزان ہے۔

جب بات یہ ہے تو پھر ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم قیاس اور قیاس کی ضرورت کا انکار کریں۔ قیاس کی حجیت اور اس کے فائدہ سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے، ائمہ محدثین کی اگرچہ ظواہر حدیث کی طرف توجہ زیادہ تھی مگر قیاس کو بھی وہ ایک حجت شرعیہ تسلیم کرتے تھے۔

تیری آواز مکے اور مدینے

یہ ہے خلاصہ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا اس سے یہ جذباتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات یہ کہ قرآن کی طرح قیاس کو بھی اللہ ہی نے نازل کیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ فقہاء جس کو قیاس کہتے ہیں یہ وہی چیز ہے جس کو قرآن میں میزان کہا گیا ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ قیاس کا انکار کرنا اور قیاس کی ضرورت کا انکار کرنا جائز نہیں۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ ائمہ محدثین بھی قیاس کو حجت شرعیہ سمجھتے ہیں یہ حق کی وہ آواز ہے جو غیر مقلدین کے وہ مولانا اسماعیل سلفی بلند کرنے پر مجبور ہوئے ہیں جن کا درجہ گروہ غیر مقلدین میں اس چودھویں صدی کے اخیر میں امامت کا تھا۔

اب ناظرین ان عقل کے یتیموں دل کے مرلیضوں کے بارے میں فیصلہ فرمائیں جو قیاس کو حجت شرعی نہیں قرار دیتے ہیں، جو قیاس کو شیطانی عمل قرار دیتے ہیں اور جو قیاس کا مذاق اڑاتے ہیں اور جو قیاس کرنے والے پر تبرا بھیجتے ہیں۔



کیا ان کے ایمان کے باقی رہنے کی اب بھی کوئی صورت ہے، جب قیاس کو بقول مولانا سلفی رحمۃ اللہ علیہ کے خود اللہ نے نازل کیا ہے اس کا ذکر قرآن میں ہے، اور وہ شریعت کا ایک اصول اور ضابطہ ہے اور مسائل شرعیہ دریافت کرنے کا ایک قرآنی و شرعی ذریعہ ہے تو پھر اسکے انکار کو گمراہی کے سوا اور کیا کہا جائے گا، اور گمراہ قیاس کرنے والے ہوں گے یا قیاس کے شکنجے؟ قیاس کا انکار خود قرآن کا انکار نہ ہوگا

جٹکیاں یستی ہے فطرت، چنچ اٹھتا ہے ضمیر  
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو

بہر حال میں غیر مقلدین حضرات سے ان کے دین و ایمان کی خاطر نہایت خلوص سے عرض کروں گا کہ وہ اپنے اس اصول پر نظر ثانی کریں جس کو وہ بڑے طنطنے اور بڑے جوشیلے انداز سے لوگوں کے سامنے بیان کر کے انکی نادانیت کا استحصال کرتے ہیں، اور اپنے پکے مومن اور پکے اہلسنت اور ہٹے کٹے اہلحدیث ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کا وہ اصول یہ ہے :

.. اہلحدیث حجت شرعیہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو مانتے ہیں۔  
بظاہر یہ اصول بڑا شاندار ہے مگر یہ ہے اہلسنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف، بہت سی شاندار عمارتیں اندر سے بڑی کھوکھلی ہوتی ہیں اس بات کا احساس غیر مقلدین کو ہونا چاہئے

چپ رہنا تو ہے ظلم کی تائید میں شامل  
حق بات کہو جراتِ اظہار نہ بیجو !



## تمام صحابہ فقیہ تھے

مولانا اسماعیل سلفی غیر مقلد عالم اپنی اس کتاب الانطلاق الفکری میں یہ دعویٰ کرتے ہیں :

وَمَا انَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُم كَانُوا عُدُولًا فَكَذَلِكَ كَانُوا  
فُقَهَاءَ (ص ۲۱۸)

یعنی جس طرح تمام کے تمام صحابہ عادل تھے اسی طرح تمام کے تمام صحابہ فقیہ تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اس دعویٰ پر کے تمام کے تمام صحابہ فقیہ تھے کسی ایک بھی معتبر عالم کی گواہی پیش کر دیں۔

صرف زبانی جمع خرچ سے علمی میدان میں کام نہیں چلتا، اچھا اگر سب صحابہ فقیہ تھے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں تو پھر آخر آپ غیر مقلدوں کو فقہار سے بیزار کیوں رہتے ہیں اور فقہ کے نام سے چوڑھ کیوں ہے؟

## مصلحین عظام مذہب حنفی کے بیرو تھے

مولانا اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلدین کے آہنی قلعہ میں ایک اور زبردست دھماکہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں :

كَانَ الْمَصْلُحُونَ الْعِظَامُ مِنْ عَصْرِ الْمَجْدِ دَالِ سَاهِنْدِي إِلَى  
عَصْرِ الشَّاهِدِ وَلِي اللَّهِ دَاتَبَاعِهِ يَتَّبِعُونَ الْفَقْهَ الْحَنْفِي فِي الْأَعْمَالِ

الظاہرۃ (ص ۲۴۳ الانطلاق)

یعنی حضرت مجدد دہلی کے زمانہ سے لیکر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چاروں صاحبزادوں کے زمانہ تک جتنے بھی مصلحین عظام گزرے ہیں



وہ سب اعمال ظاہرہ میں (یعنی نماز روزہ وغیرہ مسائل میں) فقہ حنفی کے پیروں تھے۔

اس سے اتنا تو معلوم ہو ہی گیا کہ اخلاف نے ہندوستان کے ہندوستانی معاشرہ میں اصلاح کے کام کرنے کا نہایت شاندار کارنامہ انجام دیا ہے جس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں تھا، اور جتنے بڑے بڑے مصلحین گزرے ہیں وہ سب حنفی تھے، اہل دیوثوں کا اس وقت کہیں وجود نہیں تھا۔

## غیر مقلدیت کے وجود کی ابتداء ہندوستان میں

یہی مولانا اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں غیر مقلدیت کے وجود کی تاریخ ہمیں بتلاتے ہیں آپ بھی سنیں۔ فرماتے ہیں :

حينما وصلت هذه اليقظة الى الشاه اسماعيل الشهيد واصحابه المخلصين تحولت الى ترك التقليد وقد دعم هذا الاتجاه العلامة السيدان ذير حسين وتلامذته (حركة للانطلاق ص ۲۳)

یعنی جس وقت یہ بیداری حضرت اسماعیل شہید کے زمانہ تک پہنچی تو اس نے ترک تقلید کی صورت اختیار کر لی اور پھر اس کو علامہ سید نذیر حسین اور ان کے تلامذہ نے تقویت پہنچائی۔

مولانا اسماعیل سلفی غیر مقلدوں کے بہت مشہور عالم ہیں، بلکہ اس جماعت میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا، بقول ایک غیر مقلد ڈاکٹر صاحب کے :  
مولانا سلفی بڑے وسیع النظر عالم تھے، بیسویں صدی کے سلفی علماء میں انھیں بڑا امتیاز حاصل تھا۔

یہ امام اور وسیع النظر اور جماعت غیر مقلدیت کا ممتاز عالم صاف صاف کہہ رہا ہے کہ غیر مقلدیت کی ابتداء اس ہندوستان میں حضرت اسماعیل شہید کے



زمانہ سے ہوئی ہے، حضرت شہید علیہ الرحمہ کے زمانہ سے پہلے اس غیر مقلدیت کا ہندوستان میں نام و نشان بھی نہیں تھا، اور انھیں مولانا اسماعیل سلفی کی زبانی آپ سن چکے ہیں کہ حضرت اسماعیل شہید کے پہلے جتنے بھی مصلحین تھے سب حنفی تھے اور ہندوستان میں اسی مذہب حنفی کا شیوع اور رواج تھا، یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ غیر مقلدین کو اسکو تسلیم کر لینا چاہئے، اور اس پر ناک سکڑنے کی اور منہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارے ایک غیر مقلد بھائی کو ہمارا یہ "انکشاف" بہت کھلا ہے، اور ان کا قلم اس وقت "گنبد کی صدا" بنا ہوا ہے۔

## غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام پر

### دارالعلوم دیوبند کا علمی فیضان

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام لے کر آج کل کے غیر مقلدین بہت اچھلے کودتے ہیں، شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ مولانا امرتسری دارالعلوم دیوبند کے فضلاء میں سے تھے، دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند میں پڑھا اور اسی دارالعلوم دیوبند کی سند ان کیلئے زندگی بھر مایہ افتخار رہی، دیوبند ہی میں ان کی مناظرانہ طبیعت کو چار چاند لگے، اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے وقت رخصت ان سے جو چند کلمات کہے وہ مولانا امرتسری کے لئے سزا زندگی مشعل ہدایت و باعث استقامت بنے رہے، لیجئے اب پوری حکایت مولانا امرتسری ہی کی زبانی سنئے بڑی دلچسپ یہ حکایت ہے اس سے اندازہ ہوگا کہ دارالعلوم دیوبند نے کیسے کیسے ذروں کو خورشید بنایا، مولانا امرتسری فرماتے ہیں:

پھر سہارنپور چند روز قیام کر کے (۱۳۵۵ھ میں) دیوبند پہنچا وہاں



کتاب درسیہ معقول و منقول ہر قسم کی پڑھیں، کتب معقول میں قاضی مبارک، میرزا ہد، امور عامہ صدر شمس بازغہ وغیرہ، اور منقولات میں ہدایہ، توضیح، مسلم البتوت، وغیرہ، ریاضی میں شرح جنینی وغیرہ بھی پڑھیں اور دورہ حدیث میں شریک ہوں، استاذ پنجاب کادرس حدیث اور اساتذہ دیوبند کادرس حدیث ان دونوں میں جو فرق ہے اس سے فائدہ اٹھایا (۱)

## دیوبند کی سند امتحان میرے لئے باعث فخر میرے پاس موجود ہے

اس کے بعد مولانا امرتسری "مسرت آمینر واقعہ" کا عنوان قائم کر کے فرماتے ہیں:

ایک واقعہ ایسا مسرت آمینر ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا، اور نہ بھول سکتا ہوں بلکہ جب معاصرین کے ترغیبیں ہوتا ہوں تو وہ واقعہ مجھے فوراً دل شاد کر دیتا ہے (۲) جسکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) علمائے حدیث کادرس حدیث خشک بے مغز محض عبارت خوانی یا زیادہ سے زیادہ ائمہ دین اور فقہائے امت پر لعن و طعن اور سب و شتم، مقلدین علماء کو دوچار سنا دینا یہ ہیں تک محدود ہوتا تھا اور اب بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا بخلاف دارالعلوم دیوبند کے درس حدیث کی شان اور اسکی آن و بان خصوصاً حضرت شیخ الہند، حضرت علامہ نور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا سید نرال دین رحیم انصاری کا درس حدیث تو ایسی زالی شان کا ہوتا تھا کہ متقدمین ائمہ حدیث کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور پھر تمام ائمہ حدیث اور فقہائے امت اور اسلاف کے پودے احترام کی رعایت کے ساتھ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا اضافہ اسی فرق کی طرف ہے۔

(۲) کاش غیر مقلدین علماء کی اس واقعہ کو بڑھ کر آنکھیں کھل جائیں اور علمائے دیوبند کے فیوض روحانیہ کا وہ اغتراف کر لیں، نہیں مگر ایسا نہیں ہو سکتا اسلئے کہ پتھر پر بھلا کہیں جو تک لگی ہے



مدرسہ دیوبند میں ان دنوں مولانا محمود الحسن اعلیٰ الشہ مقامہ مدرس اعلیٰ تھے  
فدس کی ہر کتاب پڑھتے ہوئے میں بے باکانہ جرأت سے اعتراض کرتا  
مولانا مرحوم کا بہت وقت خاص مجھ پر خرچ ہوتا، جب میں آخری ملاقات  
کے رخصت چاہی تو فرمایا۔

” طلباء تمہاری شکایتیں بہت کرتے تھے کہ پوچھنے میں وقت بہت  
ضائع کرتا ہے، ہم کہتے تھے کہ کوئی طالب علم پوچھنے والا ہو تو پوچھے  
اس کے سوال صحیح ہوں یا غلط، کچھ پوچھے تو ہسی (۱)۔ تمہیں بھی خوش  
ہونا چاہئے کہ جسے خدا کچھ دیتا ہے اس کا حسد ہوتا ہے۔“

یہ سن کر میری آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں اور اس شعر کا مضمون زبان پر جاری ہوا  
دیدہ ام در غنچگی چندیں جفاے باغباں  
بعد گل گشتن نمی دامن چہ گل خواہ شگفت  
خدا جانے یہ فقرہ اپنے اندر کیا صداقت رکھتا تھا (۲) کہ طالب علمی کے بعد زمانہ  
بلوغت علمی میں اس کا وہ اثر دیکھا کہ صاحب در مختار کا یہ شعر ہمیشہ در زبان رہا۔  
ہم یحسد و تنی و شر الناس کلہم،  
من عاش فی الناس یوما غیر محسود (۳)

(۱) یہ تھے ہمارے اکابر رحمہم اللہ و غفرلہم  
(۲) جی ہاں یہ ایک اللہ والے عالم ربانی کی زبان سے نکلا ہوا فقرہ تھا اور اسی کا نام  
کرامت ہے، جس کرامت کے غیر مقلدین منکر ہیں، کرامت کسی جو ہے کے ہاتھی بناتے  
کا نام نہیں ہے۔

(۳) فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری تصنیف مولانا صفی الرحمن مبارکپوری



# مولانا میاں تذیر حسین کو فقہ حنفی پر حدیث سے زیادہ عبور تھا

سیرت ثانی کا مصنف لکھتا ہے :

عمر بھر سیکڑوں مرتبہ صحاح ستہ کا دودھ ہوا فرمایا کرتے تھے کہ میں نے

صحاح ستہ کو گلستاں بوستاں بنا دیا ہے (۱) فقہ حنفیہ پر حدیث

سے زیادہ عبور تھا۔ (۲)

مولانا میاں صاحب نے درس و تدریس کی ساٹھ باسٹھ سال کی مدت میں صحاح ستہ کا سیکڑوں مرتبہ دور کرایا، یقیناً یہ انکی کرامت تھی، اب تو غیر مقلدین کرامت کے قائل ہو جائیں دیے اگر گلستاں بوستاں ہی کی طرح صحاح ستہ (جو احادیث رسول کے مدونات ہیں) کو پڑھایا جائے تو سیکڑوں کیا کوئی ساٹھ باسٹھ سال کی مدت میں ہزاروں مرتبہ بھی پڑھا دے تو پڑھا سکتا ہے، خیر یہ دوسری بات ہے، دلچسپ بات تو یہ ہے کہ وہی فقہ حنفی جس کو زمانہ حال کے بدراہ و بدگو غیر مقلدین اہل علم کوک شاستر سے تعبیر کرتے ہیں۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کو اس پر حدیث سے زیادہ عبور تھا۔

آخر میاں صاحب کو اس کوک شاستر سے اتنی دلچسپی کیوں تھی؟ کیا کوئی غیر مقلد آج اس کا جواب دے گا؟

(۱) کہ اسے یا تو حکایت کے طو پر پڑھا جائے جسے گلستاں ہے یا محض گنگنا نے کیلئے پڑھا جائے جسے بوستاں ہے، نہ بحث کی ضرورت نہ تحقیق و تدقیق کی، یا اڑائے جاؤ یا گائے جاؤ۔

(۲) حاشیہ سیرت ثانی ص ۱۲



## احادیث کو رد کرنے سے بہتر ہے کہ انکی تاویل کی جائے

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری المیت بعد بیکاء اہلہ کے تحت چند احادیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں :

• اور حق یہ ہے کہ ان صحیح احادیث کی تاویل کی جائے گی جیسا کہ جمہور

کا مذہب ہے، ان احادیث کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں جب کہ

انکی تاویل ممکن ہے۔ (تحفہ ص ۱۲۶ ج ۲)

یہ اصول جو اس قدر زور و شور سے بیان کیا جا رہا ہے اگر احاف اس پر عمل کریں تو غیر مقلدین شور مچائیں گے کہ دیکھو حنفیہ احادیث رسول کے ساتھ یہ معاملہ کر رہے ہیں۔

## جنازہ میں چار تکبیر بر حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنازہ پر سات چھ پانچ اور چار تکبیر کی جاتی تھی، لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ میں لوگوں کو صرف چار تکبیر کہنے کا حکم فرمایا اور صحابہ نے اسی کو قبول کر لیا۔

تحفہ - الاحوذی میں مولانا مبارکپوری امام منذر کا یہ کلام نقل کرتے ہیں :

كانوا يكبرون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

سبعاً وخمسة واربعاً فجمع عمر الناس على اربع

(تحفة ج ۲ ص ۱۱۴)

یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ جنازہ پر سات چھ پانچ اور چار تکبیریں کہتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار پر جمع کر دیا۔



اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو غیر مقلدین نے خوشی سے قبول کر لیا مگر تراویح اور طلاق کے مسئلہ میں حضرت عمر کا عمل ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا، معلوم نہیں یہ دورنگی کیوں، سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے غیر مقلدین کا عمل یہ ہونا چاہئے کہ جنازہ میں کبھی سات کبھی چھ کبھی پانچ اور کبھی چار تکبیریں کہیں تاکہ مابلدان نالاں گلزارِ محمد کی قوالی کا بھرم نہ رہے۔

## حدیث صحیح کو چھوڑ کر حدیث حسن پر عمل

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ دار کے روزہ افطار کے سلسلہ میں دو حدیث ذکر کی ہے ایک حدیث ترمذی ہے اور دوسری حدیث رطب ہے، حدیث ترمذی کے متعلق امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وہ حسن صحیح ہے اور رطب والی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ حسن غریب ہے۔ اہل حدیث ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ حسن صحیح جس کا مرتبہ حسن غریب سے مقدم اور ادنیٰ ہے پر عمل کیا جائے مگر مبارکپوری صاحب کا فیصلہ یہ ہے۔

کہ مستحب یہ ہے کہ رطب سے افطار کیا جائے رطب نہ ہو تو ترمذی سے افطار کیا جائے اور اگر ترمذی نہ ہو تو پانی سے افطار کیا جائے، (تحفہ جہ ۲ ص ۲۷۷) معلوم نہیں ترمذی کو دوسرے نمبر پر رکھنے کی وجہ کیا ہے، مولانا مبارکپوری نے اس کو بیان نہیں کیا۔

امام بخاری پر مولانا مبارکپوری کا شدید نقد اور

## علم حدیث میں امام بخاری پر تفوق

محدثین رحمہم اللہ حتی الامکان مختلف احادیث میں جمع و تطبیق کی کوشش کرتے ہیں اور کسی حدیث کو رد کرنے کی جرأت سے گریز کرتے ہیں، ایک جگہ



امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف حدیثوں میں جمع و تطبیق کیا اس پر مولانا مبارکپوری صاحب کو غصہ آ گیا بڑے جلال میں وہ فرماتے ہیں :

قلت حدیث ابن عباس وعائشة المذكور فی هذا الباب ضعیف کما ستعرف فلا حاجة الى الجمع الذی اشار الیه البخاری . (تحفه ج ۲ ص ۱۱۱)

یعنی میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کی اس باب میں مذکور حدیث کمزور ہے جیسا کہ تم کو معلوم ہوگا تو اسام بخاری نے تطبیق کا جو عمل کیا ہے اسکی قطعاً کوئی حاجت نہیں ۔

اب مبارکپور کے یہ محدث صاحب حدیث کی پرکھ میں امام بخاری سے بھی آگے ہو گئے ہیں ، اور ماشار اسرار میں اتنی جرأت پیدا ہو گئی ہے کہ امام بخاری کا بھی رد کریں اور سید المحدثین ۔ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ بتلائیں کہ تم کو یہ کرنا چاہئے اور یہ نہیں ، اب جیونٹی کو بھی پر لگ گئے ہیں اور بی بی پھد کی بھی پالنا میں بیٹھنے کا حوصلہ رکھتی ہیں غیر مقلدیت کا جو قومیہ ایسا ہے کہ مت بوجھو مولانا عبدالرحمن مبارکپوری بھی آدمی ہو جائے مگر فطرت کہاں بدلتی ہے ۔

## عموم کی تخصیص

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے العصاة الى العصاة تكفر ما بينهما یعنی ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ، اسی طرح سے آنحضور کا ارشاد ہے الجمعة الى الجمعة كفارة لما بينهما یعنی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ، ان دونوں حدیثوں میں کوئی تصریح نہیں ہے کہ صفائے معاف ہوں گے اور کبائر معاف نہیں ہوں گے مطلق گناہ کے معاف ہونے کا



ذکر ہے، مگر مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”من الذنوب دون الكبائر“۔

یعنی گناہ میں کبائر معاف نہیں ہوں گے۔

ان دونوں حدیثوں میں لفظ ما آیا ہے جو عموم کے لئے ہے گو مبارکپوری صاحب نے اس تعمیم کی تخصیص کڑی، مگر میں کہتا ہوں غلط نہیں کیا صحیح کیا مگر اسی طرح کوئی قرأت خلف الامام والے مسئلہ میں ”من“ کی دلائل کی روشنی میں تخصیص کڑے تو غیر مقلدوں کو آسمان سر پر نہیں اٹھالینا چاہئے، اگر تم کو یہ حق ہے کہ کسی عام حدیث کو خاص کر دو تو یہ حق دوسروں کو بھی یہ ہو چکا ہے۔

## مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کا طریقہ استدلال

عمرہ واجب ہے یا سنت، مالکیہ اور اخلاف کے نزدیک عمرہ کرنا واجب نہیں ہے، مولانا مبارکپوری کا مذہب ہے کہ عمرہ کرنا واجب ہے، اخلاف اور مالکیہ کا استدلال حضرت جابر کی حدیث سے ہے، اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا کہ عمرہ کرنا واجب ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا نہیں اگر کوئی عمرہ کرے تو بہتر ہوگا اس حدیث کو امام ترمذی صحیح قرار دیتے ہیں، لیکن مولانا مبارکپوری امام ترمذی کا رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

انہا ضعیف لا یصلح للاحتجاج۔ (تعفہ ج ۲ ص ۱۱۲)

کہ امام ترمذی نے حضرت جابر کی جس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے وہ ضعیف ہے اور استدلال کے قابل نہیں۔

اور مولانا نے اپنے مسلک وجوب پر حضرت ابن عباس کے قول سے استدلال کیا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

الحج والعمرة فريضة



یعنی حج اور عمرہ فرض ہیں۔

حالانکہ خود مولانا مبارکیوری کو اعتراف ہے کہ حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے، تو اولاً یہ قول خود ضعیف ہوا دوسرے یہ کہ حضرت ابن عباس کا قول ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں، اور صحابی کا قول غیر مقلدوں کے نزدیک حجت نہیں ہے، مگر ان تمام خرابیوں کے باوجود مولانا مبارکیوری صحابی کے اس ضعیف قول سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”عمرہ واجب ہے“

مجتہد صاحبوں کے کیا کہنے

یہ چونکہ مولانا مبارکیوری کا غیر مقلدین علماء میں بڑا ادنیٰ مقام ہے اس وجہ سے یہ چند مثالیں مولانا مبارکیوری کی مایہ ناز کتاب تحفۃ الاحوذی سے پیش کی ہیں تاکہ ان غیر مقلدین کے عوام ہی کا نہیں بلکہ اس جماعت کے محدثین کا بھی مزاج و طبیعت اور احادیث رسول کے باب میں انکے قول و عمل کے تضاد کا اندازہ کچھ ہو سکے خدا نے چاہا تو کبھی تحفہ پر تفصیلی نظر ڈالی جائے گی۔

## رسول اللہ کی اتباع بالاستقلال فرض ہے

مولانا جو ناگڈھی طریق محسوسی میں فرماتے ہیں :

رسول اللہ کی اتباع بالاستقلال ہمارے ذمہ فرض ہے ص ۱۲۵

یہ بات تو ہے سرایا حق مگر پھر آپ کی اس کتیر کا کیا مقصد ہوگا :

”شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف

سے بغیر وحی الہی کے کچھ فرمائیں تو وہ کبھی حجت نہیں (ص ۱۲۵ ایضاً)

ذرا عقل کا چشمہ لگا کر دیکھئے تو یہ دونوں جواب آپ ہی کی ہی ہوئی بات ہے انہیں



کچھ تعارض یا تضاد نظر آ رہا ہے ؟

## دلیل سے سوال کرنا چاہئے

مولانا جو ناگڈھی کا ارشاد ہے کہ :

اگر کسی کو کوئی بات معلوم نہ ہو تو وہ علماء رب سے دلیل سے سوال کریں :

( لمخصاصۃ ۱۳ )

میرے خیال میں تمام غیر مقلدین جاہلین اپنے اہل علم سے سوال مع الدلیل کر کے مجتہدین چکے ہوں گے، اب کوئی غیر مقلد ایسا نہ ہو گا جو مسائل شرعیہ کی دلیلوں سے ناواقف ہو، مبارک ہو۔

## صحابہ کرام کو محمدی کہا جاتا تھا

مولانا جو ناگڈھی فرماتے ہیں :

عہد نبوی میں صحابہ کرام کو محمدی کہا گیا ( ص ۲۱ ایضاً )

جی ماں ضرور کہا گیا ہو گا، آپ فرماتے ہیں تو یہ غلط کیسے ہو گا۔ بس صرف دو نام کی مختصر فہرست پیش کر دیں کہ فلاں فلاں دو صحابی محمدی اپنے کو کہتے یا لکھتے تھے یا اس نام سے موسوم تھے

## اہلحدیث کا لقب بھی صحابہ کے زمانہ سے چلا آتا ہے

مولانا جو ناگڈھی فرماتے ہیں :

اسی طرح اہلحدیث کا لقب بھی صحابہ کرام کے زمانہ سے چلا آتا ہے۔

( ص ۲۱ ایضاً )

یہاں بھی عرض کر دوں گا کہ صرف دو نام کی مختصر فہرست پیش کر دیں کہ فلاں فلاں صحابی کو اہلحدیث کہا گیا تھا اور وہ اس نام سے موسوم تھے۔



مولانا ابھی سلفی اور اثری بات ہے، اس کی بھی تاریخ بیان کر دیں  
تو ہماری معلومات میں مزید اضافہ ہو، اس کے بعد غیر مقلد کا لفظ بھی من  
میں رہے کہ اس کی بھی آپ کو تاریخ بیان کرنی ہے۔

ذرا یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ آخر آپ کو "احمدی" نام سے کیوں چڑھ ہے  
کیا احمد اللہ کے رسول کا نام نہیں ہے، سلفی اثری نام تو آپ رکھ لیں مگر "احمدی"  
نام سے آپ چڑھ جائیں ایسا کیوں ذرا اس راز سے بھی پردہ اٹھادیں۔

## بزرگوں کو مطاعن کا نشانہ نہیں بنانا چاہئے

ایک داعی و تاصیح کا ارشاد ہے :

بزرگوں پر خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں تنقید کرنا اور

مطاعن کا نشانہ بنانا مناسب نہیں معلوم ہوتا، ان کے لئے

لہا ما کسبت پڑھ کر خاموش رہنا بہتر ہے۔ (محدث جولائی ۱۹۶۶ء)

صحیح فرمایا ان جناب نے

یوں بھی کرتے ہیں غم گساری لوگ

لوٹ جاتے ہیں آئینہ دل کا

اور اس کے بعد آپ نے ماشار اللہ اس نصیحت پر خوب عمل بھی کیا ہے ذرا سوچئے

کہتے مرحومین علماء کی شان میں آپ نے نصیہ خوانی کی ہے۔

## اہلحدیث کسی معین امام کی تقلید کی اجازت نہیں دیتے

۔ یہی صاحب فرماتے ہیں :

۔ اہلحدیث "کسی معین امام کی تقلید کی اجازت نہیں دیتے"

(ایضاً)



اچھا یعنی اب اہلحدیثوں کے ہاتھ میں خدا اور رسول والا اختیار آگیا ہے کہ جس کی وہ اجازت دیں وہ عمل تو جائز ہوگا اور جس کی وہ اجازت نہ دیں وہ عمل جائز نہ ہوگا۔ واہ رے خوش فہمی۔

اچھا خدا اور رسول صاحب ذرا یہ تو بتلائیے کہ غیر معین امام کی تقلید کی اجازت تو اہلحدیث دیتے ہیں، اب یہ بھی بتلائیے کہ تقلید مطلقاً حرام ہے یا معین کی حرام ہے اور غیر معین کی حرام نہیں؟ جو بھی فرمائیں اپنے علماء کی تقلید کے سلسلہ میں تحریرات کو پیش نظر رکھ کر فرمائیں:

”کیا زمانہ آگیا ہے جیونٹی کو بھی پس لگنے لگے ہیں.....“

بت کریں آرزو خدائی کی

## اہلحدیث کی نسبت

یہی کرم فرماتے ہیں:

”اہلحدیث کی نسبت قرآن و حدیث اور رسول کی طرف ہے۔“ (ایضاً)

یقیناً ہوگی، ہمیں بھی اس کا انکار نہیں، مگر ذرا یہ تو فرمائیں کہ جب اہلحدیث کی نسبت قرآن و حدیث اور رسول سب کی طرف ہے تو غیر مقلدین کی یہ جماعت اپنے کو صرف اہلحدیث ہی کیوں کہتی ہے؟ اہل قرآن کیوں نہیں کہتی، اہل رسول کیوں نہیں کہتی، ان دونوں سے شرم کیوں ہے؟ ہم نے جہاں دیکھا صرف ”اہلحدیث“ ہی دیکھا، اہلحدیث کا مذہب، اہلحدیث کا مدرسہ اہلحدیث کا پرچہ، اہلحدیث کی مسجد، اہلحدیث کی جماعت، اہل قرآن اور اہل رسول کے نام سے یہ بیر کیوں؟ بلکہ آپ کا پورا نام تو اہلحدیث والقرآن والرسول، ہونا چاہئے، آخر اس پورے نام میں یہ کتر بیونت کیوں؟

وہ چشمہ بن کہ جس سے ہوں سرسبز کھیتیاں : رہد کو تو فریب نہ دے صورتِ سرب



## یہ تقلید کا اقرار ہے کہ انکار

مولانا اسماعیل سلفی نے اپنی کتاب الانطلاق الفکری میں تقلید کو بدعت اور حرام اور امر محدث ثابت کرنے کیلئے بڑا ہاتھ پیر مارا ہے، مگر زیچارے بری طرح ناکام ہیں چاہتے کچھ اور ہیں ہوتا کچھ اور ہے، ایک جگہ اسی کتاب میں فرماتے ہیں :

ان معنی اثبات التقليد فی القرون المشہود لہا بالخیر

ان قلۃ العلم کانت عامۃ فیہا۔ (ص ۲۲۶)

یعنی اگر یہ بات مان لی جائے کہ قرون مشہود لہا بالخیر میں تقلید تھی تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان زمانوں میں علم بہت کم تھا۔

میں اس پر تو ابھی کیا کہوں کہ کسی زمانہ میں تقلید کے پائے جانے سے اس زمانہ میں علم کی قلت بھی ضروری ہوگی، یہ مفروضہ صحیح ہے کہ غلط اہل علم خود غور کر لیں کہ مولانا سلفی کا یہ کلام کتنا جاندار ہے۔

مولانا سلفی اپنی اس بات کو ثابت کرنے کیلئے ابن قیم کا یہ کلام نقل کرتے ہیں :

فانا نعلم بالضرورۃ انه لم یکن فی عصر الصحابۃ رجل

واحد اتخذ رجلاً منهم یقلدہ فی جمیع اقوالہ (ایضاً)

یعنی ہم بداہتہ جانتے ہیں کہ زمانہ صحابہ میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں

تھا جو تمام اقوال میں کسی کی تقلید کرتا ہو،

ناظرین غور فرمائیں کہ مولانا سلفی نے اپنے دعویٰ کی تائید میں ابن قیم کا جو یہ کلام نقل کیا ہے، اس سے صحابہ کے زمانہ میں تقلید کا ثبوت ہو رہا یا عدم ثبوت، ابن قیم کے اس کلام سے تو صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں کوئی ایسا آدمی نہیں تھا



جو کسی کی اس کے تمام اقوال میں تقلید کرنے، یعنی صحابہ کرام میں تقلید تو پائی جاتی تھی مگر تقلید کی یہ شکل نہیں تھی۔

میں کہتا ہوں کہ مقلدین کب کہتے ہیں کہ تم کسی کی ایسی تقلید کرو، ایسی تقلید نہ صحابہ کے زمانہ میں تھی اور نہ اس کے مقلدین قائل ہیں، مگر اس سے آپ کا مطلب کہاں حاصل ہوا آپ تو مطلق تقلید شخصی کے منکر ہیں۔ جن کو ابن قیم کے کلام کے سمجھنے کا بھی سلیقہ نہ ہو وہ قرآن و حدیث سمجھنے کے مدعی ہیں اور کتاب و سنت سے استنباط مسائل اور استخراج مسائل کا شوق رکھتے ہیں۔

برق و شرر سے کہہ دے یہ کوئی  
شعلوں سے ہم بھی کھیلے ہیں اکثر  
اور پھر میں کہتا ہوں کہ رد تقلید میں ابن قیم کا کلام پیش کرتے ہوئے ان سلفی صاحب کو شرم نہیں معلوم ہوتی، ابن قیم کیا تھے کیا یہ انکو معلوم نہیں؟ ابن قیم تو خود مقلدوں کے مقلد تھے وہ کیا تقلید کا انکار کریں گے اور اگر وہ تقلید کا انکار بھی کریں تو ان کی سننا کون ہے ابن قیم کے بارے میں دیکھئے نواب صاحب اپنے شیخ محدث شوکانی سے کیا نقل کرتے ہیں:

و غلب علیہ حب ابن تیمیہ حتی کان لا یمخرج عن  
شیء من اقوالہ بل ینتصر لہ فی جمیع ذلک۔

(التاج المکمل ص ۴۱۸)

یعنی ابن قیم پر ابن تیمیہ کی محبت کا ایسا غلبہ تھا کہ وہ ان کے کسی قول سے باہر نہیں ہوتے تھے، بلکہ ہر بات میں وہ انکی حمایت ہی کرتے تھے۔

جو اتنا بڑا مقلد ہو، اس کے کلام سے ہم مقلدین پر تقلید کے حرام ہونے کے بارے میں



حجت قائم کی جائے۔

ابن قیم تقلید شخصی کریں تو قد، اور اخاف یا شوافع یا دیگر مقلدین تقلید شخصی کریں تو ”زہر ہلاہل“ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے۔  
 میں غیر مقلدین سے پوچھتا ہوں اور خاص طور سے ان اسماعیل سلفی سے جنہوں نے بڑے ذوق و شوق سے ابن قیم کا لونیہ اپنی اس کتاب میں نقل کیا ہے، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ابن تیمیہ کے جو تفردات ہیں جن میں ان کا مذہب سراسر جمہور کے خلاف ہے ذرا ان تفردات میں سے کسی ایک فرد میں بھی ابن قیم کی ابن تیمیہ سے مخالفت ثابت کر دیں، کیا دونوں استاذ شاگرد کی عقل کا بیمانہ بالکل ایک ہی تھا کہ جو استاذ نے قرآن و حدیث سے سمجھا وہی شاگرد نے بھی قرآن و حدیث سے سمجھا، ذرا بھی ادھر سے ادھر ان کی کچھ نہ ہوئی؟ یا شاگرد نے استاذ کی تقلید کی ہے؟

کیا امام ابو حنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل ابن تیمیہ سے بھی گئے گزرے ہیں کہ ابن قیم کیلئے ابن تیمیہ کی تقلید تو ان کے تفردات میں بھی جائز ہو اور ان ائمہ کے مقلدین کو اپنے امام کی تقلید جائز نہ ہو؟ یہ انصاف ہے یا انصاف کا خون۔

یہ جو دامن پر تمہارے ہیں لہو کی چھینٹیں  
 تم کو ایک عمر گزر جائیگی دھوٹے دھوٹے

حضرت شاہ ولی اللہ کی تعریف یا تنقیص

مولانا اسماعیل سلفی فرماتے ہیں :  
 ظاہر میں تو شاہ ولی اللہ فقہ حنفی سے انصاف رکھتے تھے اور ان کے خاندان کا مذہب فقہ عراقی ہی تھا، لیکن ٹھیک اسی وقت وہ اس



اس فقہی نظام پر حملہ آور ہوتے تھے۔ (ص ۱۲۲ الاطلاق)  
 یہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی تعریف ہے یا تنقیص؟ اگر یہ فقہی نظام ایسا ہی باطل  
 تھا کہ اس پر وہ، نجوم کوں تو انکو کیا ضرورت تھی کہ اس نظام سے ان کا دور کا بھی  
 تعلق ہوتا، چہ جائیکہ انکو اس سے انسیت ہوتی اور ان کے خاندان کا مذہب  
 فقہ حنفی ہو۔

کسی کی تعریف کرنے کے لئے بھی عقل چاہیے۔

## سب سے بڑا جھوٹ

مولانا اسماعیل سلفی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے سلسلہ کی ایک طویل بحث  
 ختم کرتے ہوئے بطور نتیجہ بیان کرتے ہیں:

ان اهل الحديث يعدون اقوال الصحابة والسلف  
 مع الكتاب والسنة ايضاً اصلاً من الاصول (ص ۱۵۳ ايضاً)  
 یعنی اہل حدیث صحابہ اور سلف کے اقوال کو بھی کتاب و سنت کے  
 ایک اہل (شرعی) قرار دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ غیر مقلدین کا سب سے بڑا جھوٹ ہے، اگر اہل حدیث سے مراد  
 ان سلفی صحابہ کی وہی جماعت ہے جو زیر دستی اپنی تاریخ ائمہ حدیث اور  
 اصحاب حدیث سے ملاتی ہے تو ان مصنوعی اہل حدیثوں کا مسلک تو یہ ہے کہ  
 قول صحابی حجت نیست صحابی کا قول حجت ہی نہیں تو پھر وہ شرعی اصل  
 کیسے بن سکے گا۔

تفصیل کیلئے میری کتاب دقتہ مع الامتدھبیہ اور مسائل غیر مقلدین  
 دیکھئے۔



## حدیث کے معتبر ہونے کا ایک اصول بھی ہے

مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں :

اگرچہ حدیث ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء  
سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے مگر اصول سہ (یعنی صحیح سہ)  
کو جو طبرانی اور ابویعلیٰ پر برتری حاصل ہے اس سے صرف نظر  
نہیں کیا جاسکتا۔ (ص ۲۳۹ الاطلاق)

یعنی چونکہ حدیث مذکور ابن ماجہ کی ہے اور ابن ماجہ کا شمار صحاح سہ میں ہے  
اس وجہ سے اگرچہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے کمزور ہے مگر اسکو صحیح مانا  
جائے گا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ غیر مقلدین جب چاہتے ہیں احادیث کے سلسلہ میں ایک  
اصول گرٹھ لیتے ہیں، اجساد انبیاء کے زمیں پر کھانے کے حرام ہونے کا مسئلہ  
عقیدہ سے ہے، اور عقیدہ میں ضعیف اور کمزور حدیث سے استدلال کرنا جائز  
نہیں اس وجہ سے جب مولانا اسماعیل سلفی کو اس حدیث کی سند کی صحت میں  
تردد ہے تو ان کو بلا شرمائے اس کو رد کر دینا چاہیے اور صاف صاف اعلان  
کرنا چاہیے کہ ہم غیر مقلدوں کا مسلک بغیر کسی اسٹیج پیج کے یہ ہے کہ جس طرح سے  
اور انسانوں کے ابدان قبر میں سڑ جاتے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ انبیاء  
علیہم السلام کے بدنوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔

جب آپ نہایت بے شرمی سے جمہور اور اہل سنت کے مسلک کی خلاف  
اس کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے مرنے اور عام انسانوں کے مرنے میں  
کوئی فرق نہیں اور قبر میں نہ عام انسانوں کو حیات حاصل ہے اور نہ انبیاء کو  
حیات حاصل ہے جب آپ یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہتے ہیں اور یہی آپ کا عقیدہ ہے،



تو پھر اس کے کہنے میں کیا تردد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا بدن بھی عام  
انسانوں کے بدنوں کی طرح سٹر گل نہیں سکتا، جب کہ اس سلسلہ میں کوئی  
صحیح حدیث بھی نہیں اور جو حدیث ہے وہ ضعیف ہے؟

## ضعیف حدیث کو جمہور امت نے قبول کیا ہے

مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں :

وقد قبل جمہور الامۃ رواۃ ابن ماجہ مع ضعفها

(ص ۲۴۱ ایضاً)

یعنی ابن ماجہ کی روایت کو باوجود اس کے کہ وہ ضعیف ہے  
جمہور نے قبول کیا ہے۔

جی ہاں جمہور امت نے قبول کیا ہے، تو آپ سے مطلب، آپ کیوں جمہور  
امت کی پناہ میں آنے کی کوشش کر رہے ہیں، آپ تو فروعی مسائل میں  
بھی ضعیف حدیث کو قبول نہیں کرتے اس عقیدہ کے مسئلہ میں ضعیف کو کیوں  
قبول کرتے ہیں۔

ناظرین یقین کریں کہ میں جتنا ان غیر مقلدین کو پڑھتا ہوں مجھے ان سے  
بڑا کوئی بے اصولا نظر نہیں آتا، تراویح میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، طلاق  
کے مسئلہ میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، اذان جمعوں میں جمہور کا مسلک قبول نہیں  
خطبہ جمعہ میں خلفاء راشدین کے ذکر کے سلسلہ میں جمہور کا مذہب قبول نہیں،  
زیارۃ روضہ اقدس کے مسئلہ میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، حیاۃ انبیاء علیہم السلام  
کے مسئلہ میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، قول صحابہ کے حجت ہونے میں جمہور کا  
مسلک قبول نہیں اور اس طرح کے سیکڑوں مسائل میں جمہور کا مذہب مسلک  
قبول نہیں، اور یہاں باوجود اسکے کہ حدیث ضعیف ہے مگر جمہور کے مذہب



کا سہارا لیا جا رہا ہے ، اور یہ کہتے ہوئے جیا اور شرم دامنگیر ہو رہی ہے  
کہ (معاذ اللہ) انبیاء علیہم السلام کا بدن قبر میں سڑ گل جاتا ہے ۔

بہوں یہ امن کے نغمے ہیں دل جہنم ہے  
یہ روشنی بھی کسی تیرگی سے کیا کم ہے

## حیۃ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مولانا اسماعیل سلفی کا جھوٹ

مولانا اسماعیل سلفی اور زمانہ حال کے تمام غیر مقلدین سلفیان نجد  
کی اتباع میں اس کے قائل ہیں کہ قبر میں کسی نبی کو حیات حاصل نہیں ہے ۔  
چنانچہ مولانا سلفی بڑی مسرت کے ساتھ فرماتے ہیں :

مجھے بڑی خوشی ہے کہ اس قسم کی لغزش (یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم  
قبر میں زندہ ہیں یہ عقیدہ جو ان غیر مقلدوں کے نزدیک لغزش ہے)

اکابر الحدیث میں سے کسی سے صادر نہیں ہوئی .. (ص ۴۳۴)

اگر غیر مقلد کی قسمت میں حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ نہیں ہے ، تو ہمیں  
تو اس پر رونا آتا ہے ، آپ اپنی اس بد نصیبی پر خوش ہولیں ۔

غم اپنا اپنا خوشی اپنی اپنی

مگر خدا را یہ جھوٹ تو نہ بولیں کہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ کسی

غیر مقلد بڑے عالم کا نہیں ہے ۔

آپ کے بہت بڑے عالم مولانا و حید الزماں حیدر آبادی اپنی مشہور

کتاب حدیث المہدی میں فرماتے ہیں :<sup>(۱)</sup>

ابونعیم اور بیہقی نے حضرت انس رضی عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ انبیاء

(۱) ناظرین اس سلسلہ کی پوری بحث میری کتاب دفعۃ مع الایمان جلد ۱ میں دیکھ لیں ۔



علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں، اور  
امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں روایت کیا ہے کہ آنحضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا،  
امام بیہقی کی اس موضوع پر مستقل ایک کتاب ہے جس کا نام  
”حیۃ الانبیاء“ ہے۔ (ص ۲)

اور اسی کتاب کے ص ۵۹ پر ہے ایک طویل اس سلسلہ کی عبارت ہے جس کا  
ایک ٹکڑا یہ ہے۔

”اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان موتی کو لوگوں کے سامنے  
کر دیتا ہے اور ان کو ان کا کلام سنا دیتا ہے، اور کبھی یہ قبر والے  
نہ سستے ہیں نہ کسی کو پہچانتے ہیں بلکہ اپنی قبروں میں سوئے ہوئے  
ہیں اور غافل رہتے ہیں۔“

آپ کو یہ بھی بتلادوں کہ یہی مذہب کہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر  
میں زندہ ہیں آپ کے شیخ الكل فی الكل کا بھی ہے، فادی نذیریہ ملا خطہ  
فرمایئے اور یہ مسئلہ فادی نذیریہ کے حوالہ سے اس کتاب میں گزر چکا ہے۔  
پس آپ چاہیں جو عقیدہ بنالیں، میں اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر  
اپنے سب اکابر کی طرف اس عقیدہ کی نسبت کر کے ان پر اقرار مت کیجئے۔

قبر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم حیات پر قرآن کی آیت سے

## استدلال

عموماً وہ لوگ جن کا دامن زمانہ حال کی سلفیت سے داغدار ہے جیسے  
کہ مولانا اسماعیل سلفی پاکستان یا ان کے ہم نوا وہم خیال لوگ اس بات پر  
کہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ نہیں ہیں، قرآن کی اس آیت



سے استدلال کرتے ہیں :

انک میت وانہم میتون ۔

مولانا سلفی نے بھی اس آیت سے آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں زندہ نہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔ (دیکھو انطلاق ص ۴۳)

مگر مجھے تعجب ہے کہ یہ غیر مقلدین جب کوئی بات کہتے یا لکھتے ہیں تو یہ کیوں باور کر لیتے ہیں کہ ان کے سوا ساری دنیا پاگل ہے، اور جو قرآن فہمی کی دولت ان کے سینوں میں ہے وہی اصل قرآنی فہم ہے، یہ کنویں میں رہتے ہیں تو یہیں مگر کنویں میں رہنے کی وجہ سے سمندر اور دریا کا انکار کرنا یہ کونسی عقلندی ہے۔

اگر قرآن کی مذکورہ بالا آیت سے آنحضور کی قبر شریف میں عدم حیات ثابت ہوتی ہے تو عالم اسلام کے مفسرین کی تفسیروں میں بے کسی ایک بھی تفسیر کے حوالہ سے یہ ثابت کر دیں کہ اس نے اس آیت سے آنحضور کی قبر میں عدم حیات پر استدلال کیا ہے۔

اس آیت کا اس مسئلہ سے تعلق ہی کیا ہے؟ آیت کا مضمون کچھ اور ہے بات کچھ اور کہی جا رہی ہے، اور حیات انبیاء یا حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ کچھ اور ہے، آخر اتنی موٹی بات بھی ان غیر مقلدوں کو سمجھ میں کیوں نہیں آتی؟

اس آیت کا حاصل تو صرف اتنا ہے کہ یہ کفار جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی خواہش رکھتے ہیں اس سے انکو کچھ فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ اگر موت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آئیگی تو کافر بھی اس دنیا میں سدا باقی رہنے والے نہیں ہیں، مرنا انکو بھی ہے اور پھر قیامت کے روز ہر ایک کو یہ جیل جائیگا کہ اس کا ٹھکانا کیا ہے، اور نبی سے دشمنی کا انجام کیا ہوتا ہے، اس آیت



کا مضمون تو یہ ہے مگر غیر مقلدین اس کو اس بات کی دلیل بناتے ہیں کہ آنحضور  
صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ نہیں ہیں دیکھو اللہ فرماتا ہے: "انک میت"  
ان عقلا رے کوئی پوچھے کہ انک میت کا وہ کیا یہ مطلب سمجھ رہے  
ہیں کہ آنحضور کو مخاطب کر کے ان کی زندگی ہی میں ان سے کہا جا رہا ہے کہ آپ  
مواذ اللہ مرجعے ہیں؟ یا اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو کبھی موت آئی ہے اس دنیا  
میں ہمیشہ آپ نہیں رہیں گے، اگر پہلا مطلب نہیں ہے بلکہ اس آیت کا یہی  
دوسرا مطلب ہے تو پھر اس کا منکر کون ہے اور اس آیت کا آنحضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی قبر میں حیات سے کیا تعلق؟

کس عالم نے دیوبندی و غیر دیوبندی میں سے یا سلف و خلف میں سے یہ  
کہہ دیا ہے کہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا سے رحلت نہیں ہوئی  
اور آپ کو دفنایا اور کفنا یا نہیں گیا؟

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا سے قبر کی منزل تک جانا اس کا تو  
مستلزم نہیں کہ اللہ نے آپ کو قبر میں زندگی عنایت نہیں فرمائی؟

اس آیت سے آخر اس پر کیسے استدلال ہو سکتا ہے، اور جو اس پر  
استدلال کرے اس کی عقل و علم کا مرتبہ پڑھنے کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے۔

یہ مسئلہ بہت اہم ہے، میں نے یہاں صرف یہ دکھلانا چاہا ہے کہ اس  
آیت سے آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف میں حیات یا عدم حیات  
پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، یہ آیت اس مسئلہ سے قطعاً غیر متعلق ہے، جو  
لوگ اس آیت سے قبر شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی نفی پر استدلال  
کرتے ہیں وہ دیوانوں کی بڑھانکتے ہیں ان کو اپنی عقل کا علاج کرانا  
چاہئے۔

اگر کبھی موقع ملا تو میں تفصیل سے بتلاؤں گا کہ اس بارے میں



اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے اور جمہور اہل اسلام کا مذہب کیسا ہے، اور ان غیر مقلدین کے پاس سوائے ابن تیمیہ و ابن قیم و محمد بن عبد الوہاب کے نقش یا کے پیچھے پیچھے دوڑنے کے اور کچھ نہیں ہے۔

خود کو درست لیٹرے کو رہنما کہہ دے  
یہ مصلحت کی زباں کب نہ جانے کیا کہہ دے

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی عصبیت اور ان کی

امام ابو حنیفہ دشمنی

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے  
كَذَلِكَ قَالَ الْفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعْنَى الْحَدِيثِ، يَعْنِي فَقَّهَارِي  
ایسا ہی کہا ہے اور وہ (یعنی فقہار) حدیث کے مطلب کو زیادہ جانتے ہیں۔  
اس پر مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ بگڑ گیا غیر مقلدیت کی رگ  
پھڑک اٹھی تعصب کا بے پناہ جذبہ کام کرنے لگا اسلئے کہ مولانا مبارکپوری  
کو یہ گوارا نہیں تھا کہ حضرت امام شافعی فقہار کی شان میں ایسی بات فرمائیں اس  
لئے کہ سر تاج فقہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام ابو حنیفہ حدیث کے معنی  
کو زیادہ جاننے والے ہوں غیر مقلدین بھلا اس کو کب گوارا کریں گے، اس لئے  
امام شافعی کے اس قول کی توجیہ و تاویل مولانا مبارکپوری کے لئے ضروری ہو گئی  
اگرچہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کی روح مولانا مبارکپوری کی اس تاویل و توجیہ سے  
ٹپ اٹھی ہوگی۔

دیکھئے امام شافعی کے اس قول کی مراد ہمارے مبارکپوری غیر مقلد عالم  
و محدث کیا بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

المراءد بالفقهاء الفقهاء من المحدثين كسفیان الثوري



والامام مالک والامام الشافعی والامام احمد بن حنبل  
وعبداللہ بن المبارک واسحق بن راہویہ وغیرہم،

(تحفہ ج ۲ ص ۱۳۱)

یعنی امام شافعی نے جو یہ فرمایا کہ فقہار حدیث کا معنی زیادہ جانتے ہیں  
تو فقہار سے مراد محدثین فقہار ہیں جیسے سفیان ثوری امام مالک  
امام شافعی امام احمد عبداللہ بن مبارک اور اسحق بن راہویہ وغیرہ۔  
دیکھا آپ نے امام ابو حنیفہ جو فقہار کے سردار ہیں اور چاروں ائمہ فقہ میں سے ایک  
نام ہر اعتبار سے سب سے پہلے نمبر پر ہے، مولانا مبارکپوری نے انکو فقہار کی قہرست  
سے خارج کر دیا، یہ ہیں ماشاء اللہ اشدولے کتاب و سنت کے متوالے، عصیت  
و جمود سے خالی لوگ اور محقق و محدث اصحاب توحید و ایمان۔

علامہ کوثری ایسے متعصبین کے بارے میں فرماتے ہیں :  
”یہ جاہل جانتے نہیں کہ جسکو اللہ بلند کرنا چاہے اس کو پست بنائے  
اور نیچا دکھلانے کا کوئی حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا۔“

امام ترمذی کی شان میں مولانا مبارکپوری کی ہفوات

اور ان کی تضاد بیانی

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ کسی بھی پڑھے لکھے آدمی سے مخفی نہیں  
انکی مشہور زمانہ کتاب جامع ترمذی کو اللہ نے جو مقبولیت و محبوبیت امت  
میں عطا کی ہے وہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے، امام ترمذی بالاتفاق علماء امت  
ثقہ ثبت حجت اور حافظ حدیث تھے، مولانا مبارکپوری نے بھی جامع ترمذی  
کی شرح لکھی ہے اور اپنی کتاب کا نام تحفۃ الاحوذی رکھا ہے، میں نے ترمذی  
شریف کی متعدد شرحوں کا مطالعہ کیا ہے مگر مولانا مبارکپوری نے امام



ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو ہفتوات بکی ہیں اور جتنی تضاد بیانات  
کی ہیں یہ بات مجھے کسی اور ترمذی کی شرح میں نظر نہیں آئی، تحفۃ الاحوذی  
پر تو میں انشاء اللہ کسی دوسری فرصت سے مفصل گفتگو کروں گا اور  
اپنا متاثر ظاہر کروں گا، یہاں اختصار میں مولانا مبارکپوری کی امام ترمذی  
کے بارے میں تضاد بیانی اور ہفتوات کے چند نمونے ناظرین ملاحظہ  
فرمائیں۔

(۱) امام ترمذی نے حضرت بریدہ کی ایک حدیث کے بارے میں فرمایا کہ  
”وحدیث بریدہ فی ہذا غیر محفوظ“ یعنی کھڑے  
ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں حضرت بریدہ کی حدیث محفوظ  
نہیں ہے۔

اس پر علامہ عینی فرماتے ہیں ”فی قول الترمذی ہذا نظر، یعنی  
امام ترمذی کا یہ کلام قابل غور ہے، چونکہ علامہ عینی حنفی محدث ہیں اس وجہ سے  
مولانا مبارکپوری حافظ عینی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت الترمذی من ائمة هذا الشأن فقولہ حدیث  
بریدہ فی ہذا غیر محفوظ یعتمد علیہ (ص ۲۳۱)  
یعنی میں کہتا ہوں کہ ترمذی اس علم کے امام ہیں اس لئے ان کا حدیث  
بریدہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ غیر محفوظ ہے اس پر اعتماد کیا جائیگا (۱)

(۱) جس حدیث کے بارے میں یہ علمی گفتگو ہو رہی ہے اس کو امام بزار نے صحیح اور در فروع سند  
سے حضرت بریدہ سے ذکر کیا ہے اسی وجہ سے حافظ عینی کو امام ترمذی کے حدیث بریدہ کے بارے  
میں ”غیر محفوظ“ کہنا محل نظر نظر آیا، اس پر مولانا مبارکپوری کا یہ دلچسپ تبصرہ بھی پڑھئے  
اور داد دیجئے کہ غیر مقلدین کس درجہ متعصب اور دشمن حدیث ہوتے ہیں مولانا مبارکپوری



دیکھئے اس عبارت میں امام ترمذی کی علمی مقام اور فن حدیث میں ان کی عظمت شان کا کیسے کھلے الفاظ میں اعتراف کیا جا رہا ہے، اس لئے کہ موقع حافظ عینی حنفی کے کلام کے ذکر کرنے کا ہے۔

(۲) امام ترمذی نے تعجیل ظہر و ظہر کی نماز جلدی پڑھنے کے سلسلہ کی حضرت عائشہ کی ایک حدیث روایت کی ہے، اس روایت میں ایک راوی حکیم بن جبیر ہے جو محدثین کے نزدیک متکلم فیہ ہے، اور جس روایت کی سند میں ایسا کوئی راوی ہو اس کو یہ غیر مقلدین اگر وہ حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو تو بڑی بے دردی سے ٹھکرادیتے ہیں مگر سنئے یہاں مبارکپوری صاحب کیا فرماتے ہیں:

قد حسن الترمذی هذا الحديث وفيه حكيم بن جبير  
وهو متكلم فيه فالظاهر اننا لم يربجديته باسا وهو من  
اشمة هذا الفن (ج ۱ ص ۱۲۶ تحفه)

یعنی اس حدیث کی امام ترمذی نے تحسین کی ہے، حالانکہ اس میں ایک راوی حکیم بن جبیر ہے اور وہ متکلم فیہ ہے، اب ظاہر ہے کہ امام ترمذی نے اسکی حدیث میں کوئی حرج نہیں دیکھا، اور امام ترمذی تو اس فن کے اماموں میں سے ہیں۔

تعجیل ظہر کا مسئلہ غیر مقلدوں کے دل لگتا مسئلہ تھا اس وجہ سے یہ حدیث اگرچہ اس کی سند میں ایک مجروح و متکلم فیہ بھی راوی ہے مولانا مبارکپوری کے نزدیک

فرماتے ہیں: — واما اخراج البزار ما حدیثہ بسند ظاہرہ الصحة لا ینافی کونه غیر محفوظ۔ جی ہاں اگرچہ امام بزار نے اس حدیث پریدہ کو صحیح سند سے ذکر کیا ہے مگر ہمیں پھر بھی یہ حدیث تسلیم نہیں، اسلئے کہ ہم غیر مقلد کسی حنفی حافظ حدیث کی بات ماننے والے نہیں۔



قابل قبول ہو گئی اس وجہ سے کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو اچھا کہہ دیا تھا۔  
اور چونکہ امام ترمذی اس فن کے امام ہیں اس وجہ سے ان کے اس حدیث کو اچھا  
کہہ دینے کے بعد سند میں مجرد راوی کے باوجود یہ حدیث قابل قبول ہو گئی۔  
یہاں بھی امام ترمذی کے بارے میں مولانا مبارکپوری کا یہ اعتراف  
سامنے رہے۔ ”وہومن ائمة الفن“ یعنی امام ترمذی امام فن ہیں۔

اب آئیے دیکھئے امام ترمذی کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی  
تفصیلات اور ابھی جس کی امامت فن کا اس زور و شور سے دعویٰ تھا  
اس کی امامت کی یہ مولانا مبارکپوری کس طرح دھجیاں بکھیرتے ہیں۔

(۳) حافظ عینی نے ایک حدیث کے بارے میں کہا کہ امام ترمذی نے اس  
حدیث کی تحسین کی ہے اس لئے وہ قابل قبول ہے، اس پر مولانا مبارکپوری صاف  
فرماتے ہیں :

واما استدلالاً علی ذلك بما حسن الترمذی عدة  
احادیث رواها عن ابيه فمبني علی انہ لم يقف علی  
ان الترمذی قد یحسن الحدیث مع الاعتراف بانقطاعه  
(ج ۱ ص ۲۰ التحف)

یعنی علامہ عینی کا استدلال کرنا اس وجہ سے کہ امام ترمذی نے متعدد  
احادیث کی تحسین کی ہے، تو وہ اس پر مبنی ہے کہ حافظ عینی کو اس کی  
واقفیت نہیں تھی کہ امام ترمذی کبھی حدیث کی تحسین حدیث کے منقطع  
ہونے کے باوجود بھی کر دیتے ہیں۔

دیکھا آپ نے یہاں چونکہ یہ حدیث مزاج یار کے خلاف تھی اس وجہ سے امام ترمذی  
کی حدیث کی تحسین ناقابل اعتبار ہو گئی اور ابھی تک جس کی فن حدیث میں امامت  
کا بڑی دھوم دھام سے تذکرہ تھا اس ساری دھوم دھام کی ہوا نکل گئی۔



(۴) امام ترمذی نے ایک روایت کو جو اسرائیل کے طریقے سے تھی زبیر کی روایت پر تین وجہوں سے ترجیح دی ہے، اس پر امام ترمذی پر رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں :

قلت فی کل من هذه الوجوه الثلاث، نظر (ج ۱ ص ۲)  
میں کہتا ہوں کہ ترمذی کی ان تینوں ترجیح کی وجہوں میں نظر ہے (یعنی ہمیں وہ قبول نہیں)

جواب بھی ابھی من اسمہ هذا الفن ومن اسمہ هذا الشأن تھا، اس کی بات کو رد کر کے اس کی امامت کی دھجیاں مبارکپوری صاحب نے بکھیر دی۔

(۵) امام ترمذی نے ایک حدیث کے بارے میں فرمایا "حدیث ابن عمر اصح شیء فی هذا الباب" یعنی ابن عمر والی حدیث اس مسئلہ میں سب سے صحیح حدیث ہے۔

اس کا رد کرتے ہوئے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں اور امام ترمذی پر اپنا تفوق یوں ظاہر کرتے ہیں۔ قول الترمذی هذا الحديث اصح شیء فی هذا الباب فيه نظر بل اصح شیء فی هذا الباب هو حدیث ابی ہریرۃ (ص ۱۱۷ ایضاً)

یعنی ترمذی کا اس حدیث کو اس باب کی سب سے صحیح حدیث کہنا تسلیم نہیں ہے بلکہ اس باب کی سب سے صحیح حدیث ابو ہریرہ والی ہے۔

دیکھا آپ نے امام ترمذی کے مقابلہ میں مبارکپوری کا طنطنہ، اگر امام ترمذی زندہ ہوتے تو میں ان سے گزارش کرتا کہ آپ نے امام بخاری کی شاگردی اختیار کر کے فن حدیث کے بارے میں کچھ نہیں جانا غلط گڈھ کے قصبہ مبارکپور جائے وہاں فن حدیث کے ایک بڑے ماہر موجود ہیں ان سے استفادہ کیجئے۔

(۶) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے الصلح جائز بین المسلمین الخ



کی تصحیح کی ہے فرماتے ہیں ہذا حدیث حسن صحیحہ یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس پر رد کرتے ہوئے مبارکپوری کے محدث صاحب فرماتے ہیں:

”وفی تصحیح الترمذی ہذا الحدیث نظر“

یعنی امام ترمذی نے جو اس حدیث کو صحیح کہا ہے وہ تسلیم نہیں۔

اور صرف اتنے ہی پر مبارکپوری صاحب نے اکتفا نہیں کیا بلکہ امام ترمذی کے بارے میں یہ بکواس بھی کی۔

”فلہذا لا یعتد العلماء علی تصحیحہ“ (ج ۲ ص ۲۸۲)

یعنی اسی وجہ سے علماء امام ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے ہیں“ (۱)

دیکھا آپ نے امام ترمذی کی کیسی توقیر ہو رہی ہے اور ان کے ہاتھوں جنہوں نے امام ترمذی کی امامت کا فن حدیث میں بڑے زور و شور سے دعویٰ کیا تھا۔

اس امام حدیث کے بارے میں یہ گستاخانہ اظہار خیال غیر مقلدوں کے نزدیک اظہار رائے کی آزادی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور غیر مقلدین اپنی

(۱) اور لطف یہ ہے کہ جب ایک جگہ اپنے مطلب کی بات تھی تو امام ترمذی کی تصحیح پر

یہ خامہ فرسائی کیجاتی ہے اور ضعیف احادیث کو صحیح قرار دیا جاتا ہے۔

ی  
وہذا الاحادیث یقوی بعضها بعضا لاسیما بعد تصحیح الترمذی

وابن حبان لحدیث الباب (ج ۲ ص ۲۳۲ التحفہ)

یعنی یہ حدیثیں انکی بعض بعض کو قوی بناتی ہیں خاص طور پر جب کہ اس باب کی

حدیث کی امام ترمذی اور امام حاکم نے تصحیح بھی کر دی ہے۔

یہاں مبارکپوری صاحب امام ترمذی کی تصحیح پر اعتماد کا اظہار فرما رہے ہیں اور

اس اعتماد کے سہارے ضعیف حدیثوں کو صحیح قرار دے رہے ہیں، کچھ ٹھکانا ہے مبارکپوری

صاحب کی اس تغاد بیانی اور سیرا بازی کا۔



اس صفت خاص پر انا ذکر کرتے ہیں (۱)۔

(۷) امام ترمذی ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں :

هذا الحديث لا يصح من قبل اسنادہ

یعنی یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

مولانا مبارکپوری امام ترمذی کی اس بات کو اس خوبصورت طریقہ سے رد کرتے ہیں :

ای من جهة اسنادہ وان كان صحيحاً باعتبارہ

معناہ (رج ۲ ص ۱۸۵)

یعنی یہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے اگرچہ معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔

یہ نکتہ جو مولانا مبارکپوری کو سوجھا وہ امام ترمذی کو نہیں سوجھا

(۸) امام ترمذی نے حضرت جابر کی درج ذیل حدیث ذکر کی

ان النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن العمداء اواجبة

ھی؟ قال لا، وان يعتمر وا هو افضل۔

یعنی آنحضرتؐ نے پوچھا کیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا

نہیں، اگر لوگ عمرہ کریں تو افضل ہے۔

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں هذا حديث حسن صحيح

یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۱) ناظرین غور فرمائیں جب امام ترمذی کے کسی صحیح حدیث کو صحیح کہنے پر علماء و اعتبار نہیں کرتے

تو پھر امام ترمذی کی فن حدیث میں حیثیت کیا رہ گئی، اور انکی کتاب کی کیا قیمت باقی رہ گئی

محدثین کی صف کے ایک امام جلیل القدر کے بارے میں یہ ان کا کہنا ہے جو اپنے کو "اہل حدیث"

کہتے ہیں۔ marfat.com



امام ترمذی علیہ الرحمہ پر رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری یہ ارشاد فرماتے

ہیں وقد عرفت انہ ضعیف لا یصلح للاحتجاج (ج ۳ ص ۱۱۲)

یعنی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ حدیث کمزور ہے اس کی صلاحیت نہیں رکھتی کہ اس کو دلیل بنایا جائے۔

یہاں بھی مبارکپوری صاحب حدیث کے سلسلہ میں اپنا تفوق ادا کرتی نظر ظاہر کر رہے ہیں اور بھول گئے کہ امام ترمذی کے بارے میں وہ من ائمة هذا الشأن اور من ائمة هذا الفن لکھ چکے ہیں۔

(۹) ایک حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن۔

اس پر مبارکپوری صاحب کو غصہ آ گیا اور امام ترمذی کی تردید میں

ارشاد ہوا:

فی کون هذا الحديث حنا نظر فان ابا الزبير ليس له

سماع عن ابن عباس وعائشة (ج ۱ ص ۱۱۱)

یعنی امام ترمذی کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث حسن ہے یہ تسلیم نہیں اسلئے

کہ ابو زبیر کو ابن عباس اور عائشہ سے سماع حاصل نہیں ہے۔

یعنی جوابات مبارکپوری صاحب کو معلوم تھی اس سے امام ترمذی بے خبر تھے

اس وجہ سے انھوں نے ایک ضعیف حدیث کو حسن قرار دیدیا۔ اور مولانا

مبارکپوری کو اس غلط بات کی تصحیح کرنی پڑی، سچی ہاں، مولانا مبارکپوری

کی قابلیت اور حدیث دانی امام ترمذی سے بہت بڑھی ہوئی تھی۔

(۱۰) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع بنت مسعود بن عفرار کی مسح اس کے

بارے میں حدیث ذکر کی اور اس کو حسن قرار دیا، مولانا مبارکپوری اس کا

رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:



حدیث ربیع بنت معوذہ روایات والفاظ و مدار  
الکل علی بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل و فیہا مقال مشہور

لا سیما اذا عنعن - (ج ۱ ص ۲۵)

یعنی ربیع بنت معوذہ کی حدیث کے مختلف الفاظ ہیں اور سب کا  
مدار علی بن عبد اللہ بن عقیل پر ہے اور انکی حدیث میں مشہور کلام ہے  
خاص طور پر جب وہ حدیث کو معنعن روایت کریں (تو وہ قابل قبول نہیں)  
غرض اس حدیث کو بھی اور امام ترمذی کی اس تحسین کو بھی مولانا مبارکپوری  
صاحب نے ردی کھاتہ میں ڈال دیا۔

فاخرین کرام! میں نے مولانا مبارکپوری غیر مقلد عالم کی مشہور زمانہ کتاب  
تحفۃ الاحوذی سے ان کی تفاد بیانی اور امام ترمذی کے بارے میں انکے عدم اعتماد  
کی یہ دس مثالیں پیش کی ہیں، آپ ان مثالوں میں غور کر کے خود فیصلہ فرمائیں  
کہ کیا اس بات کی دانستہ کوشش نہیں ہے کہ امام ترمذی اور انکی کتاب  
جامع ترمذی کو ساقط الاعتبار قرار دیا جائے، اور امام ترمذی پر حدیث دانی  
میں اپنا "تفوق" دکھلایا جائے۔

اور یہ کوشش انکی جانب سے ہے جو حدیث و سنت کے متوالے اور محدثین  
سے بے پناہ لگاؤ رکھنے والے اور اصحاب توحید والایمان اور کتاب و سنت  
کی دعوت کے علمبردار ہیں۔

رہ حیات میں جو خود بھٹک رہے ہیں ہنوز  
بزعم خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کے لئے



## امام بخاری پر مولانا مبارکپوری کا رد

ابھی آپ نے اوپر کی مثالوں میں دیکھا کہ مولانا مبارکپوری غیر مقلد عالم نے امام ترمذی کے بارے میں کیا کیا ہفتوات کی ہیں اور انکو پایہ اعتبار سے گرانے کے لئے انکی کوشش کیا رہی ہے اب آئیے یہ بھی دیکھ لیجئے کہ مولانا مبارکپوری اپنا "تفوق" امام بخاری پر بھی کیسے ظاہر کرتے ہیں۔ مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں:

(۱) وقد اشار البخاری فی صحیحہ الی الجمع بین

الاحادیث بان یحمل حدیث ابن عمر وجابر علی الیوم

الاول وحدیث ابن عباس وعائشۃ ہذا علی

بقیۃ الایام۔

یعنی امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان احادیث کے درمیان تطبیق کی طرف اشارہ کیا ہے اس طرح پر کہ ابن عمر اور جابر کی حدیث کو

پہلے دن پر محمول کیا جائے اور ابن عباس اور عائشہ والی حدیث کو بقیہ ایام پر۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو مختلف احادیث میں جمع و تطبیق کی راہ اختیار کی وہی محتاط محدثین کا طریقہ عمل ہے، مختلف احادیث میں سے کسی حدیث کو رد کرنے سے بہتر یہ بات ہے کہ ان مختلف احادیث میں تطبیق پیدا کر دی جائے تاکہ کوئی حدیث رد نہ ہو، مگر مولانا مبارکپوری جو ماشار اللہ حدیث دانی میں بزرگم خویش امام بخاری پر بھی فوقیت رکھتے ہیں امام بخاری کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قلت حدیث ابن عباس وعائشۃ المذکور فی ہذا الباب

ضعیف کما ستعرف فلا حاجۃ الی الجمع الذی اشار



الیه البغامی (ج ۲ ص ۱۱۱)

یعنی میں کہتا ہوں کہ ابن عباس اور عائشہ کی اس باب میں مذکور حدیث کمزور ہے اسلئے اس تطبیق کی کوئی ضرورت نہیں ہے جسکی طرف بخاری نے اشارہ کیا ہے۔ (۱)

دیکھا آپ نے مولانا مبارکپوری کا طنطنہ اور پندار علمی، یعنی جوابات مولانا مبارکپوری کو حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ والی حدیث کے بارے میں معلوم ہے، امام بخاری اس سے ناواقف تھے، اسی کو کسی نے کہا ہے۔

زاغوں کو بھی ہے دعویٰ شاہیں کی ہمسری کا

(۲) امام ترمذی ایک حدیث کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

قال محمد حدیث المبارک خطأ أخطأ فیہ ابن المبارک  
یعنی امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابن المبارک کی حدیث خطا ہے، اس  
میں ابن مبارک سے خطا ہوئی ہے۔

اس پر مولانا مبارکپوری امام بخاری کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت، لقائل ان يقول ابن المبارک ثقة حافظ فيمكن  
ان يكون الحديث الخ (ص ۱۵۵ التعقید)

یعنی میں کہتا ہوں کہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ابن مبارک ثقہ اور حافظ ہیں  
اسلئے کہ ممکن ہے کہ یہ حدیث (اس طرح ہو اور پھر مبارکپوری صاحب نے اس  
حدیث کی صحت ثابت کی ہے)

میں کہتا ہوں کہ کیا امام بخاری اس بات سے واقف نہیں تھے کہ ابن مبارک

(۱) جب کہ خود مبارکپوری صاحب کا ارشاد ہے الجمع بین الحدیثین اولیٰ من الغاء

احدهما یعنی دونوں حدیثوں کا جمع کرنا ایک کے رد کر دینے سے بہتر ہے ص ۲۴۲



کون ہیں؟ یا جو توجیہ اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی آپ نے کی ہے اس سے امام بخاری جاہل تھے؟ کیا علم حدیث میں امام بخاری پر اپنے تفوق کی یہ گھٹیا مثال نہیں ہے؟

اگر کوئی حنفی امام بخاری پر ذرا سا بھی کلام کر دے تو غیر مقلدین آسمان سربراٹھا لیتے ہیں مگر اپنا یہ حق ضرور سمجھتے ہیں کہ وہ امام بخاری کے کلام کو رد کریں اور ان پر اعتراض کریں۔

## مولانا مبارکپوری کے تعصب کی ایک واضح مثال

مولانا مبارکپوری جو اپنی توحید والا ایمان اور کتاب و سنت پر چلنے والے مدعیوں کی جماعت کے سرخیل ہیں انکی اخاف و دشمنی اور کھلے تعصب کی ذرا یہ مثال ملاحظہ ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں ہشام بن عروہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ .. هذا اسناد مشرقی .. یعنی اس کی سند مشرقی ہے، اس کلام میں یہ تعریف ہے کہ یہ سند صحیح نہیں ہے اس کی شرح میں ہمارے مولانا مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں :

ای رواية هذا الحديث اهل الشقاق و هما اهل الکوفۃ

والبصرة کذا فی بعض الحواشی (ج ۱ ص ۶۳)

یعنی اس حدیث کے راوی مشرق کے لوگ ہیں اور وہ اہل کوفہ

و بصرہ ہیں، بعض حواشی میں ایسا ہی لکھا ہے۔

یہ مولانا مبارکپوری کا انتہائی درجہ کا تعصب اور انکی اخاف و دشمنی ہے، مولانا مبارکپوری نے تو اہل کوفہ کے مزہ لے لیا اور اپنی غیر مقلدیت کا اظہار کر دیا اور حوالہ کے لئے بعض مجہول قسم کے حواشی کا بھی تذکرہ کر دیا، مگر شاید انکو یہ نہیں تھا



کہ اہل علم خود اس حدیث کی سند دیکھ کر معلوم کر لیں گے کہ مولانا مبارکپوری نے جھوٹ بولا ہے اور صریح دروغ بیانی سے کام لیا ہے، اس حدیث کے راوی کے درج ذیل حضرات ہیں۔

حریث المروزی، محمد بن یزید الواسطی، عبد الرحمن بن زیاد الاضہعی۔

بتلائے کہ ان تینوں میں سے کون راوی کوفہ یا بصرہ کا ہے، ایک مروکا ہے ایک واسطہ کا ہے اور ایک افریقہ کا ہے، کوفہ اور بصرہ کا ان تینوں میں سے ایک راوی بھی نہیں مگر مولانا مبارکپوری صاحب اپنی تحقیق یہ پیش کر رہے ہیں کہ اسناد مشرقی سے مراد اہل کوفہ اور اہل بصرہ ہیں، گویا علم غیر مقلدوں کے گھر کی بیوی ہے یہ جو کہیں گے بس آنکھ بند کر کے اس کو تسلیم کر لیا جائے گا۔

## صحابہ کرام قیاس کرتے تھے

تحفۃ الاحوذی میں مولانا مبارکپوری نے ابن قیم کا یہ کلام نقل کیا ہے :

قال ابن قیم، قال المنذی الفقهاء من عصر الرسول

صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا دھلم جزا استعملوا

المقایس فی الفقہ فی جمیع الاحکام فی امر دینہم (ص ۲۶۶)

یعنی ابن قیم نے فرمایا کہ منذی کا قول تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر ہمارے زمانہ تک فقہاء تمام دینی و فقی مسائل میں قیاس کا استعمال کرتے تھے۔

مولانا مبارکپوری اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں :  
الامر كما قال ابن القيم، یعنی بات ایسی ہی ہے جیسا کہ ابن قیم نے کہا



حی ہاں بات یہی درست ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ سے لیکر ہر زمانہ میں علماء دینی و شرعی مسائل میں قیاس کیا کرتے تھے جیسا کہ ابن تیمیہ امام مزنی اور مولانا مبارکپوری کا بیان ہے مگر آج کے غیر مقلدین اسی قیاس کا نام لے کر احناف کو چڑھاتے ہیں اور حقہ کے بارے میں بد زبانیاں کرتے ہیں اور اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

## کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مذموم نہیں ہے

علامہ النور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو جائز قرار دیتے ہوئے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت بنالینے کو مناسب نہیں جانتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ آج کل یہ غیر مسلموں کا طریقہ بن گیا ہے اسلئے مسلمانوں کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت نہیں بنانی چاہئے۔

یہ بات کس قدر معقول تھی مگر غیر مقلدوں کو احناف کی معقول بات بھی غیر معقول ہی سمجھ میں آتی ہے، چنانچہ علامہ کشمیری کا رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں:

قلت بعد التسليم ان البول قائما رخصة لا وجه للمنع عنه  
في هذا الزمان واما عمل غير اهل الاسلام عليه فليس

موجبا للمنع (ج ۱ ص ۱۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جب یہ تسلیم ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت ہے تو پھر اس زمانہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع کر نیکی کوئی وجہ نہیں ہے، اور یہ کہنا کہ یہ غیر مسلموں کا عمل ہے یہ کوئی منع کرنے کی وجہ نہیں ہے۔



دیکھ رہے ہیں آپ جب اللہ تعالیٰ کسی سے دین کی سمجھ ایمان کا نور اور  
نقہ کی بصیرت چھین لیتا ہے تو وہ کیسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے اور اُلٹی پالٹا ہے  
جی ہاں، یہ ماثار اللہ، اہل حدیث لوگ ہیں۔

ضرورہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت ہے ورنہ آنحضور کا معمول  
یہ تھا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اگر تم سے کوئی کہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اس کی بات مت مانو۔ (ترمذی)

## سنت مؤکدہ چھوڑنے پر مواخذہ نہیں

مولانا شار اللہ صاحب امرتسری مرحوم سے سوال ہوا :  
کوئی شخص فرض نماز ادا کرے اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ترک  
کر دے تو خدا کے پاس اس ترک سنت کا کیا مواخذہ ہوگا ؟  
مولانا مرحوم نے اس کا جواب دیا :

سنتوں کی وضع رفع درجات کیلئے ہے ترک سن سے رفع درجات  
میں کمی رہتی ہے مواخذہ نہیں ہوگا، انشاء اللہ

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۶۲۷)

سنت مؤکدہ بھی چھوڑنے پر مواخذہ نہیں ہوگا ! یہ ہے بلبلاں گزار  
محمدی کا مذہب، ان کی زبان پر صرف سنت کا نام ہوتا ہے اور مذہب وہ  
وہ ہوتا ہے جس کا سلف میں کوئی بھی قائل نہ ہو، البتہ زبان پر یہ قوالی ضرور  
ہوگی۔

یارب مردوں میں سنت خیر الوریٰ کے ساتھ  
مخشر میں بھی کھڑا ہوں شیخ الوریٰ کے ساتھ



## حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق ایک غیر مقلد کی بکواس

حکیم فیض عالم مشہور غیر مقلد پاکستانی عالم ہیں، صحابہ کرام تک کی بارگاہ میں حد درجہ گستاخ بڑوں بڑوں کو پتھر رسید کر دیتے ہیں، اپنی جماعت غیر مقلدین میں محقق شمار ہوتے ہیں، بدزبانی اور بے لگامی میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں، وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”ہندوستان میں اس سلسلہ (نقشبندیہ) کے سب سے بڑے بزرگ حضرت خواجہ باقی باشر ہوئے ہیں، جن کے مرید خواجہ احمد فاروق سرہندی تھے جنہوں نے اپنے لئے مجدد الف ثانی کا خطاب خود تجویز کیا یا ان کیلئے مریدوں میں پرانند کی طرف سے ان کیلئے تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ . . . . . یہیں آپ کے مکتوبات سے یہ ضرور نظر آتا ہے کہ آپ نے کتاب و سنت کے علی الرغم فقہ حنفی کے فرسودہ نظریات کو بھیلانے کی کوشش کی اور شیعوں کے تصور امامت سے متاثر ہو کر اپنے لئے ایک مقام پیدا کر نیکی کوشش کی۔“

(اختلاف امت کا المیہ ص ۲۲۵)

مزید یہ گستاخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ بکواس کرتا ہے: حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ شیعہ سنی کے اُنچھے ہوئے تصور امامت کی پیداوار تھے، خود تو ان کی جیسی گزر گئی مگر جہاں اولاد کے لئے بے تاج بادشاہی چھوڑ گئے وہیں مرزا غلام احمد قادیانی جیسے لوگوں کیلئے نبوت کی راہ بھی ہموار کر گئے۔ (اختلاف امت کا المیہ ص ۲۲۵)

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستان میری۔



صلوات امت اکابر دیں اور بزرگوں پر تبرا بھیجنا یہ غیر مقلدیت کا خاصہ ہے، اللہ والوں سے انکو خاص انرجی ہے، اللہ تعالیٰ انکو ہدایت نصیب کرے، اگر میں غیر مقلدیت کو زمانہ حال کا زبردست فتنہ کہتا ہوں تو کیا غلط کہتا ہوں؟

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس غیر مقلد کی جو اس

یہی غیر مقلد حکیم فیض عالم صاحب فرماتے ہیں :

”سیدنا علی کے خود ساختہ حکمرانہ عموری دور کو خلافت راشدہ میں شمار کرنا صریحاً بددیانتی ہے، مگر اختیار نے جس چابکدستی سے آنجناب کی نام و نہاد خلافت کو خلافت حقہ ثابت کرنے کیلئے دنیائے سیاست سے درآمد کردہ مواد سے جو کچھ تاریخ کے صفحات میں قلمبند کیا ہے اسکا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق یا واسطہ نہیں۔“

(خلافت راشدہ ص ۵۷)

میرے قلم میں تاب نہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد، بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے شوہر اور آقائے دو جہاں کے داماد اور اسلام میں پہلے مسلمان کے بارے میں اس غیر مقلد کے اس گستاخانہ کلام پر کوئی تبصرہ کروں، بس ناظرین سے گزارش کروں گا کہ غیر مقلدیت آدمی کو کہاں لے جاتی ہے اس کا اندازہ لگالیں۔

یہی غیر مقلد صاحب حضرت علی کے بارے میں مزید شتر زنی کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں۔

”ہمیں اس مقام پر یہاں مکرر یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ سیدنا علی کی نام نہاد خلافت نہ تو قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی دیتی ہے



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ  
 فرمایا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا  
 تھا ولا اراکم فاعلیٰن اور نہ ہی کسی صحابی نے آپ کی خلافت  
 پر بیعت کی تھی اور نہ محض زبانی ہی آپ کی خلافت کو تسلیم کیا تھا  
 اور نہ ہی بعد کے مورخوں نے آپ کی خلافت کے حق میں کوئی ثبوت  
 پیش کیا ہے تو آج کے ان زعم خویش، ملاؤں، کو یہ حق کس نے  
 دیا ہے کہ وہ سیدنا علیؑ کو خلافت راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ  
 اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کا ارتکاب کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور تمام صحابہ کو جو بات نہ سمجھنی وہ زکوٰۃ و صدقات اور خیرات کی  
 روٹیوں پر پلنے والے اور یتیم خانوں کے مطبخوں کی ہنڈیا چاٹ کر پروان  
 بچڑھنے والے ناک نہاد مولویوں کو نظر آگئی اور آج انھوں نے خلافت  
 راشدہ حق چارے مار کے نعروں سے ایک عالم کو پریشان کر رکھا ہے

(خلافت راشدہ ص ۷۸ - ۷۹)

کیا کسی باخیرت مسلمان کے بس کی بات ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے  
 بارے میں ان باتوں کو سن کر خاموشی سے برداشت کر لے، آپ اندازہ  
 لگائیں کہ غیر مقلدیت نے اذہان کو کس طرح مسموم کر رکھا ہے، اور تقلید سے  
 آزاد ہو کر یہ غیر مقلدین اسلاف امت کے بارے میں کس قدر بے باک ہو جا  
 رہے ہیں، اور جماعت غیر مقلدین میں ایسے لوگوں کو محقق اور مفکر کے نام سے یاد  
 کیا جاتا ہے۔

فریب رشتی میں آنے والوں میں نہ کہتا تھا

کہ بجلی آشیانے کی بچیاں ہونہیں سکتی

اس غیر متلد عالم کی تمام کتابیں اسی قسم کی گندی اور بد عقیدگی کی باتوں



سے پُر ہیں مگر یہ غیر مقلد صاحب غیر مقلدوں کی جماعت میں۔ مجاہدین و ملت کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِ وَرَأْسِ الْفَسَادِ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مِنْ يَهْدِ اللّٰهِ  
فَلَا مَضِلَّ لَنَا وَمِنْ يَضِلُّهُ فَلَا هَادِيَ لَنَا۔

## حضرات حسنین کو صحابہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا

اس غیر مقلد عالم حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے اس قدر بغض ہے کہ وہ انھیں زمرہ صحابہ میں شمار کرنے کو بھی تیار نہیں۔ لکھتا ہے:

حضرات حسنین کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سیادت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند تقلید کی خرابی۔ (سیدنا حسن بن علی ص ۲۳)

اس غیر مقلد عالم نے حضرت حسن اور حضرت حسین کے بارے میں ایسی ایسی فحش اور گندی باتیں لکھی ہیں جن سے اس کے قلب کی سیاہی کا اندازہ لگتا ہے، میں ان باتوں کو ہزار کوشش کے باوجود نقل نہیں کر رہا ہوں۔ یہاں حضرت علی اور حضرات حسنین کے بارے میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ بھی دل پر بہت جبر کر کے ورنہ قلم کا اس وقت چلانا دشوار ہو رہا ہے۔

## حضرت ابوذر غفاری کے بارے میں غیر مقلدین کا نظریہ

یہی حکیم فیض عالم غیر مقلد جماعت کا محقق اور مجاہد ملت حضرت ابوذر غفاری کے متعلق یہ لکھتا ہے۔ علامہ اقبال کا یہ مشہور شعر ہے۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو کس نے

وہ کیا تھا زور حیدر، فقر ابوذر صدق سلیمانی

اس شعر پر تنقید کرتا ہے:



”اس شعر میں دوسرے نمبر پر حضرت ابوذر غفاری کا نام ہے جو ابن سبا کے کیونسٹ نظریہ سے متاثر ہو کر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹ لیکر بھاگا کھٹے تھے (۱) (خلافت راشدہ ص ۱۴۳)

غیر مقلدین حضرات جب صحابہ کرام کے بارے میں اس طرح کا تبرا بکتے ہیں تو غالباً ان کے ذہن و دماغ اللہ کے رسول کا یہ ارشاد ان کے اہلحدیث ہونے کے باوجود نکلا ہوتا ہے۔

(لا تتخذن دھمض ضامن بعدی) میرے بعد میرے صحابہ کو اپنی یہ زبانوں کا نشانہ مت بنانا۔

## تقلید شرعی اصطلاح اور لغوی مفہوم دونوں کی روشنی میں بُرا عمل ہے

غیر مقلدوں کے ایک جامعہ کے ایک غیر مقلد پیر صاحب ایک غیر مقلد پرچہ میں یہ غیر مقلدانہ بصیرت افروز و حکیمانہ کلام تذکرہ قارئین کرتے ہیں :

”لغوی مفہوم اور شرعی اصطلاح دونوں کی روشنی میں تقلید ایک بُرا عمل ہے“ (محدث بنارس اگست ۹۶ء)

یقیناً آپ کا فرمانا بجا ہوگا، افسوس ہے کہ چاروں مذاہب متبوعہ کے مقلدین نے

(۱) ہمارے ایک غیر مقلد کرم فرما فرماتے ہیں۔ لیکن ہم چاروں اماموں کو اور اسی طرح دیگر ائمہ دین کو۔ احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (محدث اگست ۹۶ء) چاروں ائمہ کو جس احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کا اندازہ تو ان کے احترام کی اس نظر سے لگ رہا ہے جس سے وہ صحابہ کرام کو دیکھتے ہیں، ناظرین کے سامنے غیر مقلدوں کے۔ خیر امت کے بارے میں احترام کا خوان نعمت بکھا ہوا ہے، کیسا احترام ہے ناظرین خود دیکھ لیں،



دین و شریعت کے اس باریک نقطہ کو سمجھا نہیں، اور صدیوں سے اس  
برے عمل میں گرفتار ہیں۔

اچھا صاحب آپ تو ماشاء اللہ عدم تقلید کا اچھا عمل کرنے والے ہیں  
ذرا بتائیے تو مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید سے آپ کتنے مسائل  
میں باہر ہیں؟ اور خود مولانا مبارکپوری حافظ عبداللہ صاحب محدث غازی پوری  
رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید سے کتنے مسائل میں باہر ہیں؟

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں  
کہ اس نواح میں سودا برہنہ یا بھی ہیں

## میت سے تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کی دلیل

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس حضرت جابر اور حضرت عائشہ  
سے یہ روایت ذکر کی ہے۔

قالوا ان ابا بکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو میت  
اس کی شرح میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں :

قال الشوکانی فیہ جواز تقبیل المیت تعظیماً وتبرکاً لانت  
لم یقل انہ انکر احد من الصحابة علی ابی بکر فکان اجماعاً

(تحفہ ج ۲ ص ۱۳۰)

یعنی امام شوکانی فرماتے ہیں کہ اس میں اسکی دلیل ہے کہ میت کو بطور تعظیم بوسہ  
لیا جاسکتا ہے اور اس سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے اسلئے کہ حفصہ  
ابوبکر نے آنحضور کے انتقال فرما جانے کے بعد صحابہ کے مجمع میں سب کے  
سامنے بوسہ لیا اور کسی ایک صحابی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا تو اس بات پر



کہ میت کو بطور تعظیم بوسہ دیا جاسکتا ہے اور اس سے تبرک حاصل کرنا

جائز ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ اس بیان سے کئی بات معلوم ہوتی، پہلی بات یہ کہ میت کی تعظیم جائز ہے۔ دوسری میت کا بوسہ لینا جائز ہے، تیسری یہ کہ میت سے تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کے مجمع میں کوئی بات ہو اور کسی صحابی سے انکار ثابت نہ ہو تو وہ اجماع شرعی ہوتا ہے اور اس کا انکار جائز نہیں، پانچویں یہ کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ صحابہ کرام کے بیچ کوئی ایسا کام ہو جس کو کوئی صحابی غلط سمجھے اور وہ اس پر انکار نہ کرے۔ چھٹے یہ کہ صحابی کا فعل حجت ہوتا ہے اور اس سے شرعی مسائل کا ثبوت ہوتا ہے۔ اگر مردہ سے تبرک حاصل کرنے والی بات کوئی خفی کہہ دیا تو غیر مقلدین اور یہ نام کے سلفی وہ شور مچاتے کہ توبہ بھلی، اور احناف کو مردہ پرست قرار دیے میں یہ اپنی کوئی کوشش چھوڑتے نہیں، مگر یہاں چونکہ مردہ سے برکت حاصل کرنے کی بات ابن قیم اور مولانا مبارکپوری کہہ رہے ہیں اس وجہ سے آپ دیکھیں گے جماعت غیر مقلدین میں بالکل سناٹا اور سکوت ہوگا۔

## قادیانی عورت سے نکاح جائز ہے

قادیانی جماعت ختم نبوت کی منکر ہے، مرزا غلام احمد کو یہ لوگ نبی مانتے ہیں، ان کے بقیہ عقائد بھی کفریہ ہیں، یہ جماعت باتفاق اہلسنت والجماعت کافر اور خارج اناسلام جماعت ہے، کافروں کی عورت سے نکاح جائز نہیں، قرآن میں اس کی تصریح موجود ہے، مگر غیر مقلدین جماعت کے شیخ الاسلام مولانا شمس الدین صاحب امرتسری کا عقیدہ تھا کہ قادیانی عورت (مرزائیں) سے نکاح درست و جائز ہے۔ فرماتے ہیں :



”اگر عورت مرزائیں ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو  
میری ناقص علم میں نکاح جائز ہے۔“

(اخبار المحدثات امرتسر ۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

سوال یہ ہے کہ قادیانی لوگ مسلمان ہیں کہ کافر اگر مسلمان نہیں ہیں اور یقیناً نہیں  
ہیں بلکہ وہ کافر ہیں اور ان کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں تو پھر کافر عورت  
سے کسی مسلمان مرد کا نکاح کیسے درست ہے؟ یہ تو صریحاً قرآن کا معارضہ ہے،  
اور حکم خداوندی کا انکار ہے، قرآن کا ارشاد ہے:

دَلَّاتُمْ سَكُوا بِعَصَمِ الْكُوفَرِ (سورۃ ممتحنہ)

اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے۔

اس آیت میں صاف تصریح ہے کہ کافروں سے نکاح جائز نہیں۔ نیز خدا کا  
ارشاد ہے:

دَلَّاتُمْ سَكُوا الْمَشْرَكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَ - یعنی جب تک کہ مشرک عورتیں  
ایمان نہ قبول کر لیں ان سے نکاح مت کرو۔

معلوم نہیں مولانا ثناء اللہ صاحب کو ان آیات قرآنیہ اور ارشادات  
ربانی کی موجودگی میں یہ کہنے کی کیسے جرأت ہوئی کہ مرزائیں یعنی قادیانی عورت  
سے نکاح جائز ہے الایہ کہ مولانا مرحوم کے نزدیک قادیانی مسلمان ہیں، اگر یہ بات  
ہے تو غیر مقلدین اسی کا اعتراف کر لیں۔

ایسا چہرہ اگر تم کبھی دیکھتے  
پھر کسی میں نہ کوئی کمی دیکھتے



## قادیانی کے پیچھے نماز جائز ہے

اوپر معلوم ہوا کہ مولانا امرتسری مرحوم کے نزدیک قادیانی عورت سے مسلمان کا نکاح جائز ہے، اب مولانا مرحوم یہاں یہ بھی فرماتے ہیں کہ قادیانی کے پیچھے نماز بھی جائز ہے۔ فرماتے ہیں :

”میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے اقتدار جائز ہے چاہے وہ شیعوں ہو یا مرزائی۔ (اخبار المحدث ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء)“

یعنی جو بھی کلمہ پڑھے خواہ اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو، خواہ وہ ختم نبوت کا منکر ہو خواہ وہ قرآن کا انکار کرنے والا ہو، خواہ وہ انبیاء و رسل کی شان میں انتہائی گستاخ اور بیہ زبان ہو، غیر مقلدوں کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہی رہے گا اور اس کے پیچھے نماز میں اقتدار کرنی جائز ہوگی۔

اس کو کہتے ہیں نفقی بصیرت علم و دانش کا کمال اور قرآن و حدیث پر مجتہدانہ نگاہ، بیچارے فقہائے کرام کو یہ دولت گراں یا ب کہاں سے حاصل ہو، مگر، ہاں مگر

یہ روشنی بھی کسی تیرگی سے کیا کم ہے

## قادیانی مسلمان ہیں

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا شارائستہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ پہلے تو ادھر ادھر سے قادیانی کو مسلمان ثابت کرتے رہے، کھلے نہیں تھے مگر دل کا چور کبتک دل میں رہتا آخر اسے زبان پر آنا ہی تھا اور وہ آہی گیا، چنانچہ اب شیخ الاسلام صاحب صاف صاف لفظوں میں قادیانیوں کے مسلمان ہونے کی بات کہنے لگے فرماتے ہیں :



اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو آخر کار نقطہ محمدیت پر جو درجہ والذین موکا ہے سب شریک ہیں ..... مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں انکو بھی اس میں (یعنی اسلامی فرقوں میں) شامل سمجھتا ہوں ۔  
( اخبار احمدیت ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء )

## مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح میاں نذیر حسین دہلوی سے بہڑھایا

مؤلف تاریخ احمدیت رقمطراز ہے :

” (شادی کی) تاریخ طے پاگئی تو آسمانی دولہا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) دو خدام کی مختصر سی بارات لے کر دلی پہنچے خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھایا جو ضعف اور بہڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے تھے اور ڈولی پر بیٹھ کر آئے تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقع پر مولوی صاحب کو ایک مصلیٰ اور مانج روپے بطور ہدیہ دیے۔“ (۱) (تاریخ احمدیت ج ۲ ص ۵۶)

غلام احمد قادیانی غیر مقلد تھا، اگرچہ اس کے عقائد نکاح کے وقت ہی خراب ہو چکے تھے اور نبوت کی دہلیز پر وہ قدم رکھ چکا تھا مگر چونکہ تھا غیر مقلد اسلئے میاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی غیر مقلدیت کی رعایت میں باوجود فساد عقائد کے اس کا نکاح پڑھایا اور چونکہ ہم مذہب تھا اس وجہ سے

(۱) میں نے یہ معلومات مہاراشٹر میں غیر مقلدین جلد دوم مقدمہ پاکستان سے حاصل کی ہیں۔



اس کا نکاح پڑھایا، یہ یہ بھی قبول کیا۔ اس زمانہ میں پانچ روپیہ نکاح پڑھانی کوئی معمولی یہ نہیں تھا کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آسانی سے انکار کر دیتے عیب اوروں کے جوڑ چنتے ہیں وہ خود کو دیکھیں  
سر نہ اٹھ پائے گا جب خود یہ نظر جائے گی

غیر مقلدوں کے شیخ الکل حضرت میاں صاحب دہلوی کے  
درس حدیث پر ایک صاحب علم اور صاحب بصیرت کا تبصرہ  
ابھی آپ نے کچھ پہلے حضرت مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی  
زبانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق پڑھا، دارالعلوم کے اساتذہ کیسے اخلاص و  
لہیت کے پیکر تھے، ان کا اخلاق کتنا بلند تھا، طلبہ پر انکی کیسی شفقت تھی، طلبہ  
کے حوصلہ بڑھانے اور انکی ہمت بلند کرنے میں ان کا طرز کیا تھا، ان کا درس  
حدیث کس میاں کا ہوتا تھا۔

اب آئیے مقابلہ غیر مقلدین صف کے سب سے بڑے عالم اور محدث  
شیخ الکل فی الکل حضرت سید میاں تہ حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا درس حدیث  
کس قسم کا ہوتا تھا، طلبہ کے ساتھ ان کا کیا معاملہ تھا اخلاق کے اعتبار سے انکا  
مقام کتنا اونچا تھا، طبعیت کے اعتبار سے یہ کتنے شریف تھے۔ اس کے بارے  
میں ہندوستان کے مشہور مؤرخ صاحب نزہۃ الخواطر حضرت مولانا علی میاں  
مدظلہ کے والد ماجد کا یہ معتبر بیان ملاحظہ فرمائیے، اسی ایک نمونہ سے غیر مقلدین  
کے دوسرے علماء کو سمجھنا آسان ہوگا، مولانا سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور  
کتاب دہلی اور اس کے اطراف میں فرماتے ہیں :

مولوی سید تہ حسین صاحب کا درس | روزِ دو شنبہ ۱۶ رجبِ حوائج  
مزدوری سے فارغ ہو کر



۸۔ بچے مولوی نذیر حسین صاحب کے مدرسہ گیا۔ بخاری شریف کا درس  
 ہو رہا تھا، ۱۱۔ بچے تک متعدد کتابوں کے درس ہوئے۔ سب میں شریک رہا۔  
 ابتداء میں معمولی طریقہ تھا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد معمول سے زیادہ مولوی صاحب  
 ممدوح ہوشگافیاں فرمانے لگے، میرا گمان یہ ہے، وان بعض الظن اشہ کہ پشتر مولوی  
 صاحب نے درس کی مشغولی کی وجہ سے مجھ کو نہیں دیکھا، جب انھوں نے مجھ کو دیکھا تو  
 اس کے بعد ہی انھوں نے طرز بدل دیا، ۱۱۔ بچے اٹھے، میں بھی ساتھ ہی ساتھ اٹھا، مجھ  
 سے فرمایا کیسے چلے؟ میں نے عرض کیا کہ صرف سماعت کی غرض سے حاضر ہوا تھا، کہنے  
 لگے میاں تم پڑھ لکھے ہو جو ان صالح ہو، کہیں بیٹھ کر خود پڑھاؤ، میں بوڑھا آدمی،  
 کثیر الامراض، ہوش و حواس باختہ، ستر بہترا ہوں، میرا پڑھنا پڑھانا کیا، از سر  
 تا پا عوارض میں مبتلا ہوں، اس کا جواب میں نے مناسب الفاظ میں دیا، جیسا ایک  
 ارادتمند کو زیبا ہے، اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ پھر صبح سے آیا کرو تا کہ  
 سب سبقوں میں شریک ہو سکو، میں سلام کر کے واپس آیا۔

روزہ شنبہ ۱۰ رجب۔ اس رات بھی ابرو باد ہے، اور راستہ بالکل  
 خراب ہے۔ لیکن میں مولانا ممدوح کے پاس جا لے کو تیار ہوں، ۱۲۔ بچے مولوی صاحب  
 کی درس گاہ جو میرے قیام گاہ سے بہت قریب ہے گیا، راستہ ایسا خراب ہے کہ  
 چار قدم چلنا مشکل معلوم ہوتا ہے، وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ بخاری شریف  
 کا سبق شروع ہو گیا ہے، اس میں شریک ہو گیا، اس کے بعد مقدمہ صحیح مسلم ہوا۔  
 بالکل سادہ سادہ درس ہے مالہ و مالہ علیہ سے بحث نہیں ہوتی، اس کے بعد بیفادی  
 کا سبق شروع ہوا، مولوی صاحب کے بھتیجے مولوی عبد الحفیظ ہیں، اس کا سبق بالکل  
 خراب ہوتا ہے، پڑھنے والے قطعاً نہیں سمجھتے، عبارت بالکل غلط پڑھتے ہیں، جس سے  
 سننے والا بھی صحیح مطلب اخذ نہیں کر سکتا، مولوی صاحب کی نسبت سورنہم کا گمان  
 سوڑن ہے، کیا عجیب ہے کہ کبر سنی کی وجہ سے اخذ مطلب کے متحمل نہ ہو سکتے ہوں،



شواہد میں اعشیٰ کا ایک شعر آگیا، اس میں دیر تک قاری اور سامع متوجہ رہے مگر پھر بھی ناکامیاب ہوئے، مولوی صاحب نے فرمایا کہ حل الابیات ہمارے پاس ہے، اس میں خوب حل کر دیا ہے۔ میرے دل میں بار بار آتا تھا کہ میں کچھ بولوں، مگر مولوی صاحب کی خفگی کی وجہ سے نہیں بولا، وہ جلد خفا ہو جاتے ہیں اور طالب علم کو الفاظ سخت و درشت کہتے ہیں..... یہ مصرع بہت پڑھتے ہیں۔

عمر عیسیٰ کے اصطبل میں کوئی خر بھی چاہئے

اور طالب العلم ان کا سننا بھی فخر و سعادت سمجھتے ہیں، یہ روسیاء ان باتوں کے سننے کو بسبب اجنبیت کے گوارا نہیں کر سکا، افسوس ہے کہ بیضاوی بالکل نامہی کے واسطے پڑھی جاتی ہے، کاش اس کی جگہ پر حدیث کا سبق ہوتا تو گو وہ نہ سمجھیں لیکن الفاظ نبوی کے ادا ہونے سے جواب میں داخل ہوتے۔ مولوی صاحب نے اثنائے سبق میں بیضاوی کی نسبت بھی الفاظ ناملائم کہے، کہ وہ فلسفی تھا کچھ نہیں سمجھتا آیات بینات کو اپنی قابلیت جملنے کے واسطے مشکل کر دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کبھی اس کو نہیں دیکھتے تھے، ان کو اس کی طرف بالکل اعتنا نہ تھا۔ الی آخرہ۔

## جماعت اہل حدیث کے متعلق اکابر غیر مقلدین کی رائے

جب ظلم کو پیش چلتا ہے، تو جن کے دلوں میں اسلامی غیرت کی کچھ بھی حس ہوتی ہے ان کا ضمیر چیخ اٹھتا ہے، اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں، تقلید کا انکار کرتے کرتے اور مقلدین کو مشرک کہتے کہتے جب غیر مقلدین کی جماعت حد سے آگے بڑھ گئی اور کتاب و سنت کا نام لے کر خود کتاب و سنت کے خلاف یہ زہر اگلنے لگے، دین کی من مانی تشریح کرنے لگے اسلاف امت اور صحابہ تک اپنی زبان و قلم کا انھوں نے نشانہ بنایا صحابہ کرام اور خلفائے



راشدین کا عمل بھی اس جماعت کے نزدیک بدعت قرار پانے لگا تو خود غیر مقلد کی جماعت کا ایک گروہ اس حرکت ناشائستہ پر اظہارِ افسوس کرنے لگا اور اس نے محسوس کیا کہ یہ اہل حدیث قسم کا جو ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے وہ پورے دین کو بدنام کرنے اور شریعت اسلامیہ کی غلط تفسیر اور اس کا چہرہ بگاڑنے کی سنگدروہیں لگا رہے، چنانچہ اکابر غیر مقلدین نے اس غیر مقلدین جماعت کے اس نئے قسم کے "اہل حدیث" لوگوں کا سخت قسم کا نوٹس لیا اور انھوں نے ان سے انہماک بیزاری کو ضروری سمجھا، ذیل میں اکابر غیر مقلدین کے جماعت اہل حدیث کے بارے میں جو تاثرات ہیں وہ ملاحظہ فرمایا جائے۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی فرماتے ہیں:

”اس زمانہ میں ایک شہرت پسند اور ریاکار فرقہ نے جنم لیا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لئے قرآن و حدیث کے علم اور ان پر عامل ہونے کا دعویدار ہے“ (المطہنی ذکر الصحاح السہمۃ ص ۱۵۲)

مولوی محمد شاہ جہاں پوری رقم طراز ہیں:

”کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ نظر آ رہے ہیں، جس کے لوگ بالکل نا آشنا ہیں، پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آتے، بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے دنوں سے سنا ہے، اپنے آپ کو تو وہ "اہل حدیث" یا "محمدی" یا "موجد" کہتے ہیں مگر مخالف فرقوں میں ان کا نام "غیر مقلد" یا "لامذہب" یا جاتا ہے۔“

(الاسناد الی بسیل الرشاد ص ۱۳)

مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی فرماتے ہیں:

قد نشأت فی عصرنا فرقۃ تدعی اتباع الحدیث وھو بمعزل عنہ۔



یعنی ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے، جو اتباع  
حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے، اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث  
سے کنارے ہیں۔

شیخ الکمل فی الکمل مولانا میاں نذیر حسین صاحب کے استاذ و خسر مولانا عبدالحق صاحب تحریر فرماتے ہیں :

سوبانی مبنی اس طریقہ نو احداث (غیر مقلدیت) کا عبدالحق ہے جو چند  
روزے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المومنین (سید احمد شہید) نے ایسی  
حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اسکو نکال دیا اور علمائے حرمین  
مستطین نے اسکے نقل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح بھاگ وہاں سے بچ نکلا۔ الخ  
(تبیہ الفضالین بر حاشیہ نظام اسلام ص ۲)

الحق فی ذکر الصلح الیہ سے میں نواب صاحب نے اس نو مولود فرقہ اہل حدیث کے  
بارے میں بڑا تفصیلی ذکر کیا ہے، میں نے شروع میں نواب صاحب کا جو  
کلام نقل کیا ہے اسی کے ضمن میں نواب صاحب مزید فرماتے ہیں :

• ان لوگوں کو دیکھو گے کہ یہ محض الفاظ حدیث کی نقل پر اکتفا کرتے ہیں  
اور حدیث شریف کی فہم اور اسکے معانی و مفہم میں غور و غوض کی طرف  
توجہ نہیں کرتے، ان لوگوں کا گمان ہے کہ محض الفاظ کا نقل کر لینا ہی کافی  
ہے حالانکہ یہ خیال حقیقت سے دور ہے، کیونکہ حدیث سے مقصود تو  
حدیث کی فہم اور اسکے معانی میں غور و فکر کرنا ہے، نہ کہ صرف الفاظ  
حدیث کی نقل پر اکتفا کرنا۔

آگے چل کر نواب صاحب فرماتے ہیں :

پس حدیث اس زمانہ میں بچوں کا پڑھنا پڑھانا رہ گیا ہے نہ کہ اصحاب بعین



مزید خاں صاحب فرماتے ہیں (غیر مقلدین حضرات کان لگا کر اپنے بارے  
 میں اپنی ہی جماعت کے اس مجدد اور فخر المحدثین اور سر تاج علماء کی یہ بات سنیں  
 اور عبرت حاصل کریں)۔

”یہ جاہل (یعنی غیر مقلدین) تو ان کا حدیث کے ساتھ ساتھ بڑے سے بڑا  
 سلوک یہ ہے کہ یہ لوگ چند ایسے مسائل کو اختیار کر لیتے ہیں جو عبادات کے  
 اندر مجتہدین اور محدثین کے مابین اختلافی ہیں، معاملات سے متعلق مسائل  
 جو روزمرہ پیش آتے ہیں ان سے انھیں کوئی واسطہ نہیں اور ان کا سارا  
 اتباع حدیث فقط یہ ہے کہ یہ اس خلاف کو نقل کرتے رہتے ہیں جو ائمہ  
 مجتہدین اور محدثین کے درمیان عبادات میں واقع ہوا ہے نہ کہ اتفاقات  
 کے اندر، اسی لئے یہ لوگ اس باب میں ائمہ حدیث کی جانچ پرکھ سے بے بہرہ  
 اور معاملات کے بارے میں حدیث کی کچھ بوجھ سے ناواقف ہیں، ایسے ہی  
 سنن اور اصحاب سنن کے اسلوب اور طریقہ کے مطابق کسی ایک مسئلہ کے  
 استخراج اور کسی ایک حکم کے استنباط پر بھی قادر نہیں، اور انھیں اسکی  
 توفیق بھی کیسے ہو کہ یہ حدیث پر عمل کرنے کے بجائے زبانی جمع خرچ اور  
 سنت کی اتباع کے بجائے شیطانی تسویلات (بہکادے) پر اکتفا  
 کرتے ہیں اور پھر اسکے عین دین ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔“

یہ ہے جماعت، اہل حدیث کے بارے میں نواب صاحب صدیق حسن خان  
 بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے، یہ کسی حنفی کی نہیں، شافعی کی نہیں، مالکی اور حنبلی  
 کی نہیں، دیوبندی اور ندوی کی نہیں، بدعتی اور شیعہ کی نہیں، جماعت اہل حدیث  
 کے بارے میں خود اس جماعت کے نہایت اہم اور موثر شخصیت خاں صاحب بھوپالی  
 کی رائے ہے۔

اگرچہ نواب صاحب کی یہ تحریر بڑی طویل ہو گئی مگر نواب صاحب ابھی



کچھ اور سنانا چاہتے ہیں اگر گھبرانہ گئے ہوں تو آپ توجہ سے جماعت اہلحدیث کے بارے میں نواب صاحب کی یہ بات بھی سن لیں فرماتے ہیں :

”میں نے انکو (اہلحدیثوں کو) براہ آزمایا لیکن میں نے ان میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا جسے صالحین کے طریقہ پر چلنے کی رغبت ہو، یا وہ اہل ایمان کی سیرت کے مطابق چلتا ہو، بلکہ میں نے تو ان میں سے ہر ایک کو کمینہ دنیا میں منہمک اور اسکے ردی ساز دسامان میں مستغرق، جاہ و مال کو جمع کرنا حلال و حرام کی تمیز کے بغیر مال کی لالچ رکھنے والا پایا۔ اسلام کی مٹھاس سے خالی الذہن اور عام مسلمانوں کی نسبت شریر کہنے لوگوں کی طرح سنگدل پایا۔“

نواب صاحب مزید ارشاد فرماتے ہیں :

بجذایہ امر انتہائی تحیر و تعجب کا باعث ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو خالص موجد گردانتے ہیں اور اپنے ماسوی سب مسلمانوں کو مشرک بدعتی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ خود انتہائی متعصب اور دین میں غلو کرنے والے ہیں ..... مقصود یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جنکا دیکھنا آنکھوں کی چیمیں اور گلوں کی گھٹن جانوں کے کرب اور دکھ ردحوں کے بخار سینوں کا غم اور دلوں کی بیماری کا باعث ہے اگر تم ان سے انصاف کی بات کرو تو انکی طبیعتیں انصاف قبول نہیں کریں گی“ (۱) (المخطوطہ ۱۵۲ و ۱۵۵)

چھپ کر ہوا کے جھونکوں میں آتی ہیں بجلیاں

ناطق چمن یہ رہنے کے قابل نہیں رہا

یہ جماعت اہلحدیث کے متعلق خاں صاحب بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ تھے، مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بھی جماعت غیر مقلدین کی بڑی قابل قدر ہستی ہیں، اہلحدیثوں کے بارے میں انکے بھی تاثرات ملاحظہ



فرمائیں - فرماتے ہیں :

ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے، جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور حقیقت میں وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے ہیں جو حدیثیں کہ سلف کے یہاں معمول رہا ہیں انکو ادنیٰ سی قدر اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال و افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر اپنے بیہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں، حاشا وکلا، اس کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت نبویہ کے نشان کو گراتے ہیں اور ملت حنفیہ کی بنیادوں کو کھنہ کرتے ہیں اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسناد آثار کو پھینک دیا ہے اور انکو دفع کرنے کیلئے وہ جلد بناتے ہیں کہ جن کیلئے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مومن کا سراٹھتا ہے، الخ (۱)

( فتاویٰ علمائے اہلحدیث جلد ۷ ص ۸۰ )

غیر مقلدین علماء میں نواب وحید الزماں صاحب حیدر آبادی کا بھی بہت اہم مقام ہے، ان پر اور انکی کتابوں پر نواب صدیق حسن خاں بھوپالی جیسا صاحب فضل و کمال اعتبار کیا کرتا تھا، مولانا حیدر آبادی کی کتاب نزل الابرار کی نواب صاحب بھوپالی نے بڑی تعریف کی ہے، ان نواب صاحب حیدر آبادی کا اہلحدیثوں کے

(۱) مولانا غزنوی کی تصدیق کیلئے غیر مقلدوں کی شرح حدیث دیکھئے کچھ نہیں تو صرف مولانا عبد الرحمن مبارکپوری کی تحفۃ الاحوذی جو ترمذی شریف کی شرح ہے اسکا مطالعہ کیجئے اور احادیث رسول کی تصنیف و انکار کے باب میں ان غیر مقلدین علماء کی ہزات کی داد دیجئے



بارے میں کیا خیال تھا سنئے اور جماعتِ اہلحدیث کے بارے میں مزید بصیرت حاصل کیجئے، نواب صاحب حیدر آبادی اپنی مشہور کتاب "لغات الحدیث" میں فرماتے ہیں :

”غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انھوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائلِ اجتماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی ..... بعضے عوام اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ انھوں نے صرف رفعِ یدین اور آئینِ بالجہر کو اہلحدیث ہونے کو کافی سمجھا ہے باقی اور آداب اور سنن اور اطلاقِ نبوی سے کچھ مطلب نہیں، غیبت جھوٹ افتراء سے کچھ باک نہیں کرتے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے بارے میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں، اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔“ (۱)

( لغات الحدیث ص ۹۱ کتاب )

غیر مقلدین یعنی اہلحدیث کہلانے والی جماعت کی یہ وہ تصویر ہے جسکا پیش کردہ خیال کوئی دوسرا نہیں اہلحدیث جماعت کے ذمہ دار علماء ہیں، یہ آج سے پچاس اور سو سال کے بیشتر کی بات ہے، اس وقت اس جماعت کا حال پہلے سے بھی ابتر ہے اور ابتر ہونا ہی چاہئے اسلئے کہ ہر گلا زمانہ پچھلے سے خراب ہوتا ہے، حدیث و سنت کا نام لیکر یہ جماعت اسلاف امت کی تجہیل و تنقیص کے شاندار کارنامے میں لگی ہوئی ہے۔

(۱)۔ رسائل اہلحدیث جلد دوم کا مقدمہ ناظرین کو ضرور دیکھنا چاہئے مولانا انوار خورشید نے اس طویل مقدمہ میں بڑی کام کی چیزیں جمع کر دی ہیں۔



# غیر مقلدوں کے "اہل حدیث" بننے کی تاریخی شہادت

شہدہ کے غدر سے پہلے تک غیر مقلدین اہل حدیث کے نام سے بھی جانے بہہ پیا نے نہیں گئے، بلکہ فی الحقیقت ان کا شہدہ سے پہلے وجود ہی نہیں تھا، دور انگریزی میں ان کا وجود ہوا، اور انگریزوں نے اپنی پرانی تکنک دیوانڈائیڈ رول (رٹاؤ اور حکومت کرو) کے تحت مسلمانوں کی تحریک جہاد میں نکتہ ڈالنے کے لئے ان غیر مقلدوں کو جاگیر و مناصب اور نوای دیکر ایک نئے مذہب کے طور پر کھڑا کیا تھا، ان کے ہاتھ میں آزادی کا مذہب اور عدم تقلید کا جھنڈا دیا اور عام مقلدین کے خلاف ان کی پشت پناہی مختلف انداز سے کرتے رہے ان کے دینی و شرعی مسائل جمہور سلین سے الگ تھے ان کا عقیدہ بالکل نئے قسم کا تھا جس سے مسلمانان ہند بھی واقف نہیں تھے، پہلے انھوں نے اپنی جماعت کو موحدین کی جماعت کہا۔ یعنی یہ صرف یہ موجد بقیہ سب مشرک ہوگا یہ لفظ چل نہیں سکا تو انھوں نے اپنے کو محمدی کہا مگر اس پر بھی یہ زیادہ دن نہیں رہ سکے، پھر خود کو غیر مقلد مشہور کیا، یہ ان کا مقلدین مذاہب اربعہ کے خلاف فخریہ نام تھا مگر یہ بھی ان کو راس نہیں آیا، اس لئے کہ سارا ہندوستان مقلدان کے بیچ تنہا یہ غیر مقلدان کو جلد ہی محسوس ہو گیا کہ یہ تمام مسلمانوں میں اچھوت بن کر رہ گئے ہیں، ان کے بعض عقائد کی بنا پر عوام نے ان کو وہابی کہنا شروع کر دیا، وہابی کا لفظ ان کے لئے گالی سے بدتر تھا، ان کو منکر ہوئی کہ کوئی اپنی جماعت آزادگان مذہب کے لئے دل بھاتا ہوا چھماتا ہوا اور تاریخ اسلام میں جگمگاتا ہوا نام ہو، انھوں نے اس کے لئے جو تاریخ اسلام پر نظر ڈالی تو "اہل حدیث" کا لفظ مل گیا، بس یاروں نے جھٹ اپنے لئے اس کا انتخاب کر لیا اور اپنے کو اہل حدیث



کہنے لگے جس طرح منکرین حدیث اسے کو اہل قرآن کہتے ہیں، مگر عوام کی زبان پر ان کا نام دہابی کا دہابی ہی رہا، اب یہ بیچارے پریشان کیا کریں تو انھیں اپنے آقائے ولی نعمت، انگریز بہادر یاد آئے جن کی خدمت گزرا یہ عرصے چلی آرہی تھی استمداد و استعانت کیلئے انگریزی سرکار کا دروازہ کھٹکھٹایا ان کے بڑے ”اہل حدیث“ کا نام اپنے لئے الاٹ کرانے کی مہم میں لگ گئے، ایک صاحب نے محض اس کام کے لئے اور سرکار انگریزی کی خوشی حاصل کرنے کیلئے نسخ جہاد میں ”الاقتصاد“ نامی ایک کتاب ہی لکھ ڈالی جس میں ثابت کیا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا حرام اور ناجائز ہے، یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہو سکتا، ایک نواب صاحب نے ترجمان دہابیہ نامی کتاب لکھی جس میں انگریزوں سے لڑنے والوں کے خلاف خوب خوب زہرا گلا کسی نے اسی سلسلہ کے پمفلٹ اور فتوے شائع کئے، غرض سرکار انگریزی کے خوش کرنے کے سارے ذرائع اختیار کئے گئے، اور جب سرکار انکی وفاداری پر ایمان لایا جی تو مولانا حسین بٹالوی نے جماعت غیر مقلدین کے مقتدر علماء کی رائے و دستخط سے اپنی جماعت، آزادگان مذہب کے لئے ”اہل حدیث“ کا لقب الاٹ کرانے کے لئے سرکار کی خدمت میں درج ذیل متن کی درخواست پیش کر دی جو سرکار انگریزی سے منظور ہوئی درخواست کا متن یہ تھا۔

سرکار برطانیہ سے ”اہل حدیث“ نام الاٹ کرانے کی درخواست کا متن

بخدمت جناب سکریٹری گورنمنٹ

میں آپ کی خدمت میں سطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی

کا خواستگار ہوں ۱۸۸۶ء میں میں نے اپنے ماہواری رسالہ



اشاعت اس نے میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ  
لفظ وہابی جسکو عموماً باغی اور نمک تھام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے  
لہذا اس لفظ کا استعمال مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں  
جو اہلحدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ سے سرکار انگریزی کے  
نمک حلال اور خیر خواہ رہے ہیں اور یہ بات بارہا ثابت ہو چکی  
ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کیا جا چکی ہے.....  
ہم کمال ادب و انکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے  
ہیں کہ وہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ  
کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور انکو اہلحدیث کے  
نام سے مخاطب کیا جائے۔

اس درخواست پر فرقہ اہلحدیث کے تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط  
ثبت ہیں۔ (اشاعت اس نے ۲۲ جلد ۱۱ شمارہ ۵)

میں برادران غیر مقلدین بے عرض کروں گا کہ وہ میرے ساتھ رفع یدین  
کے ساتھ جہرا ایک بار کہیں :

الوداع اے متاع دین و ایمان الوداع

غیر مقلدین کی ڈائری نام کی اس کتاب کو اتنی طویل ہو جانے کا اندازہ نہیں تھا  
اسلئے اب قلم روکنا پڑ رہا ہے، اس کتاب کے ناظرین کرام کو انشاء اللہ غیر مقلدیت نام کے  
جو ایک نئے فرقہ کا سوڈیڑھ سو سال سے وجود ہوا ہے اسکے ذہن و مزاج، اسکا عقیدہ اور  
اسکا دینی منہج و فکر معلوم کرنے میں کچھ سہولت حاصل ہو جائیگی۔ اللہم اھدنا فیمن ہدیت  
و عافنا فیمن عافیت و تولنا فیمن تولیت و قنا شر ما قضیت فانک تقضی و  
لا یقضی علیک، انہ لا یدزل من دالیت و لا یعز من عادیت، ربنا تبارکت و تعالیت  
یا ذا الجلال و الاکرام۔ و صلی اللہ علی النبی الکریم

محمد ابوبکر غازی پوری



# وقفہ مع اللامذہبۃ فی شبه القارة الهندیہ (عربی)

مولانا ابوبکر غازی پوری کی ایک نہایت معرکہ آرا کتاب  
اپنے موضوع پر بالکل اچھوتی اور پہلی پیشکش

یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ غیر مقلدین کی تاریخ کیا ہے، انکے واقعی عقائد کیا ہیں  
اس کتاب نے غیر مقلدین کے اس ڈھونگ کی قلعی کھول دی ہے کہ وہ سلفی ہیں،  
کتاب پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ غیر مقلدین، بدعتیوں، قبر پرستوں اور بہت سے  
گمراہ فرقوں سے بھی اپنے خرافاتی عقائد میں دو چار ہاتھ اگے ہیں، ہر بات ٹھوس اور  
مستند حوالوں سے انداز بیان نہایت دلچسپ، ہندوپاک کے علاوہ علمائے عرب  
نے بھی اس کتاب کو پسند کیا ہے۔

گرد و پیش نہایت خوبصورت، صفحات ۳۸۹ قیمت ۱۵۰ روپے۔ اہل علم  
اور طلبائے مدارس کے لئے خاص رعایت۔ ۱۱۲ روپے میں ان کو کتاب رجسٹری سے  
بھیجی جائے گی، وی پی سے ہرگز طلب نہ کریں۔



# مسائل غیر مقلدین

کتاب و سنت اور مذہب جبرہور کے آئینے میں

اس کتاب میں غیر مقلدین حضرات کے اُس پر شور و غوغا کو نہایت مدلل انداز میں چیلنج کیا گیا ہے کہ وہ ”اہل حدیث“ ہیں اور ان کا عمل سنتوں اور تمام صحیح حدیث پر ہوتا ہے اور کہ وہ دینی و شرعی مسائل کے اختیار کرنے میں سلف کے طریقہ پر ہیں۔

— تالیف: —

محمد ابو بکر غازی پوری

— ناشر: —

مکتبہ اشریہ قاسمی منزل سید واڑہ غازی پور، (یو۔ پی) انڈیا

دہلی میں: — ربانی بک ڈپو، کڑہ شیخ چاند لال کنواں۔

بنارس میں: — مولانا رضوان احمد جامعہ اسلامیہ، ریواری تالاب۔

دیوبند میں: — مکتبہ حسینیہ۔

ممبئی میں: — مدرسہ مرقاة العلوم۔



# مکتبہ اشرفیہ جلد ہی پیش کر رہا ہے

## غیر مقلدین کے لئے محفوظ کریمہ

..... مولانا محمد ابو بکر غازی پوری

پی ایچ ڈی غیر مقلد مبلغ اور گاؤں کے چودھری کے  
درمیان دلچسپ گفتگو انوکھا طرز استدلال اور گاؤں کے  
چودھری کے سامنے غیر مقلد پی ایچ ڈی کا اعتراف کہ مذہب  
غیر مقلدیت محض ایک دھوکا، ایک فریب اور ایک فراڈ ہے۔  
اس کتاب میں مولانا عبد الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحفۃ الاحوذ  
اور ابکار المنن کا بھی خاصا تعارف آگیا ہے، کتاب اتنی دلچسپ  
کہ بلا ختم کئے قارئین ہاتھ سے رکھیں گے نہیں۔  
یہ کتاب بہت جلد منظر عام پر آ رہی ہے

—————  
چ پ ش



